

# فتح حیدر

علامہ محمد احمد باشمیل

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

تفیس اکیڈمی  
اردو بازار، کراچی، طمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ  
محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

www.KitaboSunnat.com

# فتح حشر

تالیف  
محمد احمد باشمیل

ترجمہ  
مولانا اختر فتح پوری

نفس اکیسی  
اردو بازار کراچی ٹریڈ

علاقہ طبرستان ہندوستان  
بجن  
چوہدری طارق اقبال گاہندی  
بک ٹرس ایڈیٹیو  
سٹیوچن روڈ کراچی  
محفوظ ہیں

نام کتاب :	فتح خیر
تالیف :	محمد ابراہیم شیل
مترجم :	پروفیسر پوری
قسطوں کی تعداد :	۲۲۶ صفحات
ایڈیشن :	آئسٹ
کلیج اول :	جنوری ۱۹۸۰ء
فہ ۲۱۲۲-۲	

روپے

قیمت

نقیس ایڈیٹیو - کراچی

# عرضِ نامتھر

مدینہ سے چھ ماہ قبل کے خانہ پر شمال مشرق میں یہودیوں کی ایک طاقت ودستی تھی، اس ہی میں یہودیوں نے مسیحا اور مسیح تم کے قتلے بنا کر کے تھے جن سے ان کی مخالفت ہوتی تھی اور وہ وقتاً فوقتاً ان سے ٹکرا کر مسلمانوں کو تنگ اور پریشان کر رہے تھے۔ یہ کسی سے بھی ڈھیچھی بت نہیں تھی۔

جب مسلمانوں نے مکہ سے ہجرت کی اور مدینہ میں آ کر آباد ہو گئے تو خبر اور اس کے قلعہ میں رہنے والے یہودیوں کو اپنی بلا و تہی خاطرہ میں نظر آئی۔ انہوں نے بنی ہاشم کے ہاں مسلمانوں سے امن و امان برقرار رکھنے کے لئے معاہدہ کر لیا، اس سے ان کو مسلمانوں کی طرف سے ایک تحفظ حاصل ہو گیا لیکن اس تحفظ کے پس منظر میں ان کا ساتھ دینا کہ وہ اپنے تپ کو مزید طاقت و بنا لیں، چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں ہر ممکن طریقہ پر اپنی کوشش جاری رکھی اور خود گرفتار کیا، اس کے ساتھ ان کو مدینہ کے مشرکوں اور منافقوں کی حمایت ایک قبیلے کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرا امر اٹھا تاہم اور پھر ناز مچی کہ

مسلمان اس صورت حال کو انتہائی صبر و تحمل سے برداشت کر رہے تھے انہوں نے غیر کی طرف پیش قدمی کی، مسلمانوں کا شکریہ چاروں کے سفر کے بعد غیر کے ذمہ مسلمان ان کے مقابلے پر نکل آئیں گے۔ انہوں نے صورت حال دیکھی تو بوجھلا گئے فوجوں کو قلعہ بند کر لیا اور مسلمانوں نے یکے بعد دیگرے کئی قلعے فتح کر لئے۔

نہیں جوتھے ان میں سب سے زیادہ مستحکم اور مضبوط قطب کا نام قوس تھا، اس کو مرکز آسمانی نہیں تھا۔ بلکہ اس کے مرکز کرنے کے قصہ سے کاتب اٹھے تھے۔ جس روز کے سلسلہ عامرو کے بعد مسلمانوں نے اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس قطب کا سرواڑی حجاب کے سپرد تھی، اس کی شجاعت اور بہادری کا دوسرا دنگ شہرہ تھا اور میا شہرہ کہ اگر شہنشاہان اس کے مقابلے میں تھے کی ہمت نہیں کر سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطب قوس کی تیز اور صوب کی شکست کئے تھی سماہ کی مرکز دی جس حکم روزانہ کیے۔ ایک کسی کو کامیابی نہیں ہو سکی، بلکہ قرآن نے اسلانی کیا کہ اس میں ایسے شخص کا حکم دوں گا جسے اللہ اور اس کے رسول محبوب رکھتے ہیں، یہ ایسا فخر تھا، جن کے حصول کی تمنا کسی کو نہ ہو سکتی تھی، مگر یہ فخر حضرت علی کو حاصل ہوا، حضرت علی نے قوس کا کھنڈ روزانہ ہوتے وقت کہا کہ میں اس وقت تک رہتا رہتا گا جب تک یہودی اسلام قبول نہ کریں، مگر اللہ نے جو بے دیا نہیں فرمایا، کام لو اگر ایک شخص بھی تمہاری ہدایت سے اسلام میں داخل ہو جائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ؟

جب حضرت علی قوس کے قریب پہنچے تو سلام ہوا کہ یہودی صلیح پر کسی طرح بھی تیار نہیں۔ دراصل ان کو اپنی طاقت اور قوت پر بے جا گمنان تھے، انہوں نے مسلمانوں کو شکست سے دوچار کر دینا آسانی سمجھ رکھا تھا۔ چنانچہ صوب چھوڑ کر پڑھتا ہوا حضرت علی کے مقابلہ پر نکلا، حضرت علی راجو پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔ آخر کار حضرت علی کی تلوار صوب پر اس قدر زور سے پڑی کہ وہ خود اور سر کاٹتی ہوئی دانٹوں تک اتر آئی۔ اور یہودی کا زور فلک میں مل گیا۔ اس جنگ کے نتیجے میں ترانوے یہودی ہلک اور پندرہ صحابہ شہید ہوئے۔

یہ واقعہ اپنے محافل اور محاب کے اقتدار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس واقعے کے نتیجے میں نہ صرف یہودیوں کی سلطنت اور طاقت پارہ پارہ ہو گئی بلکہ مسلمانوں کو بھی ان کی جانب سے کھلے تحفظ حاصل ہو گیا۔

یہ واقعہ تاریخ اسلام کے اہم ترین واقعات میں سے ہے۔ یہ عرصہ مشہور ہجری میں پیش آیا تھا اس واقعہ کا ذکر سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں تفصیلاً موجود ہے۔ لیکن اس کی جوئیات اور تفصیل پر بہت کم لوگوں نے بحث و گفتگو کی ہے۔

اس موضوع پر تفصیل سے لکھے کا خیال مشہور عربی تاریخ نگار استاد بائیل کو آیا۔ اس نے اسلام کے بعد کے معرکے کے عنوان سے سلسلہ دار مختلف معرکوں پر ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں ہر واقعہ کے پس منظر، محرکات اور جوئیات پر بحث کی ہے اور ایک ایک نقطہ اور ایک ایک مقام کو اپنی وسعت فکر و نظر کا موضوع بنایا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے اس سے پہلے اتنی مفصل اور مستند کتاب اس موضوع پر کوئی نہیں لکھی گئی ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے اس کے ترجمہ

کی ضرورت مومنین کی اولاد سے اب انتہائی مسرت کے ساتھ پیش کر رہے ہیں،  
نہیں بلکہ یہی اب نگہ سیرت خیرۃ تاریخ اسلام اور اس سے متعلقہ موضوعات اور شخصیات پر انتہائی  
پیش قیمت اور نایاب کتابیں چھاپ چکا ہے۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس کو ہندی  
دوسری کتابوں کی طرح قبول عام حاصل ہوگا۔

طارق اقبال گاہندی

www.KitaboSunnat.com

# فہرست

## پیش لفظ ، تہمید و تعارف ، فصل اول

### یہود و خیر کی مختصر تاریخ

۳۳	۱۱	یادِ حیات کا اڈہ - خیر ،	خیر کا جغرافیہ ،
۳۴	۱۵	بنی تغیر کے نیند ،	یہود ، خیر میں کب آئے ،
۰		کاش یہود نصیحت حاصل کرتے ،	جزیرہ عرب میں یہودی ایک نیا قوم ہے ،
۴۰	۳۷	کیا یہودیوں نے ہیریز سے جنگ کی تھی سچا تھا؟	یہود و خیر کی جماعت اور قوت وحدت ،
۴۸		یہودی 'ہیریز' کے ساتھ جنگ کرنے سے کیوں شکے؟	یہود و خیر کی جانب سے ،
۴۹	۲۳	خیر ..... اور غزوة احزاب ،	تہذیب و تمدن کے وقت خیر کا موقع ،
۰	۲۵	جنگ کا اہم منٹن ،	خیر کے مختلف میں زبردست انقلاب ،
۵۰	۳۱	انصاف علی اللہ و علیہ السلام کی نصیحت خیر کا احباب کو تیار کرنا ،	مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کا اڈہ ،
۰	۳۲	مہاجرین وفد ،	بنی تغیر کی تاریخ برسرِ سرری نظر ،
۵۱	۳۵	اپنی قوم میں ظالم وفد کی کامیابی ،	دشمنوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ،
۵۲	۳۶	یہودی وفد بندھن میں ،	صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر تسلط حاصل کرنا ،
۵۳	۱۰	یہودی وفد کی بندھن میں پہنچائی ،	بنو تغیر کی خیر کی طرف جہاد یعنی ،
۵۳	۳۸	گفت گو کے دستان سہلا پلائی ،	بنو تغیر ، خیر میں -
۵۵	۰	یہودی مجبوراً کھسکنا میں کی آخری کوشش ،	اسم پر تسلط حاصل کرنا سب سے خطرناک ،
۵۶	۰	خیر کی فتح کے بعد یہودیوں کا خیر میں قیام ،	زندگی کا زبردست کرنا ،
۰	۳۹	عہدِ قادسی میں یہودی کی جہاد یعنی ،	
۵۸	۴۰	مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے یہود کا بعض صحابیوں ،	
۰	۴۲	سے کام لیا ،	
۰	۰	حضرت عمر فاروقؓ کا یہود کو جہاد میں کرنا حکم دینا ،	
۵۹	۴۳	شک کے یہودیوں کو جہاد یعنی کے وقت معاہدہ ،	





۱۱۳	حور و عورت کی حیا	۱۰۳	ظلم و ستم
۱۱۴	شہرہ کی گالی اور طلبہ کی نیکو نیت	۱۰۴	قتل و جہاد میں کیسے جیتے
۱۱۵	بیماری سے حفاظت	۱۰۵	چہرہ
۱۱۶	انفصالت کی قیادت	۱۰۶	پیشانی گھونٹنے کی بیماری اور اس کے گھول کا علاج
۱۱۷	تعام لیا کر	۱۰۷	صوت کی قیادت میں
۱۱۸	قدر و حساب کی حق	۱۰۸	حکما آقا کی حق
۱۱۹	قدر و حساب کا علم	۱۰۹	مشافہ کا پتلا
۱۲۰	حسرت نبی کریم سے اور عیسیٰ کا حسرت جاب	۱۱۰	پچاس روزہ اور اس کی عقیدہ
۱۲۱	نبی جنت اور جہنم کا علم	۱۱۱	غیر لایعنی کی شہادت
۱۲۲	فرج کی آہن اور نبی کی جنگ	۱۱۲	نبی کریم کی شہادت اور اس کے پیر اور شاگرد کی شہادت
۱۲۳	گھبراہٹ اور صلہ کے گفتار کی مانی	۱۱۳	شہدوں کی صلہ
۱۲۴	قدر و حساب کے پانچوں کی قیادت	۱۱۴	مشافہ کا علم اور اس کے پتلا
۱۲۵	قدر کے ماننے سے بچنا	۱۱۵	پڑاؤ کا علم اور اس کے پتلا
۱۲۶	تیروں کی جنگ	۱۱۶	مشافہ کا علم اور اس کے پتلا
۱۲۷	پیر کا علم اور اس کے پتلا	۱۱۷	سہار کے علم اور اس کے پتلا
۱۲۸	تیروں اور پیروں کا علم اور اس کے پتلا	۱۱۸	امانت کے پتلا
۱۲۹	سہار کے علم اور اس کے پتلا	۱۱۹	انہما کے علم اور اس کے پتلا
۱۳۰	پیروں کی حکمت اور قدر کی حق	۱۲۰	قدر نام کے علم اور اس کے پتلا
۱۳۱	قدر و حساب سے قدر اور اس کے پتلا اور اس کے پتلا	۱۲۱	موجب کا قتل اور اس کے پتلا
۱۳۲	کا قتل	۱۲۲	طہری کا قتل اور اس کے پتلا
۱۳۳	تیروں کی جنگ	۱۲۳	موجب کو قتل کرنے کا قتل
۱۳۴	خواب کا اگر اس کے پتلا اور اس کے پتلا	۱۲۴	تیروں کی جنگ اور اس کے پتلا
۱۳۵	اسے سمجھنا	۱۲۵	حسرت اور اس کے پتلا اور اس کے پتلا
۱۳۶	مشافہ کے پتلا اور اس کے پتلا	۱۲۶	چہرے کی تیروں اور اس کے پتلا
۱۳۷	انہما کے علم اور اس کے پتلا اور اس کے پتلا	۱۲۷	قدر نام کے علم اور اس کے پتلا
۱۳۸	قدر اور اس کے پتلا اور اس کے پتلا	۱۲۸	قدر نام کے علم اور اس کے پتلا

۱۵۹	مغنی بیرون کیسے تم ازمنہ ہی۔	۱۲۵	قدوہی داخل ہونے کی صورت۔
۱۶۰	مغنی کی گود میں اوتاب۔	۱۲۶	بیرون کی گود سے باہر نہ ہونے کی صورت۔
۱۶۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنی سے کیسے خلق کی۔	۱۲۷	بیرون کو جگہ پر بیرون کرنا۔
۱۶۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنی کو سلام قبول کرنے کا طریقہ۔	۱۲۸	مسلمانوں کے قصاصات۔
۱۶۳	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۲۹	قدوہی کی فتح۔
۱۶۴	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہڑاؤ کا یہی جگہ پر منتقل ہونا۔
۱۶۵	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۱	بیرون کی حالت میں غنیوں کی منتقل ہونا۔
۱۶۶	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۲	قدوہی کا صوم۔
۱۶۷	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۳	بیرون کا سخت مقام۔
۱۶۸	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۴	مہنت کیلئے بیرون کا اس کا استعمال دینا۔
۱۶۹	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۵	بیرون کی حالت میں کاتب۔
۱۷۰	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۶	مہنت طلب کرنے اور اس کے لئے بیرون۔
۱۷۱	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۷	کارخانہ۔
۱۷۲	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۸	قدوہی کی فتح۔
۱۷۳	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۳۹	غیر کا مضبوط ترین قسم۔
۱۷۴	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۴۰	قدوہی کی حالت میں غنی کا بیچ۔
۱۷۵	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۴۱	قدوہی کا صوم۔
۱۷۶	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۴۲	قدوہی کے بار بارش کے ہم وطن کا یہی ہونا۔
۱۷۷	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۴۳	قدوہی کی حالت میں۔
۱۷۸	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۴۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیرون کی صورت۔
۱۷۹	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۴۵	سزا کی آواز۔
۱۸۰	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۴۶	قدوہی کی حالت میں۔
۱۸۱	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۴۷	ایک ضابطہ طلب نامہ۔
۱۸۲	۵۰ میں اختیار دینا۔	۱۴۸	قدوہی کی حالت میں غنی کی حالت۔

## فصل چہارم

۱۸۲	ہاجرین کے شہید کی قصہ۔	۱۸۲	ہادی کا قول۔
۱۸۳	انصار کے شہداء۔	۱۸۳	یہودیوں کا اہانت کیے مذاکرات کی درخواست کرنا۔
۱۸۴	ہاجرین حبشہ کا خبریں آنا۔	۱۸۴	آخری اطاعت۔
۱۸۵	حضرت جعفر کی آمد سے آئی حضرت علیؑ علیہ السلام کا اہل بیت۔	۱۸۵	صرف قرآن کی مخالفت اور قیدی بنانے سے مٹانی۔
۱۸۶	ذکر، تیمار اور داری القریٰ کی فتح۔	۱۸۶	اس حضرت علیؑ علیہ السلام کی رداطی۔
۱۸۷	ذکر کے یہودیوں کا اہانت اختیار کرنا۔	۱۸۷	معاہدہ حلائی کی شروع۔
۱۸۸	آن حضرت علیؑ علیہ السلام نے ذکر کے یہودیوں کے ساتھ کیے اہانت کی۔	۱۸۸	یہودی استعمار کا خاتمہ۔
۱۸۹	داری القریٰ کی فتح۔	۱۸۹	آج کی رات کل کی رات سے کس قدر شایعہ۔
۱۹۰	یہودیوں کا جنگ کی ابتداء کرنا۔	۱۹۰	غیر کی فتام۔
۱۹۱	جنگ کے یہ مسلمانوں کی تیاری۔	۱۹۱	غیر جنگ کا سب سے زرخیز زندگی لانا ہے۔
۱۹۲	یہودیوں کو دعوت اسلام دینا۔	۱۹۲	آن حضرت علیؑ علیہ السلام کا یہودیوں کو دعوت دہن کرنا۔
۱۹۳	یہودیوں کو دعوت اسلام کو ٹھکرانا اور جنگ کے لئے جہاز کرنا۔	۱۹۳	آن حضرت علیؑ علیہ السلام نے غیر میں یہودیوں کو پہلے کی اہانت کیے تھی۔
۱۹۴	یہودیوں کا اہانت کرنا۔	۱۹۴	یہودیوں کو غیر میں ٹھہرنے کی اجازت۔
۱۹۵	داری القریٰ میں یہودیوں کو پہلے کی اہانت کرنا۔	۱۹۵	یہودی مسلمانوں کی پہلے میں۔
۱۹۶	تیمار کے یہودیوں کا جہزہ لانا کرنا۔	۱۹۶	یہودیوں کے مال پر دست چلائی کرنے کے بارے میں آنحضرت علیؑ علیہ السلام کا اجتہاد۔
۱۹۷	قیلہ قزیرہ کی تلاش۔	۱۹۷	آن حضرت علیؑ علیہ السلام کو غیر میں قتل کرنے کی تلاش۔
۱۹۸	فرزادہ کا آنحضرت علیؑ علیہ السلام کا واسطہ۔	۱۹۸	معرکہ غیر میں حضرت کا کھار۔
۱۹۹	مکہ کی گمشدگی کرنا اہانت کا اٹھانے کی دینا۔	۱۹۹	جہاز کے یہ عرق کے غرق کا جلا۔
۲۰۰	کتر میں دلچسپ شدہ کا واقعہ۔	۲۰۰	فریقین کے مقتولین۔
۲۰۱	معرکہ کے نتائج کے متعلق جملہ اہانت کرنا۔		
۲۰۲	ایک سوار شیریں کا شہد۔		

	۲۱۰	مجلعہ بی مسلط کا واقعہ۔
۲۱۶	ذرائع مواد کی کثرت۔	
۲۱۸	شجاعت۔	
"	دین کا دفاع۔	
"	پہچان اصلاح کی حفاظت کا سبب۔	۲۱۳ اسلامی اسی پر ہی فوجوں کے درمیان موازنہ
"	پناہ اور حکومت۔	۲۱۶ عدوی تفرق۔
۲۱۹	اسلامی فوج محمد آہ مستی۔ اور سپردی فوج	۰۰ خوفناک تعطل۔
"	ممانعت کرتی تھی۔	۲۱۶ تیاری اور اسکو میں برتری۔
۲۲۱	معرکہ خیبر میں اسباق۔	"
۲۲۲	میکنا لوجی کی برتری کی حفاظت۔	"

## تحلیل و تجزیہ



# پیش لفظ

از قلم لفظینت عبد اللہ اسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ اٰلِهِمْ  
وَاَصْحَابِهِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

استاذ محمد بائیل نے (سلام کے فیصلہ کن معرکے) کے نام سے جس تاریخی سلسلہ شروع کیا پہلے، پھر اس سلسلہ کی چھٹی کتاب (غزوہ خیبر) سے قطع ہو کر بیہت شاطی بنی، میں نے اس کتاب میں (استاذ بائیل کی دیگر تاریخی موفعات کی طرح) تاریخ اسلامی کے قیمتی خزانوں کو دیکھا جو بہاولپنہ اور قابل تقریباً کارناموں سے بھر پور ہے۔ استاذ بائیل کے قلم نے ان کی تحقیق کر کے، ان سے مٹی کی دبیز تہوں کو دور کر دیا ہے جو ان کا ناموں کے مشابہہ میں رکاوٹ بنی ہوئی تھیں ..... اللہ پھر انہیں صحیح رنگ میں نہایت شاندار اور آسان طریق پر پیش کیا ہے جس سے تاریخین (اپنے تعلیمی معیار کے اختلاف کے باوجود) بغیر کسی مشقت اور ذہنی پریشانی کے تاریخ اسلامی کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں۔ استاذ بائیل نے کسی نئی تاریخ کو پیش نہیں کیا کیونکہ تاریخ کا مزاج اس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ لکھاری اس میں ان باتوں کا اضافہ کرے جو اس کے اندر موجود نہیں، جن لوگوں نے تاریخ اسلامی کا تھیلہ و جزیہ کرتے ہوئے اُسے اپنے خیال (نہ کہ حقیقت) کے مطابق پیش کیا ہے جیسا کہ مشہور مولف جرجی زیدان نے اپنے مشہور تاریخی سلسلہ میں کیا ہے، مولف نے کتاب بذاتے ان باتوں سے دُور رہ کر بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ استاذ محمد بائیل نے جو نئی بات پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے تاریخ اسلامی کے لئے نہایت دقیق و مستقر کیا ہے اور اسے بے حد وسعت

کے ساتھ چیں کیا ہے، لیکن یہ سب کچھ تاریخ کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے کیا ہے.....  
 نینسہ آپ نے اپنی تالیفات میں اس اصل سے کسی ایک مقام پر بھی فریغ نہیں کیا، اس  
 بات نے آپ کے تاریخی سلسلہ کو مثبت بڑی تاریخی قیمت عطا کی ہے۔ کیونکہ آپ نے اس  
 سلسلہ کو تسلی دینے والی کہانیاں اور دست کو ضائع کرنے والے ان واقعات کی طرح بیان نہیں کیا  
 جن کے وہ بیان قاری کو شوق دلانے کے ارادے سے عشق و محبت کے افسانے بیان کئے جاتے ہیں  
 ..... آپ نے اس سلسلہ کو حقیقی تاریخ کے حقیقی ماخذوں کی طرح پیش کیا ہے۔ اور جو  
 شخص اس سے رجوع واستلال کرنا چاہتا ہے وہ استفاد کے ساتھ اس کی طرف رجوع کر سکتا  
 ہے، علی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ استفاد بائبل کو، تاریخ اسلامی کی اس خدمات  
 کی بہترین جڑ ہے، آپ اس روشن تاریخ کو، ایسے وقت میں پیش کیے ہیں جیکہ مسکین،  
 عربوں اور مسلمانوں پر ظالمانہ حملے کر رہے ہیں اور ان حملوں کے پس پردہ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ  
 مسلمانوں (خصوصاً عربوں) کا تعلق ان کی روشن تاریخ سے منقطع کر دیں، مگر اللہ تعالیٰ ان  
 کرائے کے دستوں کی نجات میں ہے، اللہ تعالیٰ اپنے دین کا بدل لیتے ہوئے ان لوگوں کو  
 ذلیل کرے گا اور یہ خائب و خاسر ہوں گے اللہ اللہ

تاریخ کو، ایسی کتاب کے مطالعے سے معلوم ہو گا کہ معرکہ خیبر، تاریخ اسلام  
 کے عظیم فیصلہ کن معرکوں میں سے ہے اور بقرہ تورات یہ عہد نبوی کا طویل ترین معرکہ ہے  
 جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب، شریک ہوئے، اور یہ وہ اعترافی  
 معرکہ ہے جس کے ذریعے جزیرہ عرب سے، ذلیل یہودیوں کا وجود ختم ہوا۔ تورات نے اس کتاب  
 میں یہود غیر کی تاریخ کو پیش کیا ہے، کہ وہ کب سرزمین عرب میں آئے اور کس طرح حضرت  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے زبردست فوجی کارروائیوں کے بعد، جزیرہ  
 عرب کو، ان کے گنہگار کیا، اور یہی بات اس کتاب کا موضوع ہے۔

تورات نے کتاب کی پہلی فصل میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ یہودی قوم، باہر  
 سے جزیرہ عرب میں داخل ہوئی ہے اور جزیرہ عرب کے ساتھ، اس کا خونی، دینی اور  
 زبان کا کوئی رشتہ موجود نہیں ہے، اس طرح اس نے یہود کے تعصب، بغض، کینے، بھڑکنے



حزب سنی اور مغرب کو بھی اسی طرح میں لیا ہے جس کی وجہ سے ان کے قلعے  
 جزیرہ عرب میں، دیگر مشرق، اتر اور مغرب کو کھینچنے کے لئے، بت پرستوں سے  
 موافقت کرنے تک محدود ہے، متعلق نے (اس جذبہ میں) خیر کی اہمیت اور اس  
 اسلام اور مسلمانوں کو بر فطرت لائق ہونے سے انہیں بھی پیش کیا ہے۔ خصوصاً شریعت سے  
 نئی خیر کے مرحلے طرہ پر ہیں کے خیر چلنے آنے کے بعد، جو یہودیوں میں سرور اور اشرف  
 سمجھے جاتے تھے، متعلق نے، یہ مفید تفصیل بھی بیان کی ہے کہ خیر کس طرح اسلام اور مسلمانوں  
 پر تسلط حاصل کرنے اور ان سے ظلم بردار کرنے کا بیڑہ کو لڑنا اور اس طرح اس نے اجتناب کی  
 خوفناک جنگ کی ایک پائی، اگر اللہ تعالیٰ کی حمایت مجھ کو اور ان میں اسلام اور مسلمانوں  
 کو دیکھائی تو قریب تھا کہ اجتناب کی مخالف فرہیں مسلمانوں کا اتنی کا تار بکھیر دیتیں  
 اور اسلام کی جڑوں کو مکمل طور پر اکھاڑ دیتیں۔ متعلق نے ان اسباب کو بھی تفصیل سے بیان  
 کیا ہے، جس کی وجہ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود کے معاملہ میں سختی کی سیاست کو  
 اختیار کرنا پڑا اور جنگ کے فیصلے ان کا صفایا کرنے کے لئے، جنگ کو ان کے گھروں میں  
 منتقل کرنے کا بھی فیصلہ کرنا پڑا، آپ نے یہ فیصلہ اس یقین کے بعد کیا کہ نرمی اور رواداری  
 ان یہودیوں کو عہد شکنی کرنے، ظلم کرنے اور مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کے باوجود  
 جلاوت دلا دیتی ہے۔

پھر متعلق نے ان معرکوں کی دلچسپ تفصیل بھی بیان کی ہے جو خیر کے قلعوں پر قبضہ  
 کرنے کے لئے، برپا ہوئے، اور اسانید سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم میں قدمی اور شجاعت میں چوٹی کے آدمی تھے اور رواداری اور رحمت میں ایک  
 نمونہ تھے اور آپ کے اصحاب، صبر و اطاعت اور ایمان و شجاعت میں تاریخ کے نادرہ  
 روئے گدھ فونے تھے، نیز اس نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ کس طرح قلیل التعداد صحابہ و مؤمن  
 کثیر التعداد کفار پر قابض آئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مسلمانوں نے جس  
 جنگ میں بھی شرکت کی، ان کی تعداد قلیل ہی تھی مگر اس کے باوجود وہ ظفر مند ہوتے، خیر  
 کے قلعوں کے دفاع میں، یہود نے جس شجاعت اور مردانہ دلہرمت طلب کرنا کا مظاہرہ

کیا، مولف نے ان حقائق کو جس طرح پیش کیا، اس نے ان حقائق کو بہت واضح اور درست طریق سے بیان کیا ہے جس سے ان معرکوں کی اہمیت، بھارت کا اور ہندوستانی میں اتنا اثر ہو گیا ہے۔

میں نے بہت دفعہ چاہا کہ یہ کتاب اور اسٹافٹھیل کی دیگر کتب ہائے آفیسرز اور تمام عرب فوجوں کے منتقل ہو سکیں تاہم جہاں تک وہ اپنے عظیم نئی اداسپ کے بہانہ اور ٹیکو کار سٹیج کی مدد سے تاریخ سے آگاہ ہو جائیں، جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و سخاوت اور آپ کے گریما و اخلاق سے کسب فیض کیا، جس کے باعث انہیں بنے، یہود کی کثیر تفریق، جبروت، ہر گز اور مکرو فیانت کے باوجود، سنگین حالات میں بھی سلیم کے اصولوں کو منسوبی سے قائم کر دیا۔ نیز عرب فوجیں اور ان کے تکریر و پہلے مسلمانوں کے فوجی دستوں کے بہادرانہ کارناموں اور جوں میں ہماری شکست کے بائیں موازنہ کر سکیں، جس سے اڑھائی لاکھ سے زیادہ آفیسرز اور سپاہی، ان یہودیوں کی قلیل تعداد کے سامنے بھاگ گئے، جس سے مسلمانوں کو ابدی ذلت حاصل ہوئی اور یہ ذلت اس وقت تک نہ نہ ہوگی جب تک یہ امت اپنے سین، اپنی تکریر اور اپنے عظیم اصولوں کی طرف واپس نہ آئے اور ہماری امت اور ملک کے دشمنوں کی جانب سے درآمدہ کھوکھلا اصولوں کو غیر باد نہ کہہ دے۔

ہم استاذ مہل احمد باٹھیل کی خدمت میں کسٹم پیش کرتے ہیں جنہوں نے اپنے دینی امت اور وطن کے دفاع کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا ہے اور مباشرت اسلامی کے کے احیاء میں ایک نچرپا سلوب اختیار کر کے اور اڑھائی لاکھ کے فیہر جمعہ ایلیہ ان کا حکم ہمیشہ ہی باطل کے ساتھ برسر پیکار رہتا ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ انہیں بعض ایسی بات کی توفیق ہے گی۔ اور وہ اسلام کے فیصلہ کن معرکوں مثلاً تادسیہ، پرموک، جطین اور ملین جالوت کے متعلق بھی مسلسل کتب شائع کرتے رہیں گے۔

عبداللہ انصاری

قائد معرکہ قسطنطنیہ

# مہینہ مولف

الحمد لله ولا نعبد الا اياه و صلى الله على نبيه ورسوله  
محمد الذي اختار له الابرار رسالته و اجتباها، و على آلها الطيبين  
الطاهرين و اصحابه الغزاليامين.

ہماری یہ کتاب، ہمارے تاریخی سلسلہ (اسلام کے فیصلہ کن معرکے) کی چھٹی  
کتاب ہے جسے ہم قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ  
وہ ہمیں اس کی اشاعت کی ترفیق دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے تمام  
اعمال کو، شہرت اور ریاض کاری کی ملوثی سے پاک رکھے اور ہمارے سب کام خالصتاً رضائے  
الہی کے لئے ہوں وہ دلوں کو بدلنے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

①

یہ کتاب عہد نبویؐ کے طویل ترین معرکے کی تفصیل پر مشتمل ہے، معرکہ خیبر وہ معرکہ  
ہے جس میں مسلمانوں نے فتح حاصل کر کے، خیبر کے علاقے میں یہودیوں کے وجود کی جڑوں کو  
مکمل طور پر اکھاڑ پھینکا، جو جزیرہ عرب میں غیر ملکی وجود کا آخری اور مضبوط ترین قلعہ تھا۔  
خیبر کے یہودیوں کے مطیع ہو جانے سے (جن کی تعداد دس ہزار جانتا ہوں پر مشتمل تھی) یہودی  
مقاومت کے بقیہ مقامات بھی جو فدک، وادی القریٰ اور تیماء میں تھے وہ بھی مسلمانوں  
کی اطاعت میں آگئے۔ نیز تمام شمالی علاقے بھی ان کی اطاعت میں داخل ہو گئے، اس  
طرح مفسد اور کینے یہودیوں کے وجود کا آخری مرحلہ اپنی انتہا کو پہنچا، جو دو ہزار سال سے  
بھی زیادہ عرصے سے جزیرہ عرب کے باشندوں کے ساتھ مل جھگڑ رہا تھا، خیبر میں مفسد  
یہودی وجود کے خاتمہ کے بعد، جزیرہ عرب کے باشندے (اسلام کے گھنے سایہ تلے) اسی  
واستقرار کی حلاوت سے آشنا ہوئے اور جزیرہ عرب کے علاقوں کو، اسلام کی فزیر حکومت

سرعت کے ساتھ اپنے پردوں تلے جمع کرنے لگی اور سقوطِ خیبر پر ابھی نو ماہ کا عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ مشرک و بت پرستی کا سب سے بڑا قلعہ مکہ مکرمہ بھی، مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا اور ابھی خیبر کو یہودی حکومت سے پاک کئے دو سال کا عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ تمام جزیرہ عرب دینِ اسلام کا مطیع و فرمانبردار بن گیا۔

(۲)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت کی اور جب سے یشرب نے، اسلام قبول کیا اور اس کے احکام و تعلیمات کا مطیع اور پابند ہوا، آپ علاقہ کے یہود کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھتے تھے اور جب کبھی وہ معاہدہ کو توڑ دیتے، بالخصوص معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے، آپ ان سے درگزر فرماتے اور رواداری کا سلوک کرتے، یہاں تک کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ختم کرنے یا نئے اسلامی ارکان کے نظام کو تباہ کرنے کی سازش کی تہبیر کی۔ آپ اپنی تادیبی کارروائیوں میں سختی کرنے سے بڑھت دوڑ بہتے تھے۔ آپ نے یہود کی عہد شکنی، خیانت اور تسلط حاصل کرنے کے بدلہ میں جو سزائیں انہیں دیں ان میں سے کوئی سزا بھی خونریزی اور قتل تک نہیں پہنچی، آپ نے یہود کو، بعض مملوکہ چیزوں کے ساتھ مدینہ سے جلا وطنی کی جو سزا دی، یہ ایک انتہائی سزا سمجھی جاتی تھی حالانکہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس سے ان کا قتل کرنا جائز تھا۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو تباہ و برباد کرنے کی بھی پوری طاقت رکھتے تھے، اس لئے کہ سزا کا مقصد (اسلامی روح رواداری کے مطابق) انتقام لینا اور خون چاٹ کر، پیاسے کو شفا دینا نہیں ہوتا، بلکہ سزا کا مقصد صرف، خطرے کو دور کرنا اور شر کے مانع کو ختم کرنا اور قلق و اضطراب اور فتنے کے اسباب کا قلع قمع کرنا ہوتا ہے تاکہ نیا معاشرہ اس میں سکون کی فضا میں زندگی بسر کرے اور سازشوں، کینوں اور لاقانونیت کی زندگی سے دور رہے، ..... اسلام سے پہلے یہود کو، معاشرہ میں لاقانونیت پیدا کرنے اور اس کے رٹھانے میں مدد ملی حاصل تھا، کیونکہ ان دشمن یہودیوں کے وجود کا قیام، ان اجتماعی

امراض کے انتشار میں ہے جنہیں انہوں نے بت پرست جاہلی معاشرہ میں لوگوں کی غفلت کے زمانہ میں، بہت گہرا کیا ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ شاید یہود کو جلاوطن کرنے اور انہیں شرب سے دُور کر دینے سے ان کے شر کا قلع قمع ہو جائے۔ اور ان کا خطرہ دور ہو جائے آپ نے ان یہودیوں کی سزا کو، جو مستحقِ قتل ہو چکے تھے، مدینہ سے جلا وطنی میں تبدیل کر دیا تاکہ وہ جزیرہ کے اندر یا باہر جہاں بھی خدا تعالیٰ کی زمین میں جانا چاہیں، آزادانہ طور پر چلے جائیں۔

www.KitaboSunnat.com

(۳)

بنو نضیر کی عہد شکنی اور آپ کے قتل کی کوشش کے ثابت ہو جانے کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف کر دیا اور مدینہ سے ان کی جلا وطنی پر ہی اکتفا کیا، بنو نضیر نے جس وقت آپ کو قتل کرنے کی کارروائی کا آغاز کیا اس وقت وہ اپنے گھروں میں اس معاہدہ کے تحت جو ان کے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طے پا چکا تھا، امن و امان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ بنو نضیر نے مدینہ سے جلا وطنی کے وقت خیبر میں اقامت اختیار کر لی اور اسے مدینہ کی بجائے اپنا وطن بنا لیا، کیونکہ عرب علاقوں میں خیبر، یہودیوں کی سب سے بڑی حربی قوت تھی، خیال تھا کہ معاہدہ کی موجودگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کوشش کے ثبوت کے بعد، آپ نے ان کے ساتھ جو روادارہ معاملہ کیا، وہ اس کا لحاظ کرتے ہوئے صلح کے لئے آمادہ ہوں گے، آپ نے باوجود قوت کے ان کا خون نہیں بہایا اور مدینہ سے جلا وطنی کے وقت انہیں اجازت دے دی کہ جو کچھ وہ اٹھا کر لے جاسکتے ہیں، لے جائیں، پس وہ اپنے ساتھ سونے اور چاندی کی بہت بڑی مقدار اٹھا کر لے گئے جو ان کی گراں قدر متاع تھی، جزیرہ عرب میں یہودیوں میں سے بنو نضیر کو سب سے بڑا سردار اور گروہ خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن یہود کی فطرت (طاقت کے

یہود نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی جو کوشش کی اسکی مکمل تفصیل ہماری کتاب مغزوة احزاب میں ملاحظہ فرمائیے۔

وقت عہد شکنی کرنے اور حملہ کرنے، اور مذکورہ ہی کے وقت اطاعت و سکون اختیار کرنے) بدل نہیں سکتی، ان کی ذلیل لاء اخلاقی فطرت ہر روز میں ان کے لازم حال رہتی ہے۔ اس لئے ابھی وہ غیر میں ہنس کر بیٹھے بھی دیتے کہ انہیں معلوم ہو گیا کہ انہیں کچھ قوت دستور حاصل ہو گئی ہے لہذا انہوں نے غیر کو، مسلمانوں پر ظلم کرنے اور ان پر ڈکٹیٹر شپ قائم کرنے کے لئے ایک ہیڈ کوارٹر میں تبدیل کرنا شروع کر دیا، اس ڈکٹیٹر شپ کا سب سے خطرناک نتیجہ غزوة احزاب کی صورت میں ظاہر ہوا، جس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو درجہ ہزنا پڑا اور انہوں نے وہ مصائب و آلام برداشت کئے جن جیسے مصائب سے آپ کو زندگی کے کسی مرحلہ میں بھی دشمنوں سے جنگ کے دوران واسطہ نہیں پڑا جیسا کہ ہم نے اپنی دو کتابوں غزوة بنی قریظہ اور غزوة احزاب میں، اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

(۲)

یہ خوفناک جنگ (جو نظام قریشی عظیمانی اور اصلیت کے لحاظ سے یہودی تھی) ایک سخت سبق کے قائم مقام تھی جسے مسلمانوں نے یاد رکھا اور اس کی روشنی میں ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ یہودی قوم، سرطان کی طرح غلبیت ہے جس کی موجودگی میں کوئی علاج سود مند نہیں ہوتا اور اس کو ختم کر دینا ہی اس کا علاج ہوتا ہے اور اگر آپ نے اس کا جلد استعصال نہ کیا تو وہ آپ کی زندگی اور جسم کو تباہ کر دے گا۔ احزاب کی خوفناک جنگ کے بعد مسلمانوں کو جو سخت سبق ملا، اس سے مینہ کی قیادتِ اسلامی پر واضح ہو گیا کہ یہودی عہد شکنی اور خیانت اور ڈکٹیٹر شپ کے مقابل میں، ان کے ساتھ اس ارادے سے نرمی اور رواداری برتنا، کہ ان کی اصلاح ہوگی اور ان کے شرارت پسند نفوس روبرو اصلاح ہوئے گئے اور انہیں اس نیت سے موقع دینا کہ وہ جاہلہ صواب کی طرف واپس آجائیں گے اور جس حق کو انہوں نے چھان کر اس کا انکار کر دیا ہے، اس کی پیروی کریں گے، یہ صرف ایک مسکن و دوا کے طور پر ہوگا جو اس سرطان (یہودی) کا خاتمہ کرنے میں سود مند نہیں ہو سکتی بلکہ اسے

اس بات کا موقوع دینا ہے کہ وہ آہستہ آہستہ جسم میں سلامت کے زندگی اور عافیت کا خاتمہ کرنے۔

(۵)

اس جدید اور واقعاتی نظریہ کی اساس پر جسے مدینہ میں قیادتِ اسلامی نے احزاب کے حملے کے ان مصائب و آلام کے نتیجہ میں محسوس کیا جو اسلامی ہستی کا تار و پود بکھیر دینے اور اس کو بڑوں سے الگ کر دینے کے تھے اور جو کہ اور صحرائے نجد سے قبل، خیبر کے علاقے سے وارد ہوئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں کی اس سیاست سے رد و گردانی اختیار کر لی جسے آپ اس بربادی انگلیں قوم کے کامدائوں کے مقابل میں اختیار فرمایا کرتے تھے، پس آپ نے انکی معاملہ میں دانشمندی اور سختی کی سیاست کو اپنایا، آپ نے یہ سختی انتقام لینے اور ان کے خون سے پیاس بجھانے کے لئے اختیار نہ کی تھی بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام حکیمانہ تصورات اس پر ولادت کرتے ہیں کہ آپ روح انتقام سے کوئی سروکار ہی نہ رکھتے تھے اس دانشندانہ جدید سیاست کا باعث جسے آپ نے ان یہودیوں کے ساتھ زلزلہ احزاب کے بعد اختیار فرمایا، اس شریفانہ تلاش پر مبنی تھی کہ علاقہ کے ماحول میں امن و امان کا دور دورہ ہو..... بار بار کے عملی تجربات اس باپروہات کرتے تھے کہ علاقے میں اس وقت تک امن و امان قائم نہیں ہو سکتا جب تک تمام جزیرہ عرب میں یہودیوں کا اثر و نفوذ یا حکومت باقی ہے۔

(۶)

یہودی کی ذمہ داری شپ اور بار بار کی غداروں کے مقابلہ میں، جو جدید اور سخت سیاست اپنائی گئی اس کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ ہجرت کے چوتھے سال مدینہ میں یہودی قرینہ پر یہ سخت سزا نازل کی گئی کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جن گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا ہے ان کے بدلہ میں ان میں سے آٹھ سو آدمیوں کو قتل کر دیا گیا، یہ گھناؤنے جرائم، غدار، خیانت، عہد شکنی اور ذمہ داری شپ کے تمام معانی پر حاوی تھے اور انہوں نے یہ جرائم اس وقت کئے جب مسلمان نہایت سنگین حالات سے گزر رہے تھے، ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ بھی مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے اور ان کی

ہستی کو نیست و نابود کرنے میں شریک ہوں..... وہ مسلمانوں پر الٹ پڑے اعلان سے خم  
 ٹھنک کر دشمنی کرنے لگے بلکہ انہوں نے ان کے خلاف، اعلان جنگ کر دیا، اس وقت مسلمان  
 نہایت کٹھن حالت میں اپنی موت کی گھڑی کا سامنا کر رہے تھے اور اس کی سوتی، صفر کی طرف  
 بڑھ رہی تھی تاکہ احزاب کی زبردست فوجوں کے ہاتھوں، جو مدینہ کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے  
 تھے، ان کی موت کا اعلان کرادے..... اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کو پرانگندہ کرنے  
 اور مدینہ سے نکال باہر کرنے کا معجزہ ظہور پذیر نہ ہوتا تو احزاب کی فوجیں مسلمانوں کو تباہ و برباد کر  
 دیتیں۔ یہود بنو قریظہ اور مسلمانوں کے درمیان (عدم جارحیت کے معاہدہ کے علاوہ) ایک فوجی  
 معاہدہ بھی تھا جو ضرور یقین کو اس بات کا پابند کرتا تھا کہ شرب پر سیرونی حملہ کی صورت میں خواہ وہ  
 ان دونوں میں سے کسی کے خلاف ہو، یہ دونوں اکٹھے ہو کر اس کا دفاع کریں گے مگر جب احزاب  
 کی زبردست فوجوں نے مدینہ میں مسلمانوں کا احاطہ کر لیا تو یہود بنو قریظہ نے غلامی اور ضمانت گتے  
 ہوئے اس معاہدہ کو توڑ دیا اس سے وہ مسلمانوں کو ایک تنگ مقام پر پہنچا کر فائدہ حاصل کرنا  
 چاہتے تھے، بنو قریظہ نے، صرف عہد شکنی اور اس معاہدہ کے باطل کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا جو ان کے  
 اور مسلمانوں کے درمیان تھا بلکہ جنگ کر نیوالوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دینے کے لئے بھی جلدی کی اس  
 بات نے مسلمانوں کے درد و کرب میں مزید اضافہ کر دیا اور بنو قریظہ کی اس کارروائی نے انہیں چچی  
 کے دوپاٹوں کے درمیان ڈال دیا..... ان کے سامنے احزاب کی فوجیں تھیں اور مدینہ کی اطراف  
 میں یہود بنو قریظہ ان کے پیچھے تھے اور یہ بات کس قدر بُری تھی کہ آپ اپنے حلیف کو اپنے دشمنوں  
 کے ساتھ شامل دیکھیں اور وہ اس وقت پیچھے سے آپ کو مارنے کے لئے ہتھیار اٹھائے جس وقت  
 آپ کو یہ توقع ہو کہ وہ ہتھیار اٹھا کر آپ پر ہرنے والے ظلم کو روکنے کے لئے ایک حلیف کی طرح  
 کھڑا ہوگا جس کے دینے ہوئے قول کا وزن، شرف کے ترازو میں ہوتا ہے۔ مگر یہ لوگ تو صرف  
 یہودی تھے۔

یہود بنو قریظہ نے جن گناہوں نے جرائم کا ارتکاب کیا تھا ان کے مطابق انہیں سخت ترین  
 سزا دی گئی..... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عادلانہ فیصلہ کے بعد ایک ہی رات



میں یہود بنو قریظہ میں سے آٹھ سو جانبازدوں کو، قتل کر دیا۔

(۷)

یہود بنو قریظہ کے متعلق جو فیصلہ صادر ہوا اور اس کے نتیجے میں جو سخت اور دانشمندانہ سزا دی گئی، یہ وہ پہلا انقلابی پوائنٹ ہے جس نے مدینہ کی اسلامی قیادت کو، عہد شکن یہودیوں کے معاملہ میں نرمی کی بجائے، سخت سیاست کے اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ مسلمانوں کو تلخ تجربات کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح معلوم ہو چکی تھی کہ یہود کی غداری، عہد شکنی، خیانت اور ڈکٹیٹر شپ کے جرائم کے مقابلہ میں نرمی، رواداری اور عفو و درگزر کی سیاست اختیار کرنے سے پہلے کبھی یہود کی فطرت میں تبدیلی رونما ہوتی ہے اور نہ ہی آئندہ ان کی تخریب کار، سازشی، اور حکومت کی حلیصہ طبیعت میں کچھ تبدیلی پیدا ہوگی۔ بلکہ اس طبیعت نے انہیں لاپرواہی سے کران کے ان خواہوں کا دائرہ وسیع کر دیا ہے جو ان کے بڑے بڑے لیڈر، شرب کی واپسی کے متعلق انہیں دکھایا کرتے تھے کہ وہاں پستے سر سے ان کی حکومت کے سیاہ سائے دراز ہونگے۔

احزاب کی زلزلہ انگن جنگ کے بعد، مدینہ کی قیادت علیہ کو اس بات میں کچھ شک نہ رہا تھا کہ خیبر (جب بنی نضیر کے جلا وطن یہودیوں نے اسے اپنا وطن بنا لیا تھا) مسلمانوں پر ظلم کرنے کا ہیڈ کوارٹر بن چکا ہے اور خواہ مسلمان یہود سے کس قدر بھی عفو و درگزر سے کام لیں وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے، تمام وسائل کو بٹے کار لانے کی کوششوں سے کبھی بھی نہیں رکھیں گے۔

اس لئے اب یہ ایک بدیہی اور ضروری بات تھی کہ مسلمانوں کا دوسرا قدم (بیشرب میں یہودیوں کے صفایا کے بعد) خیبر میں یہود کے ساتھ جنگ کرنا ہوتا کہ ان کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے اور یہ ایک مدافعتی حربی کارروائی تھی۔ جس کا عمل میں لانا ضروری تھا تاکہ ظلم اور سازش کے ٹھکانوں کو ختم کیا جائے اگر مسلمان ان ٹھکانوں کو تباہ و برباد نہ کرتے تو ان یہودی

لے اس فیصلہ پر اعتراض کرنے و انتقاد کرنے والوں کے شبہات کی رد کے لئے مؤلف کی جو تھی کتاب "غزوة بنی قریظہ" کی جو تھی فصل ملاحظہ کیجئے۔

ٹھکانوں سے، جہاں پر مسلمانوں کے خلاف جنگ احزاب کا تانا بانا تیار کیا گیا تھا ہمیشہ ہی ان کا وجود گھمسی خطرات میں گھرا رہتا اور یہ کوئی مستبعد امر نہیں کہ مسلمانوں کے خلاف یہودی دوسری جنگ احزاب کا تانا بانا تیار کرتے جو پہلی جنگ احزاب سے بھی زیادہ بڑی اور خطرناک جنگ ہوتا رہا۔

(۸)

مسلمانوں پر احزاب کے خوفناک حملے کے بواعث کے متعلق۔

واقعات کے صحیح اندازوں اور سببات کے ساتھ اسباب کے رابطوں اور دقیق تجزیات کی روشنی میں مدینہ کی قیادت علیہ پر یہ بات واضح ہوئی کہ بہت پرست احزاب کی جن فوجوں کو حیرت انگیز رنگ میں مسلمانوں نے نکال باہر کیا ہے اور جو طریقہ کی جن فوجوں پر مسلمانوں نے تباہ کن عذاب نازل کیا ہے، ان سب کی مثال اژدھا کی دم کی طرح ہے، جس کا حقیقی سر، وہ یہودی عناصر ہیں جو ہمیشہ خیبر کے ٹھکانوں میں چھپے رہتے ہیں، اس لئے مدنی قیادت سلامی صرف اسی صورت میں بہت پرستوں کے حملوں اور یہودی جو قریظہ کے غداروں اور خانوں کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکتی ہے کہ اس اژدھا کی دم کو کاٹ دے۔

مسلمانوں کو، بہت پرست احزاب اور جو قریظہ کے غداروں کے ہاتھوں میں تباہیوں اور ہلاکتوں سے دوچار ہونا پڑا، انہوں نے مدینہ کے اسلام، خون، عزت اور مال کو تیرا اندھی کے سامنے ڈال دیا..... یہ احوال جو مصائب جنہوں نے مدینہ کو گھیر لیا تھا، اگر خیبر کا وجود نہ ہوتا۔ تو ان مصائب کی کوئی چوگانہ بھی مسلمانوں پر نہ پڑتی یہ سب کچھ خیبر ہی سے رونما ہوا تھا اور جو شخص اپنے آپ کو اس قاتل اژدھا سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے اس کا محض دم کو کاٹ دینا اور سر کو باقی رکھنا کوئی نادمہ نہیں دیتا کیونکہ دم، سر کی اتباع کرتی ہے اس لئے اس کے متعلق بھی اقدام کرنا ضروری ہے، اس منطق کی اساس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا، تاکہ

بلکہ یہودی خیبر نے عملاً جدید جنگ احزاب کیلئے اس وقت کوشش کی جب انہوں نے اپنے سردار امیر بنی نضام کی قیادت میں مدینہ کے طرف رخ کیا اور مدینہ کے قریب ہی مسلمانوں کے خلاف جدید جنگ کے لئے رضامند کرے، جیسا کہ ہم نے اپنی پانچویں کتاب "صلح حدیبیہ" میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اُردھاکا دُوم اپنے سر کی اتباع کرے، پس آپ نے ہجرت کے ساتویں سال کے آغان میں جزیرہ عرب میں دخیل یہودیوں کا سب سے آخری اور خطرناک قلعہ مسمار کر دیا اور اس پر قابض ہو گئے اور سقزہ خیبر کے بعد یکے بعد دیگرے یہود کے دُور سے ٹھکانے بھی، جو فدک، تیماہ اور وادی القرئی میں تھے سب کے سب مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گئے، اس طرح جزیرہ عرب، سرطان کی خطرناک گلی سے نجات پا گیا جو کئی صدیوں سے ان قبائل پر حملہ آور ہو رہی تھی جن میں یہ دخیل یہودی رہ رہے تھے، شاید عقیدہ اسلامی نے فتوحات کے میدان میں جو سب سے بڑا کردار ادا کیا وہ یہ تھا کہ خیبر میں چودہ سو مسلمانوں نے ایمانی قوت کے سوا، ہر چیز کی کمی کے باوجود، چودہ ہزار یہودی جانباڑوں اور ان کے حلیفوں پر فتح پائی جن کے پاس ایمان کے سوا، جنگی ضروریات کی ہر چیز موجود تھی... اور شاید مسلمانوں — اور خصوصاً عربوں کی سمجھ میں اس عقیدہ کا بڑا کردار یہ تھا کہ اس نے انہیں اپنے رب کے حضور ٹوٹنے اور صحیح اسلامی عقیدہ سے وابستہ ہونے کے لئے تیار کر دیا تھا... اس باسگی کے بغیر، ان کے لئے اپنی مرغوب، عزت و کرامت اور استقرار اور فتح کو حاصل کسنا محال تھا، ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہدایت دے اور انحراف کی نعرشوں سے محفوظ رکھے تاکہ ہم ان کی توفیق و ہدایت سے اس امت کے منعم علیہ لوگوں کے رستہ پر چلتے رہیں یقیناً وہ مسنے اور جواب دینے والا ہے۔

محمد رضا شمیم

جدہ ..... مملکت سعودی عربیہ

۱۳۸۹ھ — ۱۹۶۹ء

# فصل اول

## یہود خیبر کی مختصر تاریخ

- یہود خیبر میں کب اور کیسے آئے۔
- صدیوں تک یہود کا غیر جانبدار رہنا۔
- غیر جانبداری کے بعد، خیبر، مسلمانوں کے خلافت حملوں کا ہیڈ کوارٹر کیوں بنا؟
- خندق کے سال، مسلمانوں پر، احزاب کے حملے میں، خیبر کا کردار،
- خیبر سے یہود کی جلا وطنی کی تکمیل کیسے ہوئی؟

خیبر کے فیصلہ کن معرکے کی تفصیل بیان کرنے سے قبل، جزیرہ عرب میں دشیل یہودیوں کا وجود، انتہائی طور پر مضمحل ہو چکا تھا، ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کو یہ بات بتا دیا جائے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، یہود سے جنگ کرنے اور ان کی حکومت کا خاتمہ کرنے کے لئے اٹھے، اس سے پہلے ان کی تاریخ اور ان کے اعمال و تصرفات کیا تھے،

قدیم زمانوں سے خیبر کو ہمیشہ ہی سے ایک وسیع سبزہ زار خیال کیا جاتا رہا ہے جو چشموں اور بکثرت پانیوں سے

شاماب ہے اس کی مٹی نہایت عمدہ ہے جو مختلف فصلوں اور پھلوں کے بونے کے لئے کارآمد ہے، اس طرح اسے جزیرہ عرب میں کبھوروں کے سب سے بڑے نخلستانوں میں شمار کیا جاتا

ہے، اس قول کی صحت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ مسلمانوں نے خیبر کی ایک وادی جسے نطاۃ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، کی کھجوروں کا شمار کیا تو وہ چالیس ہزار کھجوروں کے درختوں پر مشتمل تھا، خیبر، مدینہ کے شمال مشرق میں، تقریباً ستر میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

یہود، خیبر میں کب آئے

تین ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ سے  
شرب اور مشرقی اور مغربی علاقے اور تمام

وہ دُمد کے علاقے، جو حجاز میں شرب سے لے کر شمالی حد و دہک پھیلے ہوئے ہیں اور شام کی حدود سے جاملتے ہیں عمالقہ کے بادشاہ کے ماتحت تھے یہ عرب بانہ میں سے ایک زبردست قوم تھی۔ بلکہ وہ علاقے بھی جو بیچ عربی کے تمام ساحلوں اور عمان اور نجد و حجاز پر مشتمل ہیں حتیٰ کہ شام بھی، اس وقت سے جب زبانیں مخلوط ہوئیں، اور فردون کنگان بن حام بن نوح کے عہد کے بعد، قوموں کے علیحدہ علیحدہ ہوجانے کے بعد، عمالقہ کے بادشاہ کے ماتحت تھے۔

خیبر کے علاقہ کے ساتھ یہود کا تعلق کب قائم ہوا اور کس وقت یہ ذلیل قوم خیبر میں آئی اس کے متعلق مؤرخین میں اختلاف پایا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہودیوں نے شرب کے علاقہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد، اس فرجی حملہ کے بعد واپسی کے وقت اپنا وطن بنایا۔ جس کا ذکر اسلامی مؤرخین نے کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت سے تھوڑا عرصہ قبل ان جاہر عمالقہ کو جو شرب اور حجاز کے شمال، مشرق اور مغرب کے علاقوں میں رہتے تھے، جن میں خیبر بھی شامل تھا مطیع بنانے اور انہیں تباہ کرنے کے لئے ایک فرج بھیجی، اس حملہ میں (اسلامی مؤرخین کے بیان کے مطابق) حضرت موسیٰ علیہ السلام حجاز سے واپسی کے وقت، مفسد

۱۔ عرب مؤرخین، عربوں کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ (۱) عرب بانہ، یہ لوگ کلید تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور ان کا نسل اور اولاد میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ طسم، جلیس، عاد، ثمود، عمالقہ اور قریظ، انہی میں سے ہیں۔ (۲) عرب عربی۔ یہ وہ تھلانی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے عربی زبان بولی، ان کا اصلی وطن یمن اور حضرت موسیٰ ہے۔ (۳) عرب مستعرب۔ یہ عدنانی ہیں اور حضرت اسماعیل نبی اللہ کے سب بیٹے انہی میں سے ہیں، اس لئے کہ حضرت اسماعیل کی اصلی زبان سریانی ہے (جو ان کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان تھی) ان حضرت اسماعیل علیہ السلام عدنانیوں کے وہ بیٹے ہیں جنہوں نے اپنے سسرال صحابانوں کی عربی (باقی اگلے صفحہ)

عالمقہ کو تباہ کرنے کے بعد، راستے میں فوت ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفا نے اس فرج کو شام میں اقامت اختیار کرنے کی اس لئے اجازت نہ دی کہ اس کی فرج کے جوانوں نے عالمقہ کے ایک آدمی پر دم کرتے ہوئے اسے قتل نہیں کیا تھا اور ایسا کرنا یہود کی شریعت کے خلاف تھا جیسا کہ استناد کے بیسیوں باب میں یہ فیصلہ موجود ہے کہ دشمن کے سب قیدیوں کو قتل کر دیا جائے انہیں مؤذنین کا بیان ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفا نے، اس فرج کے جوانوں کو شام میں داخل ہونے سے روکا، تو وہ حجاز کو واپس آ گئے اور انہوں نے یثرب اور حجاز کے شمالی اور مشرقی علاقوں کو اپنا وطن بنا لیا اور خیبر کے یہودی، اسی فرج کے جوانوں کی اولاد ہیں جنہوں نے یثرب اور خیبر کو، ۱۲۰ قبل مسیح کے قریب قریب اپنا وطن بنایا تھا، یہ بات ابن خلدون، ابوالفرح اصبہانی اور السہودی وغیرہم نے بیان کی ہے۔

اور دیگر مؤرخین کی رائے یہ ہے (جن میں بعض یورپین مؤرخین بھی شامل ہیں) کہ خیبر میں یہودیوں کا وجود میلاد مسیح کے تقریباً آٹھ سو سال بعد پایا جاتا ہے۔ اس گروہ میں امام طبری بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حجاز میں یہودیوں کی آمد سب سے پہلے بخت نصر کے شام کو تانت و تاراج کرنے اور بیت المقدس کو برباد کرنے کے بعد ہوئی اور ڈاکٹر جواد علی نے اپنی کتاب "تاریخ العرب قبل الاسلام" جلد ۶ ص ۶ پر لکھا ہے کہ خیبر کے یہودی اس "ارباب" کی نسل سے ہیں جس کا ذکر ۲ بسلاطین باب ۵۸ آیت ۱۵ میں پایا جاتا ہے۔ اور جنہوں نے اپنے بیٹوں اور پسر و کاروں کے ساتھ صحرائی زندگی کو اختیار کیا اور زہد و تقشف کی زندگی بسر کی اور ان لوگوں کی نسل نے، ہیکل کی پہلی تباہی کے بعد حجاز کی طرف ہجرت کی اور خیبر پہنچ کر یہیں اقامت اختیار کر لی اور کچھ مردوں اور فصلوں کی کاشت میں مشغول ہو گئے اور وہاں پر کئی قلعے بنائے جو انہیں عربوں کی غارتگری سے بچاتے تھے

بقیہ حاشیہ: زبان میں گفتگو کی، آپ نے انہی میں شادی کی اور مکہ میں انہی کے درمیان پرکھش پائی جزیرہ عرب کے ساتھ، یہود کے اتصال کی وسیع تر تفصیل، ہادی جرحی کتاب "فخرہ بنی قریظ" کی پہلی فصل میں ملاحظہ فرمائیے۔  
 لے دیکھئے کتاب العبر قسم اول جلد ۲ ص ۱۶ اور اتفاقاً جلد ۹، اور دقا والوفام جلد ۱ ص ۱۵۰۔  
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ان لوگوں کو حضرت عمر بن الخطاب کے زمانے میں وہاں سے نکال دیا گیا اور جلاوطن کر دیا گیا تھا اور بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ خیبر کے یہودی، بنی اسرائیل میں سے نہیں ہیں، بلکہ یہ ان عربوں کی اولاد ہیں جنہوں نے یہودیت کو قبول کر لیا تھا۔ اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے (جیسا کہ ابی ہشام نے اس سے روایت کی ہے) کہ خیبر کے مشہور شاہسوار مرحب کا خاندان حمیر قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا، مرحب کو حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا، ایک سائے یہ بھی ہے کہ خیبر اور یشرب کے ساتھ بنی اسرائیل کا تعلق، حضرت واؤد علیہ السلام کے زمانے میں ہوا تھا (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور مسیح علیہ السلام سے پہلے) اس رکنے کو اسمہودی نے اپنی کتاب "دفاع الوفاؤ" جلد ۱۸ ص ۱۶ پر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت واؤد علیہ السلام نے مدینہ میں عمالین سے جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی گردنوں پر ایک کیڑے کو مسلط کر دیا جس کے باعث وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے، اور بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ حجاز اور خیبر میں یہودی آمد کا سبب یہ ہے کہ ان کے بعض علماء تورات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بیان پاتے تھے کہ وہ ایک ایسے شہر کی طرف ہجرت کرے گا جس میں دو سیاہ پتھروں کے درمیان کھجوریں ہوں گی وہ شام سے اس علامت کو دیکھتے ہوئے آئے جب انہوں نے تہاؤ کو دیکھا اور اس میں کھجوریں کو بھی پایا، تو ان میں سے ایک گروہ وہیں اتر پڑا، اور ایک گروہ نے خیال کیا کہ وہ خیبر کا علاقہ ہے اور وہاں پر فرود کش ہو گئے اور ان کے اثرات انداز لوگ یشرب کی طرف چلے گئے اور وہاں اتر کر بس گئے، اس بات کا سہمی نے اپنی کتاب دفاع الوفاؤ جلد ۱۸ ص ۱۶ پر ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، مگر اس نے (قدیم مؤرخین کی عادت کے مطابق) خیبر اور یشرب میں یہودیوں کی آمد کی تاریخ کو بیان نہیں کیا بلکہ صرف ان کی آمد کے سبب کو بیان کیا ہے، اسلامی مؤرخین کے بیان کے مطابق، جس بات میں کوئی نزاع نہیں وہ یہ ہے کہ حجاز میں یہودی دو زبانوں میں آئے ہیں پہلی دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اور میلاد مسیح سے تقریباً ۱۲۰۰ سال قبل، اور دوسری دفعہ میلاد مسیح کے بعد اور فلسطین پر رومیوں کے غلبہ کے بعد، اور سیکل کی تباہی جو ۳۷۰ میلادی میں ہوئی

اور غیر انہوں کو حیدر یان نے جو ۱۱ھ میں عذاب دیا اس کے بعد ۱۰۰ سمویل میں ہے کہ یہود نے شرب اور حجاز کے بالائی علاقوں میں سکونت اختیار کی (خیبر، حجاز کے بالائی علاقوں میں سے ہے) یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرب، خیبر اور حجاز کے تمام بالائی علاقوں میں، علاقہ کو تباہ و برباد کرنے کے لئے فوج کو بھیجا تھا۔ ڈاکٹر جواد علی نے جو عربوں کی قبل از اسلام تاریخ کے بڑے ماہر ہیں انہوں نے اپنی کتاب، تاریخ العرب قبل الاسلام میں قطعیت کے ساتھ مؤرخین کے اس بیان کو نادرست کہا ہے کہ خیبر اور حجاز کے تمام بالائی علاقوں میں، یہود کا وجود، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کے آخر میں پایا جاتا تھا وہ کہتے ہیں۔

یہود، شرب کے علاقہ میں کب آئے اور کس طرح انہوں نے خیبر اور دوسرے علاقوں میں بود و باش اختیار کی، اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اور جس بات کو مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حجاز کی طرف ایک فوج بھیجی اور وہ فوج عمالقہ پر حملہ کرنے کے بعد، شرب میں، موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ٹھہر گئی، پھر وہ یہود کی اولاد کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام کی جس ہجرت اور سرنگیل کی طرف واپسی کا تذکرہ کرتے ہیں..... وہ اور دیگر اس قسم کی باتیں محض قصے کہانیاں ہیں جنہیں ہم مؤرخین کی کتب میں پڑھتے ہیں میرے نزدیک یہ کوئی مستبعد امر نہیں کہ اس قصہ کا ماخذ، اس علاقے کے یہود ہوں یا وہ لوگ ہوں جنہوں نے ان میں سے سلام قبول کر لیا تھا تاکہ وہ یہ ثابت کر دیں کہ وہ ان علاقوں کے قدیم صاحب حسبے نسب لوگ ہیں اور بڑے جنگجو نہیں اور ان کی تاریخ انبیاء کے زمانے اور ابتدائے اسرائیل تک ممتد ہے، اس لئے وہ عبرانیوں کے چُنندہ لوگوں میں سے ہیں۔ اگرچہ ڈاکٹر جواد علی نے اس بات کی نفی کی ہے کہ یہود یوں نے خیبر، شرب اور بقیہ شمالی علاقوں کو میلاد مسیح سے قبل اپنا وطن بنایا تھا (جیسا کہ اسلامی مؤرخین نے بیان کیا ہے) مگر اس نے اس بات کی صحت کو بڑے زور سے ثابت کیا ہے کہ انہوں نے میلاد مسیح کے بعد اور فلسطین پر رومیوں کے غلبہ کے بعد ان علاقوں کو



اپنا وطن بنایا ہے وہ اپنی کتاب تاریخ العرب قبل الاسلام میں کہتا ہے کہ  
 ”مصر میں کی روایات میں جو یہ آیا ہے کہ بلاد شام پر رومیوں کے غلبہ  
 کے بعد امدان کے عبرانیوں پر حملہ کرنے، اور انہیں بتلائے عذاب کر نیسکے  
 بعد، بعض یہودیوں نے مجبوراً بھاگ کر، یثرب اور بالائی حجاز کے پُرمان اور  
 رومیوں کی تنگ دستان سے دُور علاقوں کی طرف ہجرت کی تھی، اس کی صحیح  
 تاریخی اساس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔“

مجھے معلوم نہیں کہ ڈاکٹر جواد علی نے مسلمان مؤرخین کی اس بات کو کہ یہودی خیر اور تمام  
 شمالی علاقوں میں میلاد مسیح سے قبل پائے جاتے تھے، کیوں نا درست خیال کیا ہے اور ان مؤرخین  
 کی روایات کو جزم کے ساتھ صحیح کہا ہے جو کہتے ہیں کہ خیر اور دوسرے علاقوں کی طرف، یہود  
 کی ہجرت میلاد مسیح کے بعد ہوئی ہے۔ ڈاکٹر جواد علی نے ہمارے سامنے اپنے موقف کی صحت کے  
 متعلق کوئی قاطع دلیل پیش نہیں کی، صرف فرض ہی کیا ہے اور فرض، تاریخی لحاظ سے صحیح اساس  
 نہیں بن سکتا، ڈاکٹر جواد علی کہتا ہے کہ ہم جس بات کو جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب رومیوں نے  
 فلسطین کو فتح کیا تو بہت سے یہود نے باہر کے علاقوں کی طرف ہجرت کی، اور یہ کوئی بعید نہیں  
 کہ حجاز کے یہودیوں کے اجداد اپنی مہاجرین کی نسل سے ہوں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے قبل  
 گذشتہ اقوام کی تاریخ کے متعلق جو روایات پائی جاتی ہیں ان کی صحت و بطلان پر جزم نہیں کیا  
 جاسکتا بلکہ وہ متعل نہیں ہو سکتا کہ وہ بیان ہوئی ہوں یا نہ ہوئی ہوں اور وہ ہمیشہ ہی (خواہ وہ  
 میلاد سے پہلے کی روایات ہوں یا بعد کی) محل انتراج میں ہوتی ہیں، سوائے اس کے کہ قرآن  
 کریم یا حدیث کی نص و صریح ان کی صحت کی تاکید کرنے، اس لحاظ سے (جیسے ڈاکٹر جواد علی  
 نے کہا ہے) یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ خیر اور باقی علاقوں کے یہودی ان بھگڑے مہاجرین کی نسل  
 سے ہوں جو میلاد مسیح کے ستر سال یا ۱۲۲ سال بعد رومیوں کے مظالم سے بھاگے ہوں۔ اس  
 طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ یہودی ان لوگوں کی نسل سے ہوں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی  
 وفات کے بعد اور میلاد مسیح سے قبل، حجاز کی طرف لوٹ آئے تھے، اور میلاد مسیح سے قبل ہی

یثرب، خیبر اور باقی علاقوں میں بس گئے تھے، جیسا کہ طبری، ابن اسحاق، صاحب الاغانی اور  
 تمام مسلم مؤرخین نے بیان کیا ہے، میلاد مسیح اور مسیحا کی برابری کے بعد، جن لوگوں نے حجاز کعبہ  
 بعض یہودیوں کی ہجرت کے متعلق روایات بیان کی ہیں وہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ان یہودیوں  
 کی ہجرت کے واقعہ کو، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اور میلاد مسیح سے قبل بیان کیا ہے  
 میلاد مسیح کے بعد مسیحا کی برابری کے قہقہے کا مشہور ہونا، ڈاکٹر جواد علی کے موقف کے صحیح ہونے  
 کی سند ہے یا جس بات کو اس نے مرجع قرار دیا ہے کہ خیبر کی طرف یہودیوں کی ہجرت میلاد مسیح  
 کے بعد ہوئی ہے اور مسلم مؤرخین کی اس بات کا ابطال کیا ہے کہ خیبر اور حجاز میں میلاد مسیح سے  
 قبل بھی، یہودیوں کا وجود پایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ قرآن کریم، جو سب سے صحیح ترین ماخذ ہے  
 اس نے سدّیاب کے گرنے کے بعد ایمانیوں کے یثرب کی طرف جانے کا واقعہ بیان کیا ہے.....  
 یہ واقعہ عرب مؤرخین کے درمیان سب سے زیادہ مشہور ہے خصوصاً ان اصحاب کے درمیان جو  
 مسیحا کی برابری کا قہقہہ بیان کرتے ہیں وہ اسے بہت ترجیح دیتے ہیں کہ ذیل یہودی قوم، میلاد  
 مسیح، مسیحا کی برابری اور نسطیوں میں یہود کو، حدریان کے عذاب دینے سے قبل، اس علاقہ میں  
 موجود تھی۔

بات یہ ہے کہ سدّیاب کے گرنے کے بعد، اوس اور خزرج کے اجلاء کا یمن سے ہجرت  
 کر کے علاقہ حجاز کی طرف آئے اور یثرب میں یہود کے پہلو پہ پہلو سکونت اختیار کرنے اور ان  
 سے جنگیں کر کے ان پر غالب آ جانے کا واقعہ عام مؤرخین کے نزدیک، اخبار متواترہ میں سے  
 ہے، پس یہ واقعہ باوجود دقیق حد بندی کی احتیاج کے سند صحیح کے ساتھ بیان ہوا ہے اور ہر  
 حال میں ان لوگوں کی بات کو ترجیح دیتا ہے جو کہتے ہیں خیبر کے علاقہ میں یہودیوں کا وجود میلاد مسیح  
 سے قبل پایا جاتا تھا اور ان لوگوں کی بات کو زیادہ ترجیح نہیں دیتا جو کہتے ہیں کہ یہودیوں نے خیبر  
 اور یثرب علاقوں کی طرف مسیحا کی برابری کے بعد ہجرت کی تھی، جبکہ ڈاکٹر جواد علی اس بات کو  
 صحیح اساس پر مبنی قرار دیتا ہے، ہم کہتے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ بات بھی متواترہ کہ یمن میں سدّیاب  
 کا گرنے اور اوس اور خزرج کا حجاز کی طرف ہجرت کرنا اور یثرب میں یہود کے ساتھ جنگ کرنا،  
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیکل کی بربادی سے دسیوں سال قبل کا واقعہ ہو، جبکہ کم از کم انداز سے کے مطابق یہ میلادی سال کے احوال کی بابت ہو سکتی ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ یثرب اور خیبر میں، میلاد مسیح سے پہلے یہودی موجود تھے اس لئے کہ ذخیل یہودیوں کی اتنی مضبوط حکومت اس علاقہ میں اس وقت ہو سکتی ہے جب انہیں یہاں رہتے ہوئے میلاد مسیح سے قبل، دسیوں سال گذر گئے ہوں، نیسز مؤرخین کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف موجود نہیں کہ ادس اور خزرج نے پہلی میلادی صدی کے احوال میں یمن سے حجاز کی طرف ہجرت کی اور انہوں نے وہاں پر یہودیوں کو موجود پایا اور وہ حکومت کے متعلق ان سے دسیوں سال تنازعہ کرتے رہے، یہاں تک کہ یثرب میں ان پر غالب آگئے۔۔۔۔۔

اور یہ بات بلاشبہ مسلم مؤرخین کی بات کو مزید قرار دیتی ہے کہ یہودیوں نے، خیبر اور یثرب کو، یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اور یا حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں اپنا وطن بنایا تھا جیسا کہ طبری وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

یہ محض فرضی ترمیح ہے کہ یثرب کی طرف ادس اور خزرج کی ہجرت کا واقعہ اور یہودی ہجرت کا واقعہ، دو زمانوں میں ہوا ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کی دقیق حد بندی ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ دونوں واقعات (جیسا کہ ہم نے کہا ہے) ان اشلہ میں سے ہیں جو صدق و کذب کا احتمال رکھتی ہیں اور ان دونوں کی تحدید، فرض کے طے پر ہی ہو سکتی ہے اس لئے کہ قبل از اسلام کی اخبار کے متعلق جزم کے ساتھ نفی و اثبات کرنا ممکن ہی نہیں، الا یہ کہ اس کے نفی و اثبات کے متعلق کوئی صریح اسلامی نص وارد ہو۔

جزیرہ عرب میں یہودی ایک ذخیل قوم ہے | بہر حال۔۔۔ خواہ یہودی نے خیبر اور باقی علاقوں

کو، میلاد مسیح سے قبل یا بعد اپنا وطن بنایا ہو۔۔۔ تمام مؤرخین (اسلامی غیر اسلامی) اس بات پر متفق ہیں کہ خیبر اور یثرب اور باقی علاقوں کے یہودی، غیر ملکی، ذخیل اور نوآباد کار ہیں۔ اور ان علاقوں کے باشندوں کے ساتھ وہ زبان، دین اور خون کا کوئی رشتہ نہیں رکھتے۔ دو صرف جگہ باز یا پناہ گزین ہیں جو یثرب، خیبر اور باقی علاقوں پر اس وقت قبضہ کرتے ہیں جب بت پرست محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عربوں کو جاہلیت کی کم ظرف تباہی روح نے ٹکڑے ٹکڑے کر دکھاتا تھا، نیز اس نے ان ذلیل یہودیوں کو، جزیرہ عرب کے ان علاقوں میں قوت و سلطنت بخش دی جنہوں نے عرب معاشرہ میں نسا و در نسا و سپید کر دیا، یہودی قوم کی فطرت ہی ایسی ہے کہ اسے جس علاقے میں نفوذ حاصل ہوتا ہے وہ اس میں نسا و پھیلاتی ہے اور دشمنی کے بیج بھتی ہے، اور وہاں کے رہنے والوں کے درمیان تفرقہ اور لڑائی کا آگ بھڑکا دیتی ہے۔ ذلیل یہودیوں نے جب سے خیبر اور باقی علاقوں کو اپنا وطن بنایا تھا اس وقت سے وہ یہی کام کر رہے تھے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جنگی کارروائیوں سے خیبر اور یہود کے دیگر مقبرہ علاقوں سے ان کی جڑوں کو آخری حد تک اکھاڑ پھینکا۔

یہ بات مؤرخ کے دل سے  
**یہود خیبر کی شجاعت اور قوت و حدت**  
 کبھی اوجھل نہیں ہونی چاہیے

کہ خیبر کے یہودی (زمانوں سے) تمام یہودیوں پر شجاعت اور جنگ میں استقلال دکھانے کے لحاظ سے بڑھ کر تھے..... ان کے اہم حدود و جہات کا دیگا ٹکٹ پائی جاتی تھی..... اس کے برعکس دوسرے یہودی اختلافات، کاشکار تھے بلکہ کبھی کبھی ان کے درمیان لڑائی بھی ہو جاتی تھی،..... مگر خیبر کے یہودیوں اور ان کے بت پرست عرب پڑوسیوں کے درمیان کبھی کوئی صلح جنگ نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے وہ عرب علاقہ میں سب سے طاقتور یہودی بن گئے، مگر شرب کے یہودی مقامی قبائلی لڑائیوں سے محفوظ نہیں ہے جس نے ان کی وحدت اور ہستی کو پارہ پارہ کر دیا تھا، اسی طرح بنو قینقاع کے درمیان بھی شدید عداوت اور لڑائی رہتی تھی، جس کا اثر ظہر اسلام کے بعد تک ان کے درمیان باقی رہا اور دونوں فریق اس کے لئے جھگڑتے رہے، شرب کے یہودیوں کو بھی جب سے وہ شرب میں آئے تھے، ان اختلافات اور خونریز معرکوں کا سامنا کرنا پڑا..... مگر خیبر کے یہودیوں کے متعلق (میرے علم کے مطابق) کسی ایک مؤرخ نے بھی بیان نہیں کیا (جب سے وہ خیبر میں آئے ہیں) کہ انہیں شرب کے یہودیوں کی طرح شدید اختلافات اور خونریز معرکوں کا سامنا کرنا پڑا ہو جس بات نے خیبر کے یہودیوں کو اس علاقہ میں متحد کر دیا تھا وہ یہ تھی کہ ان کی عسکری طاقت اور سیاسی وحدت کو مقامی محکمہ جنگ اور قبائلی اختلافات نے پرکھنے نہیں کیا تھا جس کا یہود شرب کا حاصل تھا، اسی طرح شرب

کے یہودیوں کو، اسلام سے قبل، اپنے عرب پڑوسیوں سے شدید جنگیں کرنا پڑیں قریب تھا کہ شرب میں ان کے وجود کا خاتمہ ہو جاتا جیسا کہ پہلی میلادی صدی کے ادائل میں مارب کے علاقہ میں، مہاجر یمانوں کے ماتحتوں ہوا۔ ادس اور خزرج جب سے شرب میں آباد ہوئے تھے ان غالب یہود سے برسرِ پیکار تھے کیوں کہ انہوں نے مدینہ میں اپنے لئے سرسبز اور زرخیز علاقوں کو خاص کر لیا تھا اور یمانوں کا ان یہودیوں کے متعلق یہ نظریہ تھا کہ یہ عرب علاقوں میں باہر سے آئے ہیں، اس بات نے یمانوں کے دلوں میں ناراضگی کی آگ بھڑکانے میں مدد دی، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے میسانی غسانہ بھائیوں کی مدد سے جو ان کی مدد کے لئے شام سے آئے تھے، ان کا کائنات نکال دیا پھر انہوں نے مالک بن مجملان کی قیادت میں ان کو انتہائی طور پر بادیا اور اس نے یہود کے مطلق العنان بادشاہ کے لئے (اسلام سے پہلے) شرب پر ایک حد مقرر کر دی، مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ادس اور خزرج نے اپنے سردار مالک بن مجملان کی قیادت میں (اسلام سے کئی صدیاں پیشتر) یہود پر جو سخت جگ مسلط کی، اگر ان یہود کے لیڈر اس آندھی کے سامنے جھک کر شکست کو تسلیم نہ کرتے تو قریب تھا کہ وہ ذلیل یہودی قوم کی جڑ کاٹ دیتی، پھر انہوں نے تباہی سے بچنے کے لئے مختلف فاتح یعنی قبائل (ادس اور خزرج) کے جھنڈے تلے پناہ لے لی اور ان میں گھل مل گئے اس طرح انہوں نے اپنی جانوں اور ملکات کو بچا لیا، لیکن اس کے ساتھ انہوں نے اپنے سیاسی اور عسکری اقتدار کا خاتمہ بھی تسلیم کر لیا جو شرب پر چھایا ہوا تھا، شرب کے یہودیوں کی وحدت و حکومت اس طرح کے سخت دھکوتوں سے پارہ پارہ ہو گئی خواہ وہ دھکے یعنی مہاجرین کے تباہ کن حملوں کے باعث لگے یا ان قبائلی مسلح جنگوں کے باعث لگے جو ظہورِ اسلام سے کئی صدیاں پیشتر پیدا ہو چکے تھے مگر خیبر کے یہودی اس قسم کے خطرناک دھکوں سے بچے رہے جو شرب کے یہودیوں کی حکومت کو لے ڈرے تھے، اس بات نے خیبر کے یہودیوں کی وحدت و یکسانیت کو قائم رکھا بلاشبہ جزیرہ عرب میں پھیلے ہوئے تمام ذلیل یہودیوں پر ان کے تفرق اور قوت و شجاعت کے اسباب میں سے یہ سب بڑا سبب تھا، مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بلا ستمشا، جزیرہ عرب میں خیبر کے یہودی، تمام یہودی عناصر سے طاقتور اور شجاع تھے، اور اس قول کی صحت پر شاید سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ شرب کے یہودیوں نے

(بادجوڈیہ کے یہودیوں سے کثیر تعداد زیادہ مالدار ہونے کے) مسلمانوں کے مقابلہ میں، ہر فیصلہ کن معرکہ میں بڑی کا اظہار کیا اور اطاعت اختیار کرنے کو ترجیح دی، پھر جب وہ مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کرنے میں، صلح نزع تک پہنچے تو انہوں نے فیصلہ کن معرکہ میں حصہ لینے سے انکار کر دیا جیسا کہ بنی قینقاع، پھر بنی نضیر اور آخر کار بنی قریظہ کے معاملہ میں ہوا ہے۔

ہم اس قول کی تائید کے لئے ہرگز دود نہیں جائیں گے تاریخ میں بتاتی ہے کہ عرب علاقوں میں داخل یہودی عناصر سے صلح نزع میں جو درقت خیر کے یہودیوں کے مقابلہ میں اٹھائی پڑی کسی اور سے نہیں اٹھائی پڑی، مسلمانوں نے یہودیوں کے ساتھ زبردست معرکوں میں گتھ کر جنگ کی جس میں انہوں نے یہود کو ایک ایک تلے سے نکالا مگر جب تک ان معرکوں میں ان کے تمام قائد اور لیڈر مائے نیل گئے انہوں نے اطاعت اختیار نہیں کی، خیر کے یہودیوں کی اس شجاعت کی وجہ سے

۱۔ اسلام سے قبل یثرب میں، یہود کی حکومت کا کاٹنا نکالنے اور انہیں ان یانوں کا ماتحت بنانا میں، میں کا اللہ تعالیٰ نے بعد میں انصار نام رکھا، مالک بن عجلان یثربی کو بڑا مقام حاصل ہے اس سے پہلے وہ یہودیوں کو، یثرب کے علاقہ میں بڑی قوت و سطوت حاصل تھی خاص طور پر ان کے سرکش بادشاہ الغظیون کو اسمہدی نے اپنی کتاب وقاد الوفاق جلد ۱ ص ۱۱۱ پر بیان کیا ہے کہ الغظیون خیر یثرب کے یہودیوں اور دوسرے لوگوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ جب تک وہ کسی دہن پر داخل ہو کر اس کی مہر بکارت کو نہ توڑے اسے اس کے خاندان کے پاس نہ بھیجا جائے وہ یہ گتھتا دنا کام ایک بے عرس تک کرتا رہا جب ستراب کے انہام کے بعد اس اور خیر یثرب میں گتھے تو انہوں نے دیکھا کہ یہود کا سرکش بادشاہ الغظیون ان کے ساتھ بھی یہ ذلیل کام کرتا چاہتا ہے، اس اثنا میں مالک بن عجلان یثربی کی بہن نے یثرب میں بنی سلیم کے آدمی سے شادی کی تو الغظیون نے اپنی بھیجا کہ وہن کو خاندان کے پاس جانے سے قبل اس کے مال بھیجا جائے۔ اس کا بھائی مالک اس وقت گھریں موجود تھا، وہ ذلت سے بچنے کے لئے بھاگتی ہوئی اس کی تلاش میں نکلی اور ان لوگوں کے پاس سے گزری جس میں اس کا بھائی مالک بھی موجود تھا، اس سے لے پکلا تو مالک نے کہا ہے بن توڑنے توڑنے بھر کی ذلت میرے شامل حال کر دی ہے تو مجھے بلاتے ہوئے خیر یثربی ہیں؟ اس کی بہن نے جواب دیا جس کام کا مجھ سے ارادہ کیا گیا ہے وہ اس سے بھی بڑا ہے۔ پھر اس نے اسے بتایا کہ الغظیون نے اسے اپنے خاندان کے پاس جانے سے قبل طلب کیا ہے، مالک کی فیرت بھڑک اٹھی اور اس نے اپنی بہن سے کہا، میں اس بائیس میں تمہارے لئے کافی ہوں گا، بہن نے پوچھا، کیسے، اس نے کہا کہ میں عورتوں کا لباس پہن کر (باقی اگلے صفحہ)

تاریخین نے (جن میں بعض یونانی مؤرخین بھی شامل ہیں) انہیں عربی اصل سے قرار دیا ہے۔ یہ دونوں  
 اقوال سے یہودیت اختیار کرنی تھی، امام المغازی ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ اہل مرعہ کا  
 ای خانان، یمن کے خمیر قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔

یہود خمیر کی جانب داری

جزیرہ عرب میں خمیر کے ساتھ اسلام سے پہلے یہود  
 کے تعلق کی یہ مختصر تاریخ ہے..... ایک اور چیز  
 اہل سے ادجیل نہیں ہونی چاہیے اور وہ یہ کہ خمیر کے یہودی باوجود سخت جھگڑا اور کثیر تعداد  
 کے..... اور باوجود شرب کے یہودیوں کے ہم مذہب اور ہم عقیدہ ہونے کے، اسلام سے  
 پندرہ سال سے ان مسلح نزاعات سے غیر جانبدار ہے جو یامانی عربوں (ادس اور خزرج)  
 سے آئے تھے اور شرب کے یہودیوں کے درمیان دسیوں سال سے ہو رہے تھے جیسا کہ ہم پہلے  
 دیکھے ہیں اور ہماری کتاب مغزہ بنی قریظہ میں اس کا مفصل بیان موجود ہے، میرے علم کی مطابق،  
 تاریخ نے یہ بات بیان نہیں کی کہ خمیر کے یہودی، اسلام سے قبل اپنے شیری یہودی بھائیوں

بقیر حاشیر، ریتہ ساتھ الفطیوں کے پاس جاؤں گا اور اُسے قتل کروں گا، جب شام بھٹی  
 سوار چھپا کر، عورتوں کے ساتھ ہمیں بل کر الفطیوں کے پاس چل گیا اور اس کے قریب ہو کر اس پر حملہ  
 اُسے قتل کر دیا پھر اپنی بہن کو لے کر اپنی قوم کی طرف واپس آ گیا اور اہل شرب سے اس ذلت کو دور کر دیا  
 اپنے بادشاہ کے قتل کی وجہ سے بڑا غمگین آیا اور انہوں نے عربوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، مگر مالک بن  
 کے ایک وفد کے ساتھ اپنی قوم کے لوگوں (فساس) کے پاس شام میں گیا اور فسانہ کے بادشاہ ابو  
 رطابہ اس سے ذلیل یہودیوں کی سرکشی اور شرب کے عربوں پر ان کے غلبہ کی شکایت کی، اور یہ بھی کہا کہ  
 شہ ہے کہ یہود انہیں ان کے گھروں سے نکال باہر کریں گے (خصوصاً ان کے بادشاہ الفطیوں کے قتل  
 کے بعد) پھر اس نے بادشاہ فسانہ سے مدد طلب کی اور اس نے اس کی بات کو قبول کیا اور بخش و نفیس ایک  
 سالی کر تا ہوا شرب کی طرف گیا جبکہ بوجہ شرب پہنچا تو اس نے یہود پر حملہ کر کے انہیں شرب  
 اس حملہ میں یہود کے اکثر آدمے اور بیٹہ مارے گئے ماس کے بعد اس اور خزرج بلند ہو گئے اس واقعہ کے  
 رد کو شرب میں کوئی ایسا اقتدار حاصل نہیں ہوا جس سے عرب مسکری لحاظ سے غمگین نہ ہوں یہاں تک کہ  
 آیا اور اس کا عا دلاذ اقتدار عہد بنوئی ہی میں جزیرہ کے عرب میں پھیل گیا اور اس نے ذلیل یہودیوں کا  
 خود کسی میدان میں رہ گیا تھا اُسے بھی ختم کر دیا۔ اس تعلق میں ہماری کتاب مغزہ بنی قریظہ کی فصل اول اور  
 مطالعہ کیجئے جو شرب میں تاریخ یہود کے متعلق خاص ہے۔

کی مدد کے لئے گئے ہوں، حالانکہ ان کے درمیان ایک سو میل سے زیادہ فاصلہ نہیں..... جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فسانہ اپنے شریبی بھائیوں سے ہزاروں میل دور تھے کیوں کہ اس وقت وہ شام میں آباد تھے۔

## ظہورِ اسلام کے وقت خیبر کا موقف

تھے، ظہورِ اسلام کے وقت انہوں نے اسے خوش آمدیہ نہیں کہا بلکہ معارضہ کا موقف اختیار کیا اس بات سے میں کوئی نزاع نہیں پایا جاتا اور بعد کے واقعات سے بھی اسی بات کو ثابت کیا ہے، ماں خیبر کے یہ یہودی ہجرت کے چوتھے سال تک اس جگہ سے غیر جانبدار ہے جو مسلمانوں اور شرب کے ان یہودیوں کے درمیان جاری تھی، جنہوں نے اپنے تمام مسائل کے ساتھ دعوتِ اسلامی اور نبیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی، میرے علم کے مطابق کسی مؤرخ نے یہ بات بیان نہیں کی، کہ ظہورِ اسلام سے لے کر ہجرت کے چوتھے سال تک خیبر کے یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف کوئی دشمنانہ کارروائی کی ہر اور یہی وہ سال ہے جس میں بنی نضیر کے یہودیوں نے مدینہ سے جلا وطن ہونے کے بعد خیبر کو، اپنا وطن بنایا یہ جلا وطنی اس معاہدہ کے مطابق ہوئی جو ان کے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان، شرب میں ان کے قلعہ کے محاصرہ کے بعد طے پایا تھا کیوں کہ ان کی اس سازش کا انکشاف ہو گیا تھا جو انہوں نے اپنے گھر میں امن کو کون سے سہتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے تیار کی تھی یہ بات بھی کسی مؤرخ نے بیان نہیں کی کہ جب مسلمانوں اور شریبی یہودیوں کے درمیان اختلاف مسلح نزاع تک پہنچ گیا تھا تو خیبر کے یہودیوں نے اپنے شریبی بھائیوں کو کوئی مادی امداد ہو..... بلکہ خیبر کے یہودی اس مسلح نزاع سے غیر جانبدار ہے یہاں تک کہ بنی نضیر شیطان حیثی بن اخطب اپنی قوم کے ساتھ جلا وطن ہو کر ہجرت کے چوتھے سال مدینہ تشریف لائے۔

## خیبر کے موقف میں زبردست انقلاب

اس سال خیبر کے یہودیوں کے جانے

محکمہ دلائل و براہین سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



کے یہودیوں کے مسلح نزاعات میں اختیار کئے ہوئے تھے اس کے بعد انہوں نے اس غیر جانبداری کے موقف کو، ظہورِ اسلام کے بعد، یہودیوں اور مسلمانوں کے نزاعات میں بھی اختیار کئے رکھا۔

**مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کا ادھ** | ابھی بنو نضیر اپنے شیطان حیثی بن اخطب کی قیادت میں

غیر میں اتر کر ٹکھے بھی نہ تھے کہ غیر ایک جانبدار علاقہ سے بدل کر سازشوں کا خطر ناک اٹھ گیا، جس میں مدینہ سے جلاوطن ہونے والے بنو نضیر کے یہودی سرداروں کے تحت اسلام اور مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کے منصوبے بنائے جاتے،

**بنی نضیر کی تاریخ پر سرسری نظر** | اگرچہ ہم نے اپنی تین کتابوں غزوة احد، غزوة احزاب اور غزوة

بنی قریظہ میں بنی نضیر کے یہودیوں کی تاریخ کے متعلق بہت کچھ بیان کر دیا ہے مگر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم تاریخ میں کون کون سے یہودیوں کی تاریخ کے متعلق کچھ بتادیں جن کے غیر جانے سے یہ انقلاب آیا جو جزیرہ عرب میں دخیل یہودیوں کی باقی ماندہ ہستی کو تباہ کرنے کا سبب بن گیا۔

تقبیلہ بنو نضیر، ان تین بڑے یہودی قبائل میں سے ایک تھا جنہوں نے کئی صدیوں سے عربی شہر کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ تین قبائل یہ تھے ۱۔ بنو نضیر۔ ۲۔ بنو قینقاع۔ ۳۔ بنو قریظہ

بنو نضیر کو، شہر میں یہودی قبائل میں سے سب سے زیادہ طاقتور اور زیادہ اثر و رسوخ والا سمجھا جاتا تھا، نینسنا سے علی الاطلاق تمام بنی یہودیوں سے سرمایہ وار خیال کیا جاتا تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ بنو نضیر حسب نسب کے لحاظ سے تمام یہودیوں سے اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھتے تھے اور تمام قبائل یہود پر شرف و سیادت کو اپنا حق سمجھتے تھے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے خیال کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ انہیں اور ان کے بھائیوں بنو قریظہ کو "کاہن" کہا جاتا تھا، اس لئے کہ وہ انتساب حضرت ہارون علیہ السلام سے بیان کرتے تھے، جن کو یہودی "کاہن" کا نام دیتے ہیں۔

**دشمنانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم** | جب ہم مسلمانوں اور بنی یہودیوں کے نزاع اور جنگ کی تاریخ کے مراحل کو (ظہورِ اسلام

کے وقت سے) دیکھتے ہیں تو ہم بنی نضیر کے یہودیوں کو، مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت دلیری دکھانے والے اور مسلمانوں کے خلاف اُکسنے والے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سختی کرنے والے پاتے ہیں، خصوصاً ان کے سرداروں حبیبی بن اخطب اس کے بھائی یا سردار اسلام بن مغمم کو، ان باتوں میں بہت بڑھا ہوا پاتے ہیں، اس بات کی دلیل کے لئے یہ قصہ ہی کافی ہے جسے امام المغازی محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے یہ قصہ اس نضیر اور کینے کو، جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بنو نضیر کے سرداروں کے دلوں میں جو شرم مار رہا تھا، بیان کرتا ہے۔ یہ سزا بھی بتاتا ہے کہ ان یہودیوں نے باوجود اس بات کے کہ انہیں یقین ہو چکا تھا کہ یہی موعود نبی ہے جس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور وہ اُسے اپنے مال تواریت میں لکھا ہوا پاتے تھے، اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کام کرنے کا پابند کیا ہوا تھا، ابن اسحاق نے بیان کیا ہے بنو نضیر کے دو سرداروں حبیبی بن اخطب اور اس کے بھائی یا سردار کو جب یہ معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے ہیں تو یہ دونوں چل کر اسی رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قُبَا میں لے آئے اس ملاقات میں آپ کی صفات کو دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ یہ وہی نبی ہے جس کی آمد کا ذکر ان کی تواریت میں مرقوم ہے،..... مگر بجائے اس کے کہ یہ حق کو پہچان لینے کے بعد اس کی پیروی کریں اور اس نبی پر ایمان لائیں، ان کے دلوں میں، بُغض و حسد اور کینے کی آگ شعلہ زن ہو گئی یہ بُغض و حسد اور حق کا انکار اس خفیہ مناقشہ میں نمایاں ہوا جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے واپسی کے بعد ہوا، یا سردار بن اخطب نے اپنے بھائی حبیبی سے دریافت کیا، کیا یہ وہی نبی ہے، حبیبی نے جواب دیا خدا کی قسم یہ وہی نبی ہے یا سردار نے کہا کیا تو اُسے جانتا اور پہچانتا ہے، حبیبی نے جواب دیا، ہاں، یا سردار نے کہا تو اپنے دل میں اس کے متعلق کیا پاتا ہے، حبیبی نے جواب دیا، جب تک زندہ ہوں اس سے عداوت کرتا رہوں گا اس گفتگو کو امام ابو نعیمین حضرت صفیہ بنت حبیبی بن اخطب نے بھی سُن لیا اُس وقت تک آپ ابھی چھوٹی بچی تھیں اور اپنے باپ اور چچا کی مجلس میں کھیل رہی تھیں، بنو نضیر کے نصیحت سردار نے اپنی قسم کرنے توڑا، اور وہ اور تمام بنو نضیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت رکھنے لگے اور انہوں نے اسلام اور اس کے نبی پر تسلط حاصل کرنے اور آپ کی تبلیغ کو روکنے کے لئے کوئی دقیقہ نہ گذارنا شروع کیا، بنو نضیر کے یہودی (اور ان کا سردار شیطان حبیبی بن اخطب) اور

اسلامی کے شعلہ کو بجھانے کے ارادے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکاوٹیں اور مٹکلا پیدا کرنے لگے، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری اور کامل آزادی سے فائدہ اٹھانے لگے جو اسلام نے انہیں ان کے خاص کاموں میں دی تھی اور معاہدہ تحالف کے پس پردہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرب آتے ہی ان سے اور دیگر یہودی قبائل سے کیا تھا، اس سے بھی فائدہ اٹھانے لگے،

## رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر تسلط حاصل کرنا | بنو نضیر نے، یشرب میں

دعوتِ اسلامی کی تحریک کو شل کرنے اور اس کے نور کو بجھانے کے لئے مختلف قبائل کے درمیان اور اسلامی معاشرہ میں شامل قبائل کے اندر فتنہ پیدا کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا، بلکہ یہود نے عقیدہ اسلام کی تخریب اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے جو خطرناک باطنی گروہ پیدا کیا، یعنی منافقین کا گروہ، جو بظاہر اسلام سے انتساب کی وجہ سے اسلامی معاشرہ کے حلقہ میں اسلام کے خلاف کام کرتا تھا، اس کامیابی کو انہوں نے اپنے لئے کافی خیال نہ کیا..... یہ لوگ تخریب کار تھے جو خفیہ طور پر یہود کے لئے اور خصوصاً بنو نضیر کے لئے کام کرتے تھے، بنو نضیر نے ان گھناؤنے افعال پر جو ردہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کر رہے تھے، بس نہ کیا قریب تھا کہ چار سال کے دوران میں جو انہوں نے اسلامی سوسائٹی کے اندر سازشیں کیں اور منصوبے بنائے ان سے وہ جدید اسلامی معاشرہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتے وہ اس میں اس حد تک کامیاب ہو گئے تھے کہ اوس اور خزرج قبولِ اسلام کے بعد بھی ایک دوسرے کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھالیتے تھے، بنو نضیر کے یہودیوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ ان کی جرأت، اور مگراری یہاں تک پہنچ گئی تھی اور غفور نبی سے فائدہ اٹھانا اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے ان سے نجات حاصل کرنے کے متعلق سوچنے لگے اس کے لئے انہوں نے آپ کے قتل کا ایک گھناؤنا منصوبہ بنایا اور وہ اس جہمی منصوبہ کی تنقید کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نینانت سے قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے جبکہ آپ ان کے علاقہ میں بے ہتھیار اور مہینے سے کئی میل دور امن سے رہے تھے، مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی اس سازش کو، اس کی تنقید سے حضور اعرصہ قبل، ان کے علاقہ میں ظاہر کر دیا اور آپ نے نہایت عجلت کے

ساتھ خفیہ طور پر ان کے علاقہ کو چھوڑ دیا اس طرح آپ ان کی ذلیل سازشوں سے نجات پا گئے اور اس خبیث منصوبے کو بیکار کر دیا جس کی تنقید بنو نضیر کے یہود نہایت جلد کر نیوالے تھے،

## بنو نضیر کی خیمہ کی طرف جلا وطنی

(سازش کی تاریخ نمبر) عہد تحالف اور معاہدہ عدم جارحیت اور باہم صلح و اشتی کے ساتھ رہنے کا معاہدہ موجود تھا جس کی مسلمانوں نے پوری طرح پابندی کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کے ساتھ اپنے معاملات میں اس معاہدہ پر نفاذ اور روحاً عمل درآمد کیا اس کے علاوہ اس سازش کے ظاہر کرنے کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ یقین ہو گیا کہ ان یہودیوں پر بھروسہ کرنا اور ان کے ساتھ مل کر رہنا یا ان کے عہود و موثقیق پر اعتماد کرنا ایک محال بات ہے۔

کیونکہ عملی تجربات سے یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ یہ یہودی، دوسرے لوگوں کے ساتھ جو معاہدہ کرتے تھے اس کی پابندی اسی وقت کرتے ہیں جب وہ ان کے مفاد میں ہو اور جب انہیں معلوم ہو کہ انہیں اس معاہدہ سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا تو وہ اس کے توڑ دینے سے نہیں ڈرتے،

جیسا کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کرنے کے لئے فضا سازگار ہے تو انہوں نے معاہدہ کی موجودگی کے باوجود یہ اقدام کر لیا حالانکہ آپ اس معاہدہ پر اعتماد کر کے یہود کے علاقے میں بے ہتھیار ہو کر امن و امان سے زندگی بسر کر رہے تھے، اس لئے کہ عربوں کی فطرت میں (حتیٰ کہ جاہلیت کے زمانے میں بھی) عہد کو پورا کرنا پایا جاتا ہے اور عہد کو توڑنا ایک دائمی ذلت خیال کیا جاتا ہے جس کے گند میں ملوث ہونے کو عرب ناپسند کرتے ہیں۔

لیکن یہ لوگ تو یہودی تھے، جب یہ دیکھتے ہیں کہ انہیں معاہدہ کی ضرورت نہیں رہی تو وہ اُسے اپنے قدموں تلے روند دیتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقین کے درمیان معاہدہ کی موجودگی میں بنو نضیر کے اس اقدام کو عملاً معاہدہ تحالف اور معاہدہ عدم جارحیت کو توڑنے والا خیال کیا آپ نے خاص طور پر اسی وقت ان یہودیوں کو انتباہ کیا کہ وہ صرف دس دن کے اندر اندر مدینہ کو چھوڑ دیں اور اگر وہ مدینہ سے نہ نکلے تو آپ ان کے ساتھ حربی دشمنوں کی طرح جنگ کریں گے۔

کیوں کہ آپ کے قتل کی کوشش تھی اب ان کا کوئی عہد اور ذمہ داری باقی نہیں رہی، بنو نضیر پر جو الزام لگایا تھا انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا کیونکہ وہ جلا وطنی قبول کرنے سے زیادہ

قوی تھا اور نہ ہی انہوں نے اپنی عہد شکنی اور خیانت پر کوئی غزہ پیش کیا بلکہ شروع شروع میں انہوں نے انتباہ کو قبول کر لیا، اور مدینہ کو چھوڑنے کا عزم کر لیا، مگر منافقین کے سربراہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے انہیں انتباہ نبوی سے لاپرواہی کرنے اور مدینہ میں قلعہ بند ہو جانے کی ترغیب دی اور ان سے وعدہ کیا کہ وہ اور منافق جماعت اہل اس کے بست پر سخت پڑوسی عرب حلیف مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ان کا ساتھ دیں گے، منافقین کے سربراہ کی ترغیب پر بنی نضیر کے یہودیوں نے اپنے فیصلے سے عدول کر لیا اور انتباہ نبوی سے لاپرواہی کرتے ہوئے مدینہ میں رہنے کا فیصلہ کر لیا پھرہ جنگ کے لئے تیاری کرنے کے لئے قلعہ بند ہو گئے، اس لاپرواہی اور انکار کے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کے سوا، کوئی چارہ کار نظر نہ آیا، آپ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور شرب کو ان کی شرارتوں سے بچانے کے لئے ایک لشکر تیار کیا پس مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ان یہودیوں کا محاصرہ کر لیا مسلمانوں نے ان یہودیوں کا محاصرہ نہ سمجھ کر دوا نگران کے قلعوں میں داخل ہونے کی کوشش نہ کی، کیوں کہ ان کا مقصد ان کو مدینہ سے جلا وطن کرنا تھا، نہ کہ قتل کرنا تھا۔ بنو نضیر اس محاصرے کے سامنے لمبا عرصہ ٹھہر سکے، یہ محاصرہ چودہ راتوں تک رہا، ..... خاص طور پر جب عبداللہ بن ابی اہل اس کے منافق گروہ نے انہیں حسب وعدہ کوئی جنگی مدد نہ دی تو ان کی مقاومت جو آٹھ دنے گئی، اس پر انہوں نے مدینہ سے جلا وطنی کی اساس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاکرات کرنے کا فیصلہ کیا اور محاصرہ سے قبل، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقصد بھی یہی تھا، آپ نے بنی نضیر کے ساتھ مذاکرات کرنا منظور کر لیا، اور فریقین کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا کہ یہ یہودی مدینہ سے جلا وطن ہو کر، جس علاقہ میں جانا چاہتے ہیں چلے جائیں یہ معاہدہ تین شرطوں پر مشتمل تھا جو یہ تھیں، اول: بنو نضیر اپنے ساتھ جس قدر اموال لے جا سکتے ہیں لے جائیں، دوم: اور جو منقولہ یا غیر منقولہ اموال مدینہ سے اٹھا کر نہیں لے جا سکتے وہ مسلمانوں کے بیت المال کے لئے چھوڑ جائیں، سوم: جب تک یہ یہودی مسلمان حکومت کے علاقہ میں ہوں گے، مسلمان ان کی جانوں اور مالوں کی حفاظت کے متکفل ہوں گے: ..... اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں سختی نہیں کی اس لئے کہ آپ اس فطرت رسالت کے مطابق چل رہے تھے جو آپ کو عفو و درگزر کی طرف مائل کرتی

تھی اور سختی اور غورنیزی کی طرف مائل نہیں کرتی تھی، ہاں جب ایسی صورت حال پیش آجائے کہ اس سے مقرر کی گئی صورت نہ ہو جیسا کہ آپ نے بنی قریظہ کے یہودی خدائوں کے مقابلہ میں دانش مندانہ اقدام کیا۔

www.KitaboSunnat.com

## بنو نضیر، خیبر میں

بنی نضیر کے یہودیوں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو معاہدہ ہوا وہ ان یہودیوں کو کئی طور پر

جزیرہ عرب سے جلا وطن کرنا ضروری قرار نہیں دیتا..... بلکہ انہیں یتیم کے سوا، جس جگہ چاہیں رہنے کی آزادی دیتا ہے، ان یہودیوں نے خیبر میں رہنا پسند کیا جو مدینہ سے ستر میل سے زیادہ دور نہیں، اس لئے کہ جنگی لحاظ سے، جزیرہ عرب میں یہ دسیل یہودیوں کا مضبوط ترین قلعہ ہے..... جہاں غیر ملکی یہودیوں کے دس ہزار مسلح جانا باز موجود تھے۔

اسلام پر تسلط حاصل کرنے کا سب سے خطرناک اڈہ

بنو نضیر کے یہودیوں کے سردار، جسی بن

اخطب، کنانہ بن رزیح اور سلام بن شکم، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید دشمنی رکھتے تھے اور دشمنانِ اسلام میں سے سب سے زیادہ آپ کو نفیست و نابود کرنے کے اراد مند تھے اور جب ہم اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی کر دیں کہ جزیرہ عرب کے تمام یہودی قبائل ان کی روحانی سیادت کو بھی تسلیم کرتے تھے کیونکہ یہ اپنے آپ کو حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے، اور جب ہم اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی کر دیں کہ بنو نضیر کے یہودی مالی مرکز سے بھی منتفع ہوتے تھے کیونکہ وہ جزیرہ عرب کے تمام یہودیوں سے علی الاطلاق ہٹے سربراہی داتے تھے (ہر زمانے اور مقام میں علی الاطلاق یہودی سودی کاروبار کے احتکار کے معاملات اور ان کے انتظام کی طاقت کی وجہ سے گندسی دولت کو جمع کر لیتے ہیں جس کے جمع کرنے کی دوسرے لوگ طاقت نہیں رکھتے) خصوصاً پسازادہ ماحول میں جیسے جنت پرست عربوں کا ماحول تھا جس نے یہود کے لئے عموماً اور بنی نضیر کے یہودیوں کے لئے خصوصاً یہ موقع فراہم کر دیا کہ مالی ڈکٹیٹر شپ کے اس بحران کی چابیاں ہلامقابلہ ان کے ہاتھ میں ہوں جسے انہوں نے سودی کاروبار کے اصولوں پر قائم کیا تھا، جس پر یہود کی طرح کوئی قوم اچھی طرح کاروبار نہیں کر سکتی،..... اس لعنتی ڈکٹیٹر شپ کو، اسلام نے اپنے قانون میں سودی کاروبار کو قطعی طور پر حرام قرار دے کر یزح

دُن سے اکھاڑ دیا ہے جب ہمیں بنو نضیر کے متعلق پتہ چلتا ہے کہ وہ بے شمار دولت، بڑی  
حضرت و منزلت اور جزیرہ عرب میں ذیل یہودیوں پر مطلق روحانی سیادت کے امتیازات سے  
بہرہ ور تھے تو ہم پر واضح ہو جاتا ہے کہ مدینہ سے جلا وطن ہو کر خیبر کے علاقہ میں بنو نضیر کے  
بود و باش اختیار کرنے سے سلام اور مسلمانوں پر کوئی ایسا خطرہ آئیگا جو انہیں چلا کر رکھ دیگا۔

ہم تاریخین کو یاد دلاتے ہیں کہ جب حضرت نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو، مدینہ سے

## زمین کا زیرِ رزبر کرنا

جلا وطن کیا تو ان سے اس حد تک رعاداری برتی کہ انہیں اجازت دے دی کہ وہ جس قدر اپنے  
اموال اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں لے جائیں، انہوں نے جلا وطنی کے وقت تقریباً چھ سو  
اونٹوں پر سامان لادا اور انہیں لے کر خیبر کے علاقے میں چلے گئے، گذشتہ زمانوں کی تاریخ سے  
یہود کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ وہ سونے اور چاندی کے جمع کرنے کے بے حد مددگار ہوتے ہیں  
وہ اپنے تمام ملوکہ سونے، چاندی کو اٹھا کر خیبر لے گئے اور یہ ایک بڑی بات ہے یہاں  
تک کہ سلام بن ابی الحقیق (جو یہود کے متوسط مالداروں میں سے تھا) مدینہ سے جلا وطنی  
کے وقت اپنے ساتھ ایک میل کے چمڑے کو لے گیا جو سونے اور چاندی سے بھر لوٹ تھا، اور وہ  
ابھی خیبر سے باہر ہی تھا کہ وہ اس چمڑے پر جو سونے اور چاندی سے بھر لوٹ تھا مانعہ مار کر کہتا  
تھا کہ یہ وہ چیز ہے جسے ہم نے زمین کو زیرِ رزبر کرنے کے لئے تیار کیا ہے اور اگر ہم نے کھجوریں  
چھوڑی ہیں تو خیبر میں بھی کھجوریں موجود ہیں۔ اس نضیری یہودی لیڈر کے قول میں یہ صریح  
دھمکی موجود ہے کہ بنو نضیر کے یہودی سلام کے اقتدار کو ختم کرنے کے لئے اپنے بے پناہ اموال کو  
خرچ کر دیں گے اور وہ اذہین فرصت ہی میں مسلمانوں کے قدموں کے نیچے سے زمین کو ہلانے  
کے لئے ان مالوں کے خرچ کرنے میں ہرگز کسی تردد سے کام نہ لیں گے اور یہ وہ اس لئے کریگے  
تاکہ شریب میں ان کی کھوئی ہوئی حکومت دوبارہ قائم ہو جائے۔

خیبر کے علاقہ میں بنو نضیر کے وارد ہونے سے  
جو بہت مضبوط اور ندی لحاظ سے بہت

## جاریت کا ادہ سے خیبر

مالدار علاقہ تھا، یہاں کے مثل یہودیوں کی قوت بہت بڑھ گئی، جب بنو نضیر کے جلا وطن  
یہودیوں کے بے پناہ اموال، حربی قوت کے ساتھ، خیبر کے یہودیوں کے ساتھ مل گئے تو

سے خیبر کے یہودی پہلے ہی ہتھیار تھے اور جزیرہ عرب میں تمام ذلیل یہودی قبائل پر فوقیت تو وہ بلا نزاع تمام یہودیوں سے قوی تر اور شجاع بن گئے اور بنو نضیر کے خیبر میں آباد ہونے سے نئے سرے سے مسلمانوں کو مدینہ میں خطرات دھمکانے لگے، خصوصاً جب ہم شرب میں یہود کے ایک بہت بڑے گروہ کو موجود پاتے ہیں جسے مسلمانوں نے کسی قسم کا گزند نہیں پہنچایا کیوں کہ وہ احزاب کے خوفناک حملہ تک مسلمانوں کے ساتھ کئے ہوئے عہد کا پابند رہا، یہ بنی قریظہ کے یہودیوں کا گروہ تھا جس کے لیڈروں کو بنی نضیر کے شیطان، جی بن اخطب نے بہکا دیا اور انہوں نے مسلمانوں کی زندگی کی کٹھن گھڑیوں میں ان سے خیانت کی جیسا کہ ہماری دو کتابوں غزوہ احزاب اور غزوہ بنی قریظہ میں اس کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

بنو نضیر کے یہودی سیاسی ہونے کی نسبت جگہ جگہ زیادہ

## بنی نضیر کے لیڈر

تھے اور عرب علاقوں میں ذلیل یہودیوں کے تمام قبائل سے بڑھ کر سیادت اور حکومت کے آرزو مند تھے، اس لئے جو نبی انہوں نے خیبر کے علاقے میں قدم رکھا اور اپنے آپ کو جزیرہ عرب کی سب سے زبردست قوت پایا تو حکومت و سیادت کے خواباں نہیں کستانے لگے، بنو نضیر کو، خیبر کے علاقہ میں، امور کے بحران پر کنٹرول کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی، انہوں نے پوری سہولت کے ساتھ، اس علاقہ کے یہودیوں پر اپنی سیادت کو مسلط کر دیا، جس میں بنی نضیر کے محض وارث ہونے سے ہی ہر چیز بدل گئی تھی سب سے اہم تبدیلی جو خیبر میں ہوئی (جبکہ خیبر کے باشندوں نے اپنی قیادت بنو نضیر کو سونپ دی) وہ یہ تھی کہ یہ علاقہ غیر جانبداری کے موقف سے بدل کر مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے کا اڈہ بن گیا جہاں بنو نضیر نے اسلام پر تسلط حاصل کرنے اور مسلمانوں کو پس ڈالنے کے لئے منصوبہ بنانے کی کامل آزادی پائی۔

کاش یہود نصیحت حاصل کرتے

جب بنو نضیر، مسلمانوں کے درمیان ریش پزیر تھے اور شرب میں ان کے حلیف تھے، اس وقت ان کے اسکان میں تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف تسلط حاصل کرنے اور سازشیں تیار کرنے کے نتیجے میں انہیں اور بنو قریظہ کے یہودیوں کو جو



جلا وطنی اور تادیب کے خطرات پیش تھے ان کی روشنی میں عبرت و نصیحت حاصل کرتے، ان کے بس میں تھا کہ مدینہ سے اپنی جانوں اور مالوں کے بے بسے میں پُرمان طور پر چلے جانے کے بعد وہ خیبر میں اپنے آپ پر نظر ثانی کرتے اور تسلیم کرتے کہ تسلط، خیانت اور عہد شکنی کی کارروائیاں اور مسلمانوں کے خلاف فتنے اور جنگیں برپا کرنا ایک بغاوت تھی، جنہیں وہ چار سال تک بردگاہ لاتے ہے، آخر کاریہ کارروائیاں کرنے والے نہایت بُرے انجام سے دوچار ہوئے ..... کیونکہ انجام کار فتح حق کہ ہوتی ہے اور نہزیمت و شکست اور عذاب باطل پر نازل ہوتا ہے خواہ وہ اپنے پیروکاروں کو کس قدر طاقتور نظر آئے، بنو نضیر جو خیبر میں جلا وطن ہو گئے تھے ان کے خیبر جانے کا مقصد یہ تھا کہ وہ خیانت اور دیکھ بھری کی کارروائیوں کو جاری رکھ سکیں اور ظلم و ستم اور عہد شکنی کی تارکیوں میں داخل رہیں ..... ان کے بس میں یہ بات تھی کہ وہ ان سب باتوں کو سوچ کر ان سے نصیحت حاصل کرتے اور اپنے جلا وطن مقام (خیبر) میں اپنی قوم کے درمیان امن و امان سے رہتے جو جنگوں کے تمام مراحل میں جو مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان شہرب کے اندر یا باہر جو میں غیر جانبداری رہی، یہاں تک کہ بنو نضیر کے شایطین ان کے پاس گئے، اور انہیں مسلمانوں کے خلاف کام کرنے کے مجال میں پھنسانے کا سبب بن گئے جس کی وجہ سے جلد ہی مسلمانوں کے ہاتھوں خیبر میں دخیل یہودیوں کا وجود نیست نابود ہو گیا، اگر بنو نضیر امن و سکون کو اختیار کرتے اور مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں نہ کرتے اور خیبر میں اپنے دینی بھائیوں کی خیر خواہی کرتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا، لیکن سیاہ خرابوں ..... یثرب کی طرف لوٹنے جانے اور دہاں پر نئے سرے سے تسلط حاصل کرنے کے خواہوں نے ان کے قصورات سے زیادہ، ہی کھیلنا شروع کر دیا اور جی بنی اخطب، سلام بن مشکم اور کنانہ بن ابی العقیق اور دیگر ایسے ہی سرداروں کو یہ موقع ہی نہ دیا کہ وہ سلامتی کے راستے کے متعلق سوچتے، جو امن و سکون اور سلام کے خلاف تہمیریں کرنے سے باز آئے اور مسلمانوں کے وجود پر تسلط حاصل کرنے سے رُکنے کا راستہ تھا، یہی وجہ ہے کہ بنی نضیر بھی خیبر میں ٹپک کر بیٹھے بھی نہ تھے کہ وہ زیادہ وسیع پیمانے پر سلام اور مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کے لئے منصوبے سوچنے لگے، وہ مسلمانوں کے خلاف بڑا حملہ کرنے کے لئے تیاری کرنے لگے کہ شاید وہ اس حملہ میں سلام کو مٹادیں اور مدینہ میں مسلمانوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیں اور یہود کو نئے سرے سے دہاں غیر قانونی اقتدار حاصل ہو جائے لیکن

اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے، خیر میں یہود کے تمام منصوبے دھوے دھوے وہ گئے بلکہ بنو نضیر نے اپنے ان ظالمانہ منصوبوں کی وجہ سے اپنی قوم (اہل خبیر) کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا اس لئے کہ ان کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے دہتے تھے اور ان کو رضامند کر کے ان کے شہر کو مسلمانوں سے عہد شکنی کرنے اور ان پر ظلم کرنے کا اڈہ بنا دیا تھا، اور خبیر کے یہودیوں کے لیس ٹہ بھی سمجھتے تھے کہ ان کا علاقہ حبیبی بن اخطب اور سلام بن مشکم اور دیگر زعمائے بنی نضیر کی مرضی کے مطابق مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے کا نیا اڈہ بن گیا ہے اور یہ کوئی بعید بات نہیں کہ خبیر کے یہودی زعماء پر قلق و اضطراب چھا گیا ہو کہ ان کے علاقہ کو، مسلمانوں کی طرف سے ایک تباہ کن جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا، جو یہودیوں کے وجود کو ہمیشہ کے لئے ملیا میٹ کرنے کی اور یہ مسلمانوں کی طرف سے ایک تادیبی اور حفاظتی کارروائی ہوگی کیونکہ خبیر کے یہودیوں نے اس بات کو قبول کر لیا تھا کہ ان کا علاقہ بنی نضیر کے یہود کے کنیوں کا مرکز اور ایسے ظلم کی کارروائیوں کا مقام ہو گا جو مسلمانوں کی سلامتی اور امن کو برباد کر دے گا، ان سب باتوں کا یہ مفہوم نہیں کہ خبیر کے یہودی، مسلمانوں کی تباہی اور ان کی ہستی کی بربادی میں دلچسپی نہ رکھتے تھے.....

تمام یہود، ملت واحدہ میں وہ سلام سے بغض رکھنے اور شرب میں مسلمانوں کو کچھنے میں ایک جی دلچسپی رکھتے ہیں، لیکن خبیر کے یہودیوں کے قلق و اضطراب کا مصدر یہ خوف تھا کہ مسلمانوں کے خلاف ان کے ظالمانہ منصوبے ناکام ہونے کی صورت میں ان پر ایسی مصیبت آئے گی جس سے خبیر کے ان یہودیوں کا خاتمہ ہو جائے گا جن کے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی جنگ کوئی کھلا جھگڑا نہ تھا جیسا کہ یہود شرب کی صورت حال تھی،

میں نے تاریخ کی کتابوں میں کہیں نہیں دیکھا کہ خبیر کو مسلمانوں کے خلاف ظلم کا اڈہ بنانے پر، خبیر کے یہودیوں نے بنو نضیر کے سرداروں سے معارضہ کیا ہو، لیکن اس بات کا قوی احتمال ہے کہ خبیر کے یہودیوں کے سرداروں نے اس خوف سے کچھ معارضہ کا اظہار کیا ہو کہ کہیں ان کا انجام بھی بنو قریظہ کا سا نہ ہو، جب بنو نضیر کے شیطان نے ان کو مسلمانوں سے عہد شکنی پر اکسایا تھا، بنی نضیر کا شیطان حبیبی بن اخطب در اس کے دیگر ساتھی اہالیان خبیر کے تعاون سے، خبیر کو، مسلمانوں کے خلاف حربی اور سیاسی اڈہ بنانے میں کامیاب ہو گئے تاکہ مسلمانوں کا خاتمہ کر سکیں،

اللہ ان خبیر کے یہودی اس بات پر رضامند ہو گئے کہ وہ بھی اس طرح میں شامل ہو کر اپنا اڈہ مسلمانوں

کے خلاف ڈال دیں گے اور انہوں نے اپنی حربی اور مالی طاقتوں کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف صرف کرنا شروع کر دیا اور جی بنی اخطب اور بنو نضیر کے دیگر سرداروں کو اپنی قیادت سونپ ہی جنہوں نے یثرب سے جلا وطن ہو کر خیبر کے علاقہ میں اپنا سیاسی اور مالی تسلط قائم کر لیا تھا، انہوں نے شدید بغض رکھنے کے باعث مسلمانوں کے خلاف تسلط حاصل کرنے کے منصوبے اور سازشیں تیار کرنے کے لئے دن رات ایک کر لیا اور بہت پرست و عزت میں کھانچے خلاف بھڑکانے کے لئے منصوبے بنائے، یثرب میں رہتے رہتے بہت سی باتوں کی وجہ سے بنو نضیر، مسلمانوں کے خلاف منصوبہ سازی کی جرأت نہ کر سکتے تھے ان میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ یثرب میں یہ یہودی مسلمانوں کے درمیان ایک اقلیت تھے اور ان کی نگرانی کرنا اور مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ان کی اہل نگرانی کو ایک حد کے اندر رکھنا آسان تھا، لیکن خیبر میں ایک مسلمان بھی موجود نہ تھا جس کی وجہ سے انہیں یثرب کی طرف دوبارہ جا کر حکمران بننے اور غلبہ حاصل کرنے کے خلاف بہت ستانے لگے پھر خیبر نے مسلمانوں کے خلاف منصوبے اور سازشیں تیار کرنے کے لئے انہیں مناسب ماحول مہیا کر دیا، ان کی دشمنانہ کارروائیوں کے پس پردہ یثرب میں مسلمانوں کو تباہ کرنے کا مقصد کارفرما ہوتا تھا اور ان کے متعلق ہمیشہ پتہ چل جاتا تھا کیوں کہ مدینہ اسلام کا ہیڈ کوارٹر اور وجود اسلامی کا مرکز تھا اور جس دشمنانہ کارروائی کا پتہ چل جاتا مسلمانوں کی طرف سے اس کا تقاب کیا جاتا..... جس سے مجبور کر یہ یہودی اور ان کے منافق حلیت اپنی دشمنانہ سازشوں اور تخریبی منصوبوں کو مکمل طور پر بغیر رکھتے، خصوصاً اس وقت جب ان منصوبوں یا سازشوں کی تنقید سے کسی کا مارنا یا قتل کرنا مقصود ہوتا..... مگر خیبر میں کسی بھی سطح پر انکو مسلمانوں کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو چھپانے کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ ہجرت کے ساتویں سال تک خیبر میں مسلمانوں کے اقتدار کا وجود نہ پایا جاتا تھا بلکہ اس علاقہ میں ایک مسلمان بھی موجود نہ تھا اور بنو نضیر کے جلا وطن یہودی اس علاقہ میں ہجرت کے چوتھے سال کے وسط میں آئے تھے

حالات و واقعات بتاتے ہیں کہ بنو نضیر کے سرداروں نے فیصلہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے وجود کو ختم کرنے اور مدینہ میں خود اسلام

کیا یہودیوں نے مدینہ سے جنگ کرنے کے متعلق سوچا تھا

کو بچانے کے لئے، یہودی کی تمام مالی، فکری اور بشری طاقتوں کو داؤ پر لگا دیں گے، خیبر کی بڑی

طاقت و بزرگ اس بات کی طرف اشارہ کر رہی تھی کہ یہود نہایت آسانی کے ساتھ مسلمانوں کے صحن اور ان کی حکومت کے دارالخلافہ میں، جنگ کرنے کے لئے ایک عظیم دست کر تیار کر سکتے ہیں، موصوفین کے اندازے کے مطابق صرف خیبر کے یہودی ہی آٹھ ہزار جانا بزدلوں کا اکٹھا کرنے کی طاقت رکھتے تھے اور جب ہم ان کے ساتھ بنو نضیر کے ایک ہزار جنگ باز جوانوں کو شامل کر دیں تو ہم پر واضح ہو جائے گا کہ خیبر ہجرت کے چوتھے سال مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ میں دس ہزار جانا بزدلوں کی زبردست فوج کو، میدان میں لانے کی قدرت رکھتا تھا، جبکہ اس وقت مدینہ میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان جانا بزدلوں موجود نہ تھے، اس کے ساتھ ہم کسی موصوف کو اس بات کا ذکر کرتے نہیں پاتے کہ ان یہودیوں کے ہاں یہ عزم بھی موجود تھا کہ ان کی فوجیں خیبر سے آٹھ کر مدینہ میں مسلمانوں سے جنگ کریں اور یہ بات ہمارے امکان میں نہیں کہ ہم قطعی طور پر بتائیں کہ بلجوہر عظیم بشری اور مالی قوتوں کے خیبر کے یہودی مسلمانوں سے جنگ کرنے سے کیوں رُکے ہے، حالانکہ وہ آسانی کے ساتھ اس قسم کی جنگ کی طاقت رکھتے تھے، باوجود یہ یہودی مسلمانوں کے خاتمہ کی شدید خواہش رکھتے تھے ہیں اب تک تاریخی مصادر سے اس بات کا راز معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ اس جنگ سے کیوں رُکے ہے،

یہودی، مدینہ کے ساتھ  
جنگ کرنے سے کیوں رُکے

ہاں اندازے سے یہ کہنا ممکن ہے  
کہ اس بات کے دو بڑے سبب تھے  
جنہوں نے یہودیوں کو خیبر سے مارج

کر کے مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے سے روک دیا، اول: یہ کہ یہود کی فطرت میں بزدلی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ قلعوں کے پیچھے اور محفوظ جگہوں کے اندر رہ کر ہی لڑ سکتے ہیں، یہود کی اس فطرت کی طرف قرآن شریف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے،

لَا يِقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قَرْيَةٍ مَحْصَنَةٍ (ومن وراء جدار)

دوم: یہ یاد رکھیں کہ یہود کو عرب علاقہ میں رہتے ہوئے کئی صدیاں گذر گئی تھیں پھر بھی فوجی اور مالی قوت کے باوجود ان کا یہاں کے اصلی باشندوں کے ساتھ جو خیبر کے علاقے کو گھیرے ہوئے تھے کوئی تعلق نہ تھا، اس کے برعکس ان قبائل میں سے ہجرت کے چوتھے سال تک کسی

ایک آدمی نے بھی سلام قبلہ کیا تھا، پھر بھی یہودی ان بُت پرست عربی قبائل کی دوستی کو دقتاً فوقتاً رشتوں سے غریب لیا کرتے تھے، معلوم ہوتا ہے خبیر کے یہودیوں کو یہ خوف دامگیر تھا کہ جب یہود کے جانا بزمینہ میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے چلے گئے جو خبیر سے آٹھی میل سے زیادہ فاصلے پر تھا اور اس زمانے کے وسائل کے لحاظ سے بہت دور مسافت پر تھا، تو بُت پرست عرب قبائل خبیر کے سرسبز نخلستان پر حملہ کر کے اس کے اموال کو لوٹ لیں گے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیں گے،

**خبیر..... اور غزوہ احزاب** مدینہ پر حملہ کرنے سے رکنے کا یہود کے لئے خواہ کوئی سبب ہو،

مگر مسلمانوں کو بچنے اور دعوتِ اسلامی کے شعلے کو بجھانے کا خیال ہیخہ ہی ان کے اذقان میں قائم رہا اور مسلمانوں کو تباہ کرنے اور کسی بھی شکل میں زمینہ میں جا کر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا سب سے زیادہ خواہش مند سلام کا بدترین دشمن جیسی بنی اخطب تھا جس نے حضورِ علیہ السلام سے جب آپ مکہ سے ہجرت کر کے آئے تھے، پہلی ہی ملاقات کے وقت یہ اعلان کیا تھا کہ وہ زندگی بھر آپ سے عداوت رکھے گا، اپنے دشمنانہ منصوبوں کے مطابق جب یہود نے یہ سمجھا کہ ان کا مدینہ پر حملہ کرنا مستعد ہے تو خبیر میں یہودیوں کے لیڈروں نے میٹنگ کر کے مفید ترین منصوبے کے متعلق سوچنا شروع کیا جو از سر نو مسلمانوں کے مکمل خاتمہ کے لئے جنگ کو ان کے علاقہ میں منتقل کرنے تاکہ بنو نضیر کے سیاہ خراب پڑے ہر جا میں جو انہیں مسلم شہر پر مدد پارہ غلبہ کے متعلق آیا کرتے تھے،

**جنگ کاہم منصوبہ** خبیر میں ان لیڈروں کی میٹنگوں کے نتیجے میں اس قرار داد کے منصوبے پر اتفاق رائے ہو گیا جسے بنی نضیر

کے شیطان جیسی بنی اخطب نے پیش کیا، اس دشمنانہ منصوبے کا خلاصہ یہ تھا کہ خبیر کے لیڈروں کا ایک وفد ان تمام عرب قبائل میں جو پیشتر سے بُت پرستی اور سلام اور مسلمان دشمنی پر قائم ہیں جا کر کوشش کرے اور ان کو مسلمان کے خلاف جنگ کرنے پر اکسائے اور رشتوں کے ذریعہ ان کو برا بھلا سمجھنے کرے اور وعدے کرے کہ شہر میں مسلمانوں کے ساتھ ہمہ گیر جنگ کرنے اور اسلامی ہستی کو کامل طور پر فنا کرنے کے بعد، مدینہ پر مکمل قبضہ کرنے کے لئے انہیں زبردست فوج سے مدد دیں، یہود کے لیڈروں نے خبیر میں اس بات پر بھی اتفاق کیا کہ بُت پرست قبائل کو سب سے

پہلے یہ پیش کش کی جائے کہ جنگ کے منصوبے کی کاپیابی کے بعد ایک سال میں خیر کے نختستان میں جو فصلیں اور چل پیدائوں گے وہ انہیں دینے جائیں گے اور خیر کے یہودی بڑے کھلے دل سے اس عظیم جنگ کے اخطیبات برداشت کریں گے تاکہ وہ دہریوں کے کندھوں پر سطر ہو کر نئے سہ سے فاتحین کر شرب میں داخل جائیں اس کا مطلب یہ ہے کہ خیر کے یہودیوں نے ایک ہر گز جنگ کے ذریعے مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے اپنی تمام مادی طاقتوں کو کام میں لانے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن یہ جنگ یہودی زبردست فوجوں کے ساتھ نہیں ہوگی بلکہ بہت پرست قریش اور اعراب سے ہوگی جن کو دشمنوں کے ذریعہ اور ٹوٹ ٹکڑیوں سے کراکھا کرنا آسان ہوتا ہے، ان اعراب کی سوسائٹی میں اقتصاد کا دار و مدار ٹوٹ مار پر ہوتا ہے بنی نعیر کے مشیطان جی بی بنی اخطب نے اپنے ساتھیوں یہودیوں کو یقین دلایا کہ اعراب اس جنگ کی بیٹھ کی ہڈی ہوں گے جس کی وسیع و عریض اسکیمیں خیر میں بنائی گئی تھیں اور یہ خیر کو یقین تھا کہ وہ روئے زمین سے اسلامی ہستی کو مٹا کر اپنے مقصد کو پالیں گے۔

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت  
خیر کا احزاب کو تیار کرنا

اس اہم فیصلے کی توثیق کے لئے جس پر خیر کے یہودی ساتھیوں نے اتفاق کیا ان کے بڑے بڑے لیڈروں کا ایک وفد بنایا گیا، جس کی ڈیوٹی یہ لگائی گئی کہ وہ سب سے پہلے قریشی قبائل کے ہیڈ کوارٹرس والہ کرے جو ان دنوں اسلام اللہ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن تھا پھر نجدی قبائل سے جو شری تھلا اور تیاری والے تھے اور سخت جھگڑتے یعنی غطفان، سلم، فزارہ، اشجیہ اور ان کے حلفاء سے ملاقات کرے جو قریش کے بعد اسلام کے شدید دشمن خیال کئے جاتے تھے..... اور انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگی اتحاد قائم کرے اور فوجی معاہدہ کرنے کی ضرورت پر رضامند کرے پس یہ تمام بہت پرست قبائل اس اساس پر اور خیر کے یہودیوں کی مادی امداد پر اس ہر گز جنگ میں شامل ہو جائیں جس کا مقصد مسلمانوں کی جڑ کاٹنا اور انہیں تباہ کرنا ہے۔

ممبران وفد  
۱۔ جی بی بنی اخطب۔ بنی نعیر میں سے تھا۔  
۲۔ سلام بن مکھم۔ بنی نعیر میں سے تھا۔

- ۲۔ کنان بن ابی العقیق - بنی نضیر میں سے تھا،
- ۴۔ ابو عامر (جو ناسق کے لقب سے ملقب تھا) عرب تھا اور اس قبیلے میں سے تھا۔
- ۵۔ حوزہ بن قیس الرواحی، عرب تھا اور یہودی ہو چکا تھا،
- اس جگہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس یہودی وفد کے تمام ممبر بنی نضیر کے یہودیوں میں سے تھے، صرف حوزہ بن قیس الرواحی کے متعلق بظاہر معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عربی تھا جس نے یہودی مذہب کو اختیار کر لیا تھا اس سے ہماری گذشتہ سلسلے مزید پتہ ہو جاتی ہے کہ بنو نضیر کے یہودیوں نے غیر کے یہودیوں پر مکمل تسلط حاصل کر لیا تھا اور عملاً وہاں کے سردار بن گئے تھے اور وہاں کے لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتے تھے، ابو عامر آپ (جیسا کہ اس کے پیدوار سے یہ نام دیتے ہیں) اور مسلمان اُسے ناسق کہتے ہیں، اس وفد میں یہ واحد عرب بُت پرست تھا..... جو قریش کے اس حملہ کی ناکامی کے بعد، جس کے نتیجے میں اُحد کا تاریخی معرکہ ہوا اور بس میں ابو عامر بھی قریش کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑا تھا حالانکہ وہ اول قبیلے سے تھا اور مدینہ کے عرب باشندوں میں سے تھا، خیبر کی پناہ میں آ گیا تھا،

### اپنی مہم میں ظالم وفد کی کامیابی

مدینہ سے بنو نضیر کی جلا وطنی کے فقط چار ماہ بعد، یہودیوں کا یہ وفد اپنے مفروضہ ذرائع کی سرانجام دہی کے لئے خیبر سے نکلا، اور سب سے پہلے مکہ آیا پھر نجد گیا، حالانکہ مسکری طاقت کے لحاظ سے قریش، نجدی قبائل کے مقابلہ میں دور سے دور کی قوت تھے، مگر قریش کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھنے اور اسلام سے کینہ رکھنے میں اولیت کا مقام حاصل تھا اور اس سے قبل وہ اسلام کے خلاف بدر و اُحد کی دو زبردست جگہوں میں بھی حصہ لے چکے تھے، اس لئے کہ یہ مقام، خیبر سے، جو یہود کا ہیڈ کوارٹر اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کی سازشوں اور منصوبوں کا اڈہ تھا، بہت زیادہ قریب تھا، خیبر کے وفد نے سب سے پہلے مکہ کے قریشی زعماء سے ملنے کو ترجیح دی تاکہ انہیں یہود کے اس دشمنانہ منصوبے سے آگاہ کریں جو انہوں نے مدینہ میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار کیا تھا، مشرکین مکہ نے وفدِ خیبر کا شاندار استقبال کیا اور بڑے جیسے کئے خصوصاً جب سادات مکہ کو یہ علم ہوا کہ اس وفد کی کہیں آمد کا باعث، مسلمانوں کو کچلنا اور پیشہ کے لئے دعوتِ اسلامی کے چراغ کو گل کرنا ہے تو انہیں بہت خوشی ہوئی، خیبر ہی

دفعہ کے لیڈروں نے قریش کے لیڈروں کے سامنے خیبر کے یہودیوں کے نقطہ نظر کی وضاحت کی اور  
 خیبر میں انہوں نے دین سے جنگ کرنے اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کا جو دشنامہ منصوبہ بنایا تھا اسکی  
 پوری تفصیل سے قریش کو آگاہ کیا، قریش نے اس یہودی منصوبے کو نہایت خوشدلی سے قبول کیا  
 اور انہوں نے اس کی تائید و موافقت کا اعلان کر دیا اور یہودی وفد کو بتایا کہ وہ اس کی تنقید پر  
 اس وقت تیار ہوں گے جب سب لوگ اس پر متفق ہو جائیں گے، قریش نے یہود کے جھگی منصوبے  
 کو وہ سنہری موقع خیال کیا جس کے متعلق وہ غواہیں دیکھا کرتے تھے کہ دوسرے لوگ ان کے ساتھ  
 اس ہرگیر جنگ میں شامل ہو جائیں جس کا مقصد مسلمانوں کا خاتمہ کرنا تھا اور قریش چار سال کے  
 عرصہ میں اس مقصد کو پورا نہیں کر سکے تھے، ..... اور جنگ بدر و احد میں اپنی پوری طاقت  
 خرچ کر کے بُری طرح ناکام و نامراد ہو چکے تھے، اور مسلمانوں کے ہاتھوں پہلی دفعہ ان کی عسکری تہمت  
 کے پرچے اڑ گئے تھے اور دوسری دفعہ بھی وہ اپنے عظیم مقاصد کو پورا کئے بغیر، ناکام ہو کر واپس  
 لوٹ آئے تھے حالانکہ اس جنگ میں انہوں نے مقدور جہاں اپنی مادی، بشری اور حربی قوتوں کو  
 جمع کر لیا تھا، یہی وجہ ہے کہ قریش نے قریشی ہر یہودی خیبر کے منصوبے کو خوشامد کیا اور بلا شرط  
 اس سے اتفاق کا اہتمام کر دیا، قریش اور یہود کے درمیان اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ مکہ کی قبائل  
 یعنی غطفان، سلیم، اشج، فزراء اور اسد کے اتفاق کے بعد ہجرت کے چوتھے سال شمال کے پھینے  
 میں مدینے کا محاصرہ کریں گے۔

**یہودی وفد نجد میں** | جھگی منصوبے کے متعلق، قریش کی موافقت حاصل  
 کرنے کے بعد، یہ یہودی وفد، بہت پرست قبائل  
 کے سرداروں سے ملاقات کرنے کے لئے نجد کے صحرائوں کی طرف گیا تاکہ ان کے سامنے اپنے دشنام  
 منصوبے کو پیش کرے اور اپنے مقاصد کی وضاحت کرے اور قریش مکہ کی طرح اس پر ان کی موافقت  
 بھی حاصل کرے اس وفد کے ممبران، نجد میں بڑے بڑے مقامات پر گھرے اور ان قبائل کو مسلمانوں  
 کے خلاف براہیغزہ کرنے اور انہیں جنگ برآوردہ کرنے کے لئے اپنی تمام مادی طاقتوں کو خرچ  
 کرنے کا اعلان کیا اور یہودیوں پر پختہ ہونے کے طریق پر انہیں بتایا کہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کھینے  
 میں ان قبائل کی شمولیت سے انہیں بہت فائدہ ہوگا، خصوصاً اس لئے کہ اس جنگ کا مقصد اس  
 خطرے کو ایک حد کے اندر رکھنا ہے جو مسلمانوں کے نفوذ سے بڑھ رہا ہے جو یہودیوں، قریش،



اور نجدی بُت پرستوں کے مشترکہ دشمن ہیں، امدانہوں نے مختلف عُمل ریزہ جنگوں میں سب کو پے درپے شکستیں دی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

یہودی وفد کی نجد میں پذیرائی،  
 کا شاندار استقبال ہوا جو زمانے مکہ

کے استقبال سے کم نہ تھا کیونکہ مکہ اور نجد، دونوں اسلام سے شدید نفرت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے میں خیبر کے یہودیوں سے اتفاق رکھتے تھے، اس پر مستزاد یہ کہ ان نجدی بُت پرست بد مذہبوں کو لوٹ مکہ کا بھی شوق تھا جو قدیم زمانوں سے ان کی اقتصادی زندگی کا سہارا تھی، اس لئے نجدی قبائل نے اس جنگی منصوبے سے اتفاق کرنے میں کسی قسم کا تردد نہ کیا، جسے جی بن اخطب مدد دیکر ممبران وفد خیبر سے لے کر آئے تھے، نیز تینوں اس بات کی خواہش میں تھے کہ جنگ کو مدینہ منتقل کر لیا جائے مگر اس کا باعث ان تینوں فریقوں کے نزدیک ایک نہ تھا بلکہ ہر ایک کا الگ مقصد تھا جو دوسروں سے مختلف تھا جب یہیں معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کا کانا نکالنے میں قریش کی دلچسپی کا باعث سیاسی اور عقائدی تھا اور قریش کو پریشانی تھی کہ جو یہ عرب پر اسلام کا تسلط ہو جائے گا اور یہ بات جزیرہ عرب کے ان بُت پرست قبائل کے درمیان ان کے روحانی اقدار کی مرکز کو گرنے کا باعث بن جائے گی جو انہیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی روحانی سیادت کو تسلیم کرتے ہیں اس لئے کہ اختلافات مذہب کے باوجود یہ عرب جن مقامات کو مقدس سمجھتے ہیں وہ قریش کی سیادت و حمایت کے تحت ہیں خیبر کے یہودی جو اس دشنامدہ منصوبے کے تیار کرنے والے ہیں ان کی یہ خواہش کہ مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے اس کا اصل باعث انتقام لینا اور ایسے ہی اپنی حکومت قائم کرنا اور شریک پرستوں سے مالی و ذمہ داری سلب کرنا ہے..... اور عرب نجد کے نزدیک اس کا باعث اول، مال کا حاصل کرنا ہے کیوں کہ وہ ایسی اقوام ہیں جن کی عمر نوٹ مار میں گنتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان اعراب نے اس جنگی منصوبے میں جسے وفد خیبر نے ان کے سامنے پیش کیا تھا، مدینہ کے سبزہ زاروں سے نوٹ مار کے طریق پر اموال حاصل کرنے کا موقع پایا جس کے متعلق ان کے نفوس لمبے زمانے سے آرزو رکھتے تھے، کہ جب ان کی قسمت یا دوزی کرے وہ مسلمانوں پر غالب اگر ان کے دار الخلافہ مدینہ پر قریش اور یہود کے اشتراک سے قبضہ کر لیں جیسا کہ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے یہود کے جنگی

منصوبے کی اساس تھی۔

## گفتگو کے دوران سودا بازی، یہود کے دشمنانہ منصوبے کے متعلق اعراب

بجذ کی خوشی اور مدینہ سے جنگ، یہیں

شکریت کی خواہش کے ساتھ ساتھ انہوں نے خیبر کی وفد کے ساتھ گفتگو کے دوران بعض تحفظات کا بھی اظہار کیا، کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ یہود اس منصوبے کی تنقید کے شدید خواہش مند ہیں، تاکہ وہ یہودیوں کو مجبور کر کے ان کے ساتھ کچھ سودا بازی کر لیں جس کے تحت وہ ان یہودیوں سے کچھ مال حاصل کر لیں جس کی بہت بڑی مقدار ان کے پاس جمع ہے یہودیوں نے بھی بجذی اعراب کے تحفظات کے پس پردہ ان کے مقاصد کو پایا جن کا اظہار انہوں نے گفتگو کے دوران کیا تھا اس سونے بازی کی تحمیل یوں ہوئی کہ خیبر کے یہودی اس بات کا عہد کریں کہ وہ ان بت پرست بجذی قبائل کو جو یہودی منصوبے کے مطابق جنگِ مدینہ میں شامل ہوں گے انہیں خیبر کی تمام کھجوریں اور دیگر مختلف فصلوں کے ایک سال کا پھل دیں گے، اس معاہدہ کی اساس پر چار بڑے بجذی قبائل نے، یہودی منصوبے کے مطابق مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونا قبول کیا وہ قبائل یہ تھے ۱۔ اشج۔ ۲۔ اسلم۔ ۳۔ اسد۔ ۴۔ قزارہ۔ اور یہ سب غطفانی قبیلے ہیں۔ یہودی وفد اور بجذی قبائل کے درمیان اس معاہدہ کا طے پانا یہودی وفد کی کامیاب ماسمی کا اختتام تھا، یہ سب سے بڑا فوجی یہودی بت پرست اتحاد تھا جسے جزیرہ عرب نے مسلمانوں کے خلاف دیکھا، یہود اور بجذی بت پرست قبائل نے، قریش کے ساتھ اتفاق کر کے اس گنہگار اتحاد کے لئے فوج جمع کرنے کے واسطے ایک میعاد مقرر کی تاکہ مدینہ کے گرد اکٹھے ہو کر اس پر حملہ کیا جائے ان تینوں نے حملہ کے لئے جو وقت مقرر کیا وہ ہجرت کے چوتھے سال شوال کا ہجرت تھا، اس عظیم فوجی اتحاد میں تمام ذریعوں کی فوج کی تعداد حسبِ ذیل تھی۔

۱۔ بجذی قبائل — چھ ہزار جاناباز، ۲۔ قریش اور ان کے حلیف — چار ہزار جاناباز

۳۔ یہود — ایک ہزار یہود مدینہ (یعنی قریظہ) کے جاناباز۔ بنی نضیر کے سردار جیمی بن اخطب نے بجذی قبائل اور قریش سے یہ وعدہ کیا کہ یہود کا یہ ایک ہزار جاناباز، اتحاد کی فوجوں کے ساتھ اس دقت شامل ہوگا جب وہ مدینہ کے اطراف میں پڑاؤ کریں گی، اس طرح یہ ظالم یہودی وفد جو خیبر سے اپنے مجرمانہ منصوبے کے ساتھ نکلا تھا اس وقت واپس آیا جب اس کے پیچھے مشرکین عرب

کے دس ہزار جانباذ، مدینہ کے گرد اپنی پوزیشنیں منبھالے ہوئے تھے انہوں نے مدینہ کو اس طرح گھیر لیا جس طرح پر پوکش سمندر چھوٹے جزیرہ کو گھیر لیتا ہے اور ان زبردست بٹ پرست فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کی فوج صحیح ترین انداز سے کے مطابق ایک ہزار جانباز سے زیادہ نہ تھی۔

## یہود کی مجرمانہ کارروائیوں کی آخری کڑی | اسلام کو ختم کرنے اور مسلمانوں کو تباہ

کس نے کے سلسلہ میں خیبر کے یہودیوں کی مجرمانہ کارروائیوں کی یہ آخری کڑی تھی کہ بنی نضیر کا شیطان جیبی بن اخطب مدینہ میں رہنے والے یہودی بنی قریظہ کو (جن کی تعداد ایک ہزار جانباذ تھی) اس بات پر رضامند کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ وہ اپنے مسلمان حلیفوں سے غداری کریں اور اس عہد کو توڑ دیں جو ان کے درمیان طے پا چکا ہے اور احزاب کی جنگجو فوجوں کے ساتھ شامل ہو کر تیچھے سے سلامی فوج پر آخری ٹائم پر ضرب لگائیں، اس طرح یہودیوں کے اس مجرمانہ منصوبہ کو کامیاب بنانے کا پروگرام بنایا گیا جس کا اتانا بانا خیبر میں تیار کیا گیا تھا..... اور اس نے مسلمانوں کو اپنی تاریخ کی سب سے سخت مصیبت میں ڈال دیا اور مسلمانوں نے جن کی قوت ایک ہزار جانباذوں سے زیادہ نہ تھی۔ اپنے آپ کو خوفناک احزاب کے بیچوں میں پایا جن کی متحدہ فوجی قوت (بنی قریظہ کے یہودیوں کی خیانت کے بعد) گیارہ ہزار جانباذوں تک جا پہنچی تھی، اس پر مستنزدیر کہ یہ تعداد مسلمانوں پر ہر مادی چیز کی زد سے فوقیت رکھتی تھی، احزاب کی ان فوجوں نے تھوڑے سے مسلمانوں کا اس قدر زبردست اور خوفناک محاصرہ کیا کہ ان کا دم گھٹنے لگا اور کٹ اید یہود کی مجرمانہ ماسعی نے غزوہ احزاب میں مسلمانوں کیلئے جو عظیم خطرہ اور مصیبت پیدا کر دی تھی اس کی صحیح ترین تعریف وہ ہے جسے سورہ احزاب میں بیان کیا گیا ہے۔

اذا جاءكم من فراقكم ومن اسفل واذ غرقت الابصار وبلغت  
القلوب المناجر وتظنون بالذئخظفوناهنا لك ابتلى المؤمنون  
وزنزوا نزل الذئخ شديدا رله

اس خوفناک جنگ میں جس کی زلزلہ انگن آمدھیاں یہود کے ہرے کینے نے پیدا کی تھیں، مسلمان زوال کے انتہائی قریب پہنچ گئے تھے اس کی شدت سے مسلمانوں پر اس قدر بے پناہ مصیبتیں اور ہلاکتیں آئیں، جنہوں نے بغیر کسی وقفہ کے مسلمانوں پر اس قدر دباؤ ڈالا جس سے قریب تھا کہ ہمیشہ کے لئے ان کی سائنس بند ہوجائے، مادی نقطہ نظر سے یہ بات محسوس ہو رہی تھی کہ مینہ کا سقوط، احزاب کے ہاتھوں میں ہے اور اس سے مصر کی کوئی صورت نہیں اور یہ سقوط کا مسئلہ اسی وقت سے تعلق رکھتا ہے..... جو چند ایام تک تمتد ہو سکتا ہے یا چند گھنٹوں میں اپنے انجام کو پہنچ جائے گا کیوں کہ ان آخری سیاہ ایام میں مسلمانوں کے انجام کے ترازو کا کانا صفر کی حدود تک پہنچ چکا تھا اور لرز رہا تھا گو یادہ مسلمانوں کے انجام کے اعلان کی طرف مائل ہے اور اس انجام کے بارے میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ یہودی اور خیر کے یہودی اور اس جنگ کا مظہر و مدبر، شک نہ کرتے تھے کیوں کہ ہر مادی چیز اسی انجام کو حتمی قرار سے رہی تھی، اگر اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے معجزے کو ظاہر کر کے مسلمانوں کو بچانہ لیتا تو یہی انجام ظاہر ہوتا اس نے اچانک محتار بفریقوں کی توقع کے خلاف، حالات کو آخری گھنٹوں میں مسلمانوں کے حق میں کر دیا پھر یہ حالات مسلسل نہایت تیزی کے ساتھ، یہود اور احزاب کی فوجوں کے خلاف ہوتے گئے اور ان کے اندر اختلاف پیدا ہو گیا یہاں تک کہ ان کی وحدت پارہ پارہ ہو گئی اور وہ مینہ سے حصار کو توڑ کر ناکامی اور شکست کو دامن میں لئے، اور غلاری دکھشکنی اور تسلط حاصل کرنے والے عناصر یعنی بنی قریظہ اور خیر کے یہودیوں کو چھوڑ کر واپس چلے گئے تاکہ وہ اکیلے ہی اس سخت عذاب کا سامنا کریں جو تسلط اور غلاری کی جزا میں مسلمانوں کی طرف سے لازمی طور پر ان پر نازل ہونے والا ہے اور جس کو انہوں نے عملاً بنی قریظہ کے یہودیوں پر نازل کیا اور ان کے آٹھ سو جانباڑوں کو تہ تیغ کر کے ان کی تمام ملوک چیزوں پر قبضہ کر لیا، اس خوفناک جنگ میں احزاب نے جو بے پناہ کارروائیاں کیں اور دیگر تمام پہلے واقعات کو ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب غزوة احزاب میں بیان کیا ہے، جو اسلام کے فیصلہ کن معرکوں کے سلسلہ کی تیسری کتاب ہے، اسی طرح ہم نے اس تاویبی حملہ کا بھی تفصیلی ذکر کیا ہے جس میں مسلمانوں نے غلاری بنی قریظہ کے تمام جانباڑوں کو تباہ کر دیا تھا ہم نے تفصیل کیساتھ اپنی کتاب غزوة بنی قریظہ میں بیان کیا ہے جو اسلام کے فیصلہ کن معرکوں کے سلسلہ کی چوتھی کتاب ہے جو شخص احزاب کے خوفناک حملہ کی دقیق تفصیل اور مسلمانوں کی ان فوجی کارروائیوں کے بارے میں

معلوم کرنا چاہتا ہے جو انہوں نے بنی قریظہ کے عہد شکن اور غداروں کے متعلق کیں وہ ہماری ان دو کتابوں کی طرف رجوع کرے۔

## خیبر کی فتح کے بعد یہودیوں کا خیبر میں قیام | جب خیبر پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا

(جیسا کہ اس کتاب میں مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے) اور آخری معاہدہ کے بموجب مدینہ کے یہودیوں کے دوسرے نصف حصے نے اطاعت اختیار کر لی جس کی رُو سے تمام یہودیوں کو شام کی طرف جلا وطن ہونا تھا مگر یہودیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا کہ انہیں خیبر میں رہنے دیا جائے تاکہ وہ یہاں کی زراعت اور اراضی کو درست کرتے رہیں کیونکہ وہ ان کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے انہیں خیبر میں رہنے کی اجازت سے دی تاکہ وہ زراعت کا کام کریں اور اس کے عوض نصف پھل حاصل کریں، معاہدہ میں یہ شرط بھی موجود تھی کہ مسلمان عجب چاہیں یہودیوں کو خیبر سے نکال سکتے ہیں۔

## عہدِ فاروقی میں یہود کی جلا وطنی | حسب معاہدہ یہود، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق

رضی اللہ عنہ کے طویل دور میں خیبر کی زمینوں پر کام کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں خلیفہ ثانی نے جلا وطن کر دیا ان کی جلا وطنی کا پہلا سبب یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ زراعت اور زمینوں کی دیکھ بھال کا جو معاہدہ کیا تھا اس میں یہ نص موجود تھی کہ مسلمان جس وقت چاہیں انہیں جلا وطن کرنے کا حق رکھتے ہیں، دوسرا سبب یہ تھا کہ جب یہود کو شکست کھانے کے بعد خیبر میں کام کرنے کی پوری آزادی دی گئی تو ان کے شرارت پسندوں میں مسلمانوں پر تسلط حاصل کرنے اور ان کے خلاف تدبیریں کرنے کی رُوح غالب آگئی اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کچھ ایسے اعمال کا ارتکاب کیا جن سے پتہ چلتا تھا کہ انہیں خواہ خیبر میں نفوذ اور حکومت دینے پر مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی حیات تھے کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف اپنی شرارت کارروائیوں کا آغاز کر دیا، ان میں سے ایک کارروائی یہ ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن ہبلؓ کو نفاۃ کے علاقہ میں قتل کر دیا، باوجودیکہ مقتول کا جتنہ ان کے گھروں میں پایا گیا اور قرآن بھی یہی بتاتے تھے کہ یہی لوگ قاتل ہیں پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سزا نہ دی، کیوں کہ اسلامی تانوں کے نقطہ نگاہ سے تحقیقات نے یہ ثابت نہ کیا تھا کہ یہ کارروائی ان کی ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مقتول کی دیت مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کر دی جائے مگر عبداللہ بن ہبلؓ کا قتل، مدینہ کے مسؤلیں کے اذہان میں یہودیوں کے جرم کے قریب کے طور پر سمایا رہا۔

مسلمانوں کو قتل کرنے کیلئے  
 حضرت فاروق اعظمؓ کے مدینہ  
 خیر میں یہودی کی جانب سے  
 قتل و تخریب کاری کی سازشوں

یہود کا بعض عیسائیوں سے کام لینا

کا زور ہو گیا، ان سازشوں میں سے ایک سازش یہ تھی کہ مظہر بن رافع الحارثی، دستکش شامی عیسائیوں کے ساتھ جو اس کی زمین میں کام کرتے تھے، خیر کیا اور انہیں وہاں تین دن ٹھہرایا تو ایک یہودی نے ان کے پاس آکر کہا تم عیسائی ہو اور ہم یہودی ہیں اور ان لوگوں نے ہمیں تلوار سے مغلوب کیا ہے اور تم دس آدمیوں کو ان کا ایک آدمی، شرب اور مال والی زمین سے ہٹا کر، تنگ دستی کی طرف لے آیا ہے اور تم شدید غلامی میں رہتے ہو جب تم ہماری بستی سے باہر نکلو تو اسے قتل کر دو، انہوں نے کہا ہمارے پاس ہتھیار نہیں ہیں۔ یہودیوں نے خفیہ طور پر ان کو دو تین چھریاں بیچا دیں پس مدہ باہر نکل گئے اور یہودیوں نے جس بات کی طرف انہیں اشارہ کیا تھا اس کی تنقید کا عزم کر لیا اور جب وہ مظہر بن عبداللہ الحارثی کے ساتھ جاتے ہوئے مدینہ کے راستے میں تیار مقام پر پہنچے تو مظہر نے ان میں سے ایک آدمی کو کہا کہ مجھے فلال فلال چیز سے دو، تو سب نے اس کے پاس آکر اپنی چھریاں تان لیں، مظہر، اپنی تلوار کی طرف بھاگا مگر انہوں نے اسے نیام سے تلوار نکالنے سے قبل ہی قتل کر دیا اور خیر کی طرف لوٹ آئے، یہود نے انہیں پناہ دی اور چھپا دیا پھر انہیں خوراک اور خرچہ دیا اور وہ شام چلے گئے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا  
 جب مظہر کے قتل کی خبر حضرت  
 فاروق رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے  
 مدینہ میں ایک تقریر کی اور  
 یہود کو جلا وطن کرنے کا حکم دینا

ملہ شمار، باقوت کتابت کہ یہ جگہ خیر سے جمیل کے فاصلہ ہے جہاں عبداللہ بن ابیہ نے اسپرین نام کو قتل کیا تھا۔  
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فرمایا کہ یہودیوں نے عبداللہ کے ساتھ جو کیا سو کیا، اور مظہر کے ساتھ اپنی دشمنی میں وہ کچھ کیا جو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عبداللہ بن ابیہل سے کیا تھا، بلاشبہ مظہر بن رافع کا قتل انہی لوگوں کے ہاتھوں ہوا ہے اور ان کے سوا، پہلا کوئی دشمن نہیں، پس جس شخص کا خیبر میں کچھ مال ہو وہ اُسے نکالے، میں جا کر وہاں کے اموال کو تقسیم کرنے والا ہوں اور اس کی حدود کی حد بندی کرنے والا ہوں اور یہودیوں کو وہاں سے جلا وطن کرنے والا ہوں، کیوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں یہاں ٹھہرائے گا میں بھی تمہیں یہاں ٹھہرائے گا، اب اللہ تعالیٰ نے ان کے جلا وطن کرنے کا حکم دے دیا ہے، ہاں اگر کوئی آدمی اس بات کا عہد یا ثبوت فراہم کر دے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہاں ٹھہرایا تھا تو میں بھی اُسے ٹھہرائے گا، اس پر حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے کھڑے ہو کر کہا، امیر المؤمنینؓ خذلیک تم آپ نے درست فرمایا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا تمہارے جیسی رائے ابد کون کون لوگ رکھتے ہیں، حضرت طلحہؓ نے جواب دیا تمام صحابہؓ اور انصار میرے رائے کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں تو حضرت عمرؓ اس بات سے بہت خوش ہوئے، اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ثقت راویوں سے یہ روایت بھی پہنچی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جزیرہ عرب میں دو دین اٹھے نہیں ہوں گے آپ نے خیبر اور فدک کے یہودیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے انہیں جلا وطن کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عہد ہوگا وہ جلا وطنی سے مستثنیٰ ہوگا۔

## فدک کے یہودیوں کو جلا وطنی کی وقت معاوضہ

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر اور فدک کے تمام یہودیوں کو جلا وطن کر دیا کیوں کہ فدک کو، خیبر کے فواج میں خیال کیا جاتا ہے اس لئے کہ وہ چند میل کے فاصلے پر ہے، حضرت فاروقؓ نے ان یہودیوں کو جلا وطن کر دیا اور ان کو تمام اموال منقولہ ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی اور یہی اجازت خیبر کے یہودیوں کو بھی دی مگر فدک کے یہودیوں کو آپ نے نصف زمین دے دی کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان یہ معاہدہ تھا کہ جس زمین کو وہ کاشت کرے ہے، اس جلا وطنی کی صورت میں اس کا یہودیوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو لایا تھا جو کہ سونے ہوئے تھے مگر حضرت عمرؓ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔

نصف ایشیں ملے گا، مگر وادی القریٰ اذتیاء کے یہودیوں کو آپ نے جزیرہ سے جلا وطن نہ کیا، تیار کے یہودی، اہل ذمہ تھے جنہوں نے مسلمانوں سے جزیرہ میں صلح کی اور ان سے جنگ نہ کی، اور وادی القریٰ کے یہودیوں کی جلا وطنی کو ختم کر دیا گیا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے بموجب وہ وادی میں رہنے کا حق رکھتے تھے۔ واللہ اعلم ”





# فصل دوم

- جنگ کی تیاری ،
- اصحاب حدیبیہ کے درمیان عام لام ہندی ،
- حدیبیہ سے تعلق اختیار کرنے والوں کو ، فوج میں شامل کرنے سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ،
- بیعت میں مسلمان اور فحشہ کالم ،
- مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے خیبر کی تیاری ،
- یہودیوں کا مسلمانوں کے خلاف غطفانیوں سے مدد طلب کرنا ،
- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غطفانیوں کے غیر جانبداری اختیار کرنے کی صورت میں خیبر کے پھلوں کی پیش کش کرنا امدان کا انکار کرنا ،
- غطفانیوں کا یہود کو چھوڑ کر اپنا پاس اپنے علاقہ میں واپس آنا ،
- دونوں محارب قوتوں کے درمیان ہر چیز میں خونخاک تقاعد ،
- خیبر کے دفاعی منصوبے میں یہود کے لیڈروں کے درمیان اختلاف ،
- ایک یہودی ایس ڈر کا مدینہ پر حملہ کرنے کی تجویز پیش کرنا ،

خیبر کی فتح کے متعلق اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں سے وعدہ ہم نے اپنی کتاب صلی

حدیبیہ میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ عنقریب خیبر کو فتح کرے

بہت سے فنانم حاصل کریں گے، مقررین مکہ کے ساتھ تاریخی صلح کے معاہدہ کے بعد، حدیبیہ سے آپس آتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔

وعدکم اللہ مغاٹم کثیرا وناخذونها فجلکم هذا لہ  
 کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی فنانم کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کر دو گے۔ پس اللہ  
 تعالیٰ نے تم کو یہ جلد ہی دے دی یعنی فتح خیبر لے، یہی بات اصحابِ معاذی اسیرنے بھی بیان  
 کی ہے۔

یہ وعدہ الہی مسلمانوں کی تسلی اور ان کے عزائم کی مضبوطی کے لئے تھا اور ان میں سے کسی  
 ایک کو بھی، خیبر کے فتح ہونے اور اس کے وسیع سبزہ زاروں اور باغوں کے مال قیمت ہونے  
 میں شبہ نہیں ہوا، یہ ان کے اس ثبات و وقوف کا بدلہ ہے جو انہوں نے خوشحالی اور تگ و سستی  
 کے زمانے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑے ہو کر دکھایا، نیز اللہ تعالیٰ نے  
 انہیں اس نفسیاتی تکلیف سے تسلی دینے کے لئے فتح خیبر کا وعدہ دیا جو انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے اس شرط کے قبول کرنے کی وجہ سے پہنچی تھی جس کے بموجب انہیں حدیبیہ کے سال  
 مسجد الحرام سے روک دیا گیا تھا،

## خیبر کی جنگ سے مسلمانوں کا خوش ہونا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جب اپنے صحابہؓ میں

خیبر پر حملہ کرنے کے لئے لام ہندی کا اعلان کیا تو مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، کیونکہ وہ  
 جہاد کے جہت آرزد مند تھے اور یہ وہ واحد راستہ ہے جس پر چل کر انسان شہادت پا کر اللہ تعالیٰ  
 کے ہاں اعلیٰ درجات حاصل کر سکتا ہے۔

## تخلف اختیار کرنے والوں کو فوج میں قبول نہ کرنا

ہماری پانچویں  
 کتاب صلح حدیبیہ

میں بیان ہوا ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ جا کر عمرہ کرنے  
 کا عزم کیا تو آپ نے تمام مسلمانوں سے جوشہروں اور دیہات میں رہتے تھے مطالبہ کیا کہ وہ اس عمرہ

لہ الفتح ۲۰۔

لہ اس آیت کی تفسیر کے لئے دیکھئے، ابن کثیر، کثافات، طبری اور تفسیر شوکانی، دیکھئے معاذی الواقدی جلد ۱ ص ۶۲۱،  
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے سفر میں آپ کی مصاحبت اختیار کریں اور آپ نے منادی کو اس بات کے اعلان کرنے کا حکم بھی دیا، مگر باوجود اس بات کے، کہ اس زمانے میں مسلمانوں کی بہت کثرت تھی پھر بھی اس نذرانے نبوی پر آپ کے تھوڑے سے وفادار صحابہ نے لبیک کہا اور انہی چندہ لوگوں کے متعلق جبکہ وہ درخت تھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کا اعلان فرمایا، فرماتا ہے،

لقد رضوا للشيء عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة.

ان چندہ لوگوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ مگر منافقین مدینہ اور مکہ درایمان اعراب کی تعداد بہت تھی، انہی لوگوں کا نام اللہ تعالیٰ نے مخلعین (مختلف اختیار کرنے والے) رکھا ہے..... انہوں نے آپ کی مدد کی اور جس روز آپ نے عمرہ کی ادائیگی کے لئے اعلان کیا انہوں نے اس تاریخی سفر میں آپ کی مصاحبت اختیار نہ کرنے کا فیصلہ کیا، کیوں کہ ان کے پیارے ہمنوں میں یہ بات راسخ ہو چکی تھی کہ اس سفر میں آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو، شدید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور انہیں قریش کے ساتھ ایک جنگ بھی پیش آئے گی جو اس وقت مسلمانوں سے حالت جنگ میں تھے، جب ان منافقین کے اندر ایمان کی کوئی رمت موجود ہی نہ تھی تو مومنین صادقین کے برعکس، جنہوں نے اپنے نبی کی آواز پر لبیک کہا اور متوقع خطرات کے باوجود آپ کے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا، ان کے دلوں سے قربانی کرنے اور راہِ خدا میں خطرات پر سوار ہو جانے کا داعیہ ختم ہو گیا، ہم نے اپنی پانچویں کتاب صلح حدیبیہ میں بیان کیا ہے کہ مدینہ اور اعراب کے منافقین (اپنے آپ کو ان خطرات سے بچانے کے لئے جو عمرہ کے اس سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو پیش آنے والے تھے) مختلف جھوٹے عذر کر کے سستی کرنے لگے اور ایمانی قافلے سے پیچھے رہ گئے..... ان عذرات میں ایک یہ عذر بھی تھا کہ اہل دہلی میں ان کی مشغولیت انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ اس سفر میں آپ کے ساتھ جائیں یہ ایک باطل عذر تھا جسے قرآن نے جھوٹا کہہ کر رد کر دیا ہے۔ فرماتا ہے،

سيقول لك المخلفون من الاعراب شغلتنا امواتنا واهلونا

ناستغفر لنا يقولون بائسناهم ما ليس في قلوبهم،

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بیمار دلوں کے ظنون کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

بَلْ خَلَدْتُمْ أَن لَّن يَنْقَلِبَ الرَّسُولَ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا

وَنَبِّئَن ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَخَلَدْتُمْ خَلْنَ الْعَسْوَةِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بَوْرًا ۗ أَسَلَهُ

اس عدم نصرت اور بہاد سازمی کے باوجود، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا اور ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی بلکہ انہیں مشہور بھی نہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے اس بُرے فقرہ کا ذکر کیا ہے،

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ، عمرہ کی ادائیگی کے لئے مدینہ سے چل پڑے

اور انہیں بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے ان کی تائید کی، اور وہ

سب سے بڑی ادنیٰ سیاسی اور عقائدی کامیابی حاصل کر کے صحیح سالم واپس لوٹے جیسا کہ ہم

نے اس سلسلہ کی پانچویں کتاب صلح حدیبیہ میں اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، حدیبیہ سے

مسلمانوں کی واپسی کے بعد، اور حدیبیہ کی تاریخی صلح پر دستخط کرنے کے بعد، ان کی ہیبت اور

ان کی حکومت کی عظمت بڑھ گئی، اور انہوں نے قریش کو اپنی ہیبت کے باعث انہیں تسلیم کرنے

اور معاہدہ صلح کرنے پر مجبور کر دیا جس کے بموجب چھ سال تک جنگ موقوف ہو گئی جب رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ میں خیر پر حملہ کرنے کی تیاری کا اعلان کیا تو ان مخلصین نے مختلف

اختیار کرنے والوں نے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اگر اپنی اس شدید خواہش کا اظہار

کیا کہ وہ خیر پر حملہ کرنے والے لشکر میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور جہاد کے شرف میں مسلمانوں کے

ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں لیکن حقیقت میں اس خواہش کے اظہار سے ان کا مقصد، شرف

جہاد کو حاصل کرنا نہ تھا، جیسا کہ حضور علیہ السلام کے ان اصحاب کا تھا جنہوں نے عمرہ حدیبیہ

میں آپ کی مصاحبت اختیار کی تھی..... ان مخلصین کا مقصد، ان عظیم غنائم کے حصول

میں شریک ہونا تھا جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے خیر میں مومنین سے کیا تھا، اور ان مخلصین کو

یقین ہو گیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ اس جنگ میں لامحالہ کامیاب

ہوں گے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو، ان مخلصین کے مقاصد کے متعلق بھی آگاہ کر دیا تھا

کہ جنگ خیر میں انہوں نے شمولیت کے لئے جس رغبت کا اظہار کیا ہے اس کے مقاصد کیا

ہیں، ان کے مقاصد صرف مادی اور دنیوی تھے جو جہاد کی نیت اور راہ خدا میں شہادت حاصل

کرنے سے جہت دود تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ میں ان کی شرکت سے انکار کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی حقیقت کو واضح کیا تھا اور اپنے نبی کو حکم دیا تھا کہ وہ انہیں خیر برہمہ کرنے والے لشکر میں شمولیت کرنے سے روک دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَى مَفَاظِمٍ لِتُحَادِثُوا هَذَا وَتَأْتِبَكُمْ  
يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ قَتْلَ مَنْ قَتَبُوا كَمَا ذَلَّكَ قَالَ اللَّهُ مِنَ  
قَبْلِ أَنْ يَقُولُوا بَلْ نَحْنُ دُنَايِلُكُمْ أَلَا يَفْقَهُونَ الْآيَاتِ الْمُبِينَةَ

اس حکم الہی کو نافذ کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ خیر میں یہودیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آپ کے ساتھ اصحابِ شجرہ ہی شریک ہو سکیں گے جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے اور ان کی تعداد چودہ سو تھی، اور جو لوگ حدیبیہ سے پیچھے رہ گئے تھے جب وہ جنگِ خیر میں شرکت کی اجازت حاصل کرنے کے لئے آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں فرمایا اگر تم جہاد کی رغبت کے باعث میرے ساتھ جانا چاہتے ہو تو چلو اور اگر رغبت حاصل کرنے کی نیت ہے تو ایسا نہیں ہوگا، اور سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ آپ نے منادی کو اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جو لوگ حدیبیہ کے سال پیچھے رہ گئے تھے اور وہ خیر کی طرف توجہ کرنے میں آپ کے ساتھ جانے کی خواہش رکھتے ہیں انہیں خیر کی فنائم سے کچھ نہیں ملے گا، معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس اعلان سے یہ مقصد تھا کہ ان مظلومین کا امتحان لیا جائے اور ان میں سے جو لوگ ایمان کی بجائے، انہوں نے اس تاریخی سفر میں جو عملاً خطرات سے گھرا ہوا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ کر ثابت کر دیا کہ وہ ایمان و یقین کے اس معیار پر نہیں ہیں جو انہیں خوشحالی اور تنگدستی اور خوشدلی اور ناپسندیدگی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں گھٹنا ہونا ضروری قرار ہے، یہ بات بغیر کسی شک و شبہ کے واضح ہے کہ حدیبیہ کے سال ان کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہنے کا باعث فقط یہ خوف تھا کہ اس سفر میں مسلمانوں کو قریش کے ساتھ ایک تباہ کن جنگ پیش آئے گی اس لئے انہوں نے اپنے آپ کو اس طرف لگا لیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ نہیں ہیں مگر جب انہیں یقین ہو گیا کہ بغیر کسی تادان کے

انہیں غنیمت حاصل ہوگی تو وہ اس سفر میں ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گئے یہ صفات ان موقع پر ستوں کی ہوتی ہیں جو منافقین کے باطنی فقر سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ لوگ ان کے پیش رو تھے یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی ہچی خواہش کے بغیر ان کو خیر پر حملہ کرنے والے لشکر میں شامل ہونے سے روک دیا اور اس کی سچائی کی دلیل صرف یہ ہوگی کہ جب وہ خیر کے یہودیوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوگا تو اس کا غنیمت میں کوئی حصہ نہ ہوگا..... نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر ان مخالفین کو یہ بات پہنچا دی کہ آپ نے ان کو حدیبیہ کے سال مختلف اختیار کرنے پر ملامت کرنے کی وجہ سے خیر جانے والے لشکر میں شامل ہونے سے روکا ہے، اور اس شخص کے لئے جس کی اللہ تعالیٰ نے اصلاح کر دی ہو، یہ بات بطور آزمائش کے بھی ہے، ہمارے علم کے مطابق ان مخالفین میں سے کسی ایک آدمی نے بھی اس بات کو قبول نہ کیا کہ غنیمت میں اس کے حصے کو ساقط کر دیا جائے اور وہ مخلصانہ رنگ میں جہاد کی نیت سے جیش نہایت میں شامل ہوا ہو،..... یہی وجہ ہے کہ خیر کے معرکوں میں اصحاب شجرہ کے سوا، جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے اور جن کی تعداد چودہ سو تھی اور کوئی آدمی شامل نہیں ہوا۔

## جیش میں عورتوں کی شمولیت

ان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی بیس عورتوں کو جاننازوں کی مدد کے لئے زخمیوں کو پانی پلانے اور جنگ کے دوران کھانا وغیرہ پکانے کے لئے فوج کے ساتھ جانے کی اجازت دی ان سورتوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھر بھی حضرت صفیہ، حضرت ام سلیم، حضرت ام عطیہ انصاریہ اور حضرت ام عمارہ شامل تھیں، ان میں سے ایک عورت کی روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! کچھ عورتوں نے آپ کے ساتھ خروج کا ارادہ کیا ہے ہم مقدور مجرم مسلمانوں کی مدد کریں گی، تو آپ نے فرمایا اللہ کی برکت سے شامل ہر جاؤ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ سب عورتیں حدیبیہ میں موجود نہ تھیں لیکن انہیں مخالفین میں بھی شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس سفر میں مصاحبت رسول کا حکم ان کے لئے نہ تھا بلکہ صرف مردوں کے لئے تھا اس لئے ان کو مخالفین میں شمار کرنا ممکن ہی نہیں..... یہی وجہ ہے کہ آپ نے غزوہ خیبر میں انہیں شمولیت اختیار

کرنے سے نہیں روکا، اس جنگ میں آپ کی بیویوں میں سے آپ کے ساتھ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں،

**صحیح جمہوریت کا نمونہ** | اب مدینہ میں صرف وہی یہودی باقی رہ گئے تھے جو بنی قریظہ کے غداروں کے ساتھ شامل نہ

تھے اور نہ ہی یہ سزا یافتہ تھے کیونکہ غداروں میں ان کا کوئی ہاتھ نہ تھا..... یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جلا وطن کرنے، قتل کرنے اور نہ ہی قید کرنے کی سزا دی اور یہ لوگ مدینہ میں مسلمانوں کے تحفظ میں آزادانہ طور پر زندگی بسر کرتے رہے، مگر مسلمانوں کے اس عادلانہ سلوک کے باوجود بھی ان کی خواہشات یہودی خیبر کے ساتھ ہی تھیں بلکہ یہ لوگ مدینہ کے افواہ اعلانیہ طور پر پارٹی بننے اور تعصب اختیار کرنے سے بھی بڑھ کر، واقعہ ہی اپنی کتاب المغازی جلد ۱ ص ۶۳ پر بیان کرتا ہے کہ بنی قریظہ کی تادیب کے بعد مدینہ کے بقیہ یہودی مسلمانوں کے تحفظ میں ہے لیکن جب انہیں یہ پتہ چلا کہ مسلمان غیرت سے جنگ کرنے کے لئے تیار کر رہے ہیں تو ان پر یہ بات شاق گذری، کیونکہ انہیں یقین تھا کہ خیبر پر مسلمانوں کے تابع ہوجانے کا مقصد جزیہ میں داخل یہودیوں کے وجود کا خاتمہ ہے..... پس یہودی خیبر کے متعلق یہودی، اور خیبر پر حملہ کرنے کے عزم کی وجہ سے مسلمانوں پر نالاہنگی کے اظہار میں انہوں نے کسی چیز کو مانع نہ پایا۔

**یہود کا مسلمانوں کو تنگ کرنا** | یہود بڑے صاحب ثروت لوگ تھے اور مسلمان مالی کمزوری کی وجہ سے ان

سے قرض لیتے تھے، مسلمانوں میں سے کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جو مدینہ کے کسی یہودی کا مقرب نہ ہو، یہودیوں نے، یہود خیبر کے مفاد کے لئے اس بات سے فائدہ اٹھایا اور مسلمانوں کو جنگ سے روکنے کے لئے فوری مطالبہ شروع کر دیا کہ وہ اپنے قرضوں کی فوری ادائیگی کریں، واقعہ ہی، المغازی جلد ۱ ص ۶۳ پر بیان کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی جو آپ کے ساتھ جنگ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جب ہم نے خیبر جانے کے لئے تیار کر لی، تو مدینہ کے تمام یہودیوں نے، جس میں مسلمان سے کچھ لینا تھا اس کا مطالبہ شروع کر دیا۔ ابو ثعم (ایک یہودی تھا) نے عبداللہ بن حدر داسلی سے جو کے پانچ درم لینے تھے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے خریدے تھے، اس نے عبداللہ سے مطالبہ کیا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے کچھ مہلت دو، مجھے امید ہے کہ میں انشاء اللہ تمہارا قرض ادا کر دوں گا،

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے وعدہ کیا ہے کہ وہ خیبر میں انہیں مالِ غنیمت دے گا، عبداللہ بن ابی حدردان لوگوں میں شامل تھا جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے، اس نے ابوشم سے کہا ہم حجاز کے سبزہ زار یعنی خیبر کے طعام اور اموال کی طرف جا رہے ہیں، ابوشم نے حسدا در سرکشی اختیار کرتے ہوئے کہا تمہارے خیال میں خیبر کی جنگ اس طرح ہوگی جس طرح تم اعراب کے ساتھ کرتے ہو، وہاں پر دس ہزار جانباہریں، ابن حدرد نے کہا اے خدا کے دشمن تو تمہیں، ہمارے دشمن سے ڈلاتا ہے حالانکہ تو ہماری پناہ اور حفاظت میں ہے خدا کی قسم میں تجھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا پھر میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے سنا کہ یہ یہودی کیا کہتا ہے، اس کے بعد میں نے آپ کو وہ بات بتائی جو ابوشم نے کہی تھی، آپ بات سن کر خاموش ہو گئے اور اُسے کچھ جواب نہ دیا، مگر میں نے آپ کو لب ہلاتے دیکھا لیکن اور کوئی بات نہ سن سکا، یہودی نے آپ سے کہا اے ابوالقاسم اس شخص نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے حق کو روکا اور میرا کھانا لے لیا، آپ نے فرمایا اس کا حق اسے دے دو، عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے باہر آ کر اپنا ایک کپڑا تین دنوں میں فروخت کر دیا اور اس کا بقیہ حق بھی کسی سے رقم لے کر ادا کر دیا اور دوسرے کپڑے کو میں نے پہن لیا، میرے پاس ایک عمامہ تھا جس سے میں گری حاصل کرتا تھا، دوسرا کپڑا مجھے سلمہ بن اکرم نے دیا تو میں دو کپڑوں میں مسلمانوں کے ساتھ نکلا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالِ غنیمت دیا، مجھے غنیمت میں ایک ایسی عورت ملی جو ابوشم کی رشتہ دار تھی میں نے اُسے مال کے عوض اس کے پاس فروخت کر دیا۔

**لمحہ فکریہ** | کسی مصنف انسان کے لئے (خواہ وہ کسی بھی دین و مذہب سے تعلق رکھتا ہو) ممکن ہی نہیں کہ وہ اس واقعہ پر غور و فکر کے بغیر آگے بڑھے

جاتے تاکہ وہ عدل و حریت اور صحیح جمہوریت کی مزید روشن مثالوں کو دیکھ سکے حتیٰ کہ ان لوگوں کے ساتھ بھی جو دینِ اسلام کے پیروکار نہیں، اور یہ وہ بات ہے کہ جس کی انتہا کو دنیا کا کوئی قانون اس وقت تک نہیں پہنچا، یہ ابوشم یہودی، اسلام کے احکام کے تحت اس کی حکومت کے زیرِ سایہ رہا تھا جس نے اُسے کامل آزادی دے رکھی تھی کہ وہ دارالاسلام میں رہتے ہوئے اور اس کی حکومت کے تحت، ایسے حالات میں جو مسلمانوں کے لئے ہنگامی اور جنگی حالات تھے۔

تعصب کی حد تک خیبر کے یہودیوں کی تائید اور ہمدردی کرے حالانکہ وہ ان مسلمانوں کے ساتھ جنگ

۱۷۰۰ء تک میں قیدی بنانے کے متعلق، اسلامی نقطہ نظر کی تفصیلات ہماری کتاب غزوة بنی قریظہ ص ۲۸۳ زیر عنوان اسلام اور



کنیوالے دشمن تھے، جن کی حکومت کے زیر سایہ اور ماتحتوں میں ابوتختم رہ رہا تھا اور وہ اُسے جو ہرگز دینا چاہتے، دے سکتے تھے اور اسے کوئی بھی بچا نہ سکتا تھا، لیکن جہاں کیا؟ اس یہودی نے ان مسلمانوں کی فوج کا مذاق اڑایا جن کی حفاظت اور حکومت کے ماتحت یہ رہ رہا تھا اور خیر کے یہودیوں کی فوج کو بڑا طاقت ور قرار دیا اور مسلمانوں پر ان کے فتح پانے کی تمنا کی، اور ان کی تعداد اور تیاری سے انہیں ڈرایا یہاں تک کہ اس نے ایک مسلمان فوجی کو غصہ دلا دیا اور جب اس سپاہی نے اس کا معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا تو آپ نے اس یہودی کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی بلکہ شکایت کرنے والے سپاہی کو حکم دیا کہ اس یہودی کا قصہ ضرور ادا کر دو، کیا اس درد کے جہوریت کے دعویدار (خواہ وہ مشرقی ہوں یا مغربی) اپنے عقیدہ اور مذہب کے مخالف کے ساتھ جو ان کی حکومت کے ماتحت رہ رہا ہو اس قسم کا سلوک کر سکتے ہیں جیسا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوتختم یہودی کے ساتھ کیا، خصوصاً اس حالت میں جب اس مخالف نے ابوتختم کی طرح کا جرم بھی کیا ہو،

یہ خیال بھی نہیں کر سکتا (خصوصاً اشتراکی بلاک کے جہوریت کے دعوے داروں) کہ وہ اپنے مخالف کے ساتھ اس قسم کا شریفانہ سلوک کر سکیں گے جیسا سلوک اسلام کے حکیمانہ نظام نے اس یہودی سے کیا ہے،

## میرے یہودی اور مسلمانوں کی جاسوسی

میرٹھ کے یہودیوں نے صرف یہودی خیر

کے لئے ہمدردی اور تعصب کا اظہار ہی نہیں کیا، بلکہ انہوں نے خیر کے یہودیوں کے لئے جاسوسی کی بھی جوڑت کی، انہوں نے اشبح قبیلے کے ایک بدد کو کوڑنے پر حاصل کر کے خیر کے یہودیوں کی طرف، اسلامی لشکر کی ضروری معلومات دے کر بھجوا دیا اور ان سے مسلمانوں کے سامنے ڈٹ جانے کا مطالبہ کیا، یہ جاسوس، اسلامی فوج کی گشتی پارٹی کے ہتھے چڑھ گیا جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔ انشاء اللہ،

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (جیسا کہ اکثر درد کی جگہوں میں آپ کا دستور تھا) جنگ خیر میں توڑیے سے کام نہیں لیا بلکہ

جنگ خیر میرے  
پوشیدگی سے کام لینا

اعلانیہ عام تیاری کی اور لوگوں کو بتایا کہ آپؐ خیر سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور شاید رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تادیبی حملوں کے بعد، جو آپؐ نے پڑوسی بٹ پرست اعراب پر کر کے ان کی شوکت کا کاشا نکال دیا، ان کی وجہ سے مسلمان مدینہ میں کسی حملہ سے بے خوف ہو کر زندگی بسر کر رہے تھے..... اور اب مسلمان جو خیر پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوئے تو یہ کوئی ملازمت تھا جسے چھپایا جاتا، کیونکہ خیر کے یہودی (جب انہوں نے احزاب سے ساز باز کر کے ہجرت کے چوتھے سال مدینہ پر ناکام ظالمانہ حملہ کیا تھا) توقع رکھتے تھے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو خیر میں ان کے گھروں میں منتقل کر دیں گے اس لئے وہ مسلح دستے کھڑے کر کے اور قلعوں کو مضبوط کر کے اور انہیں متوقع حملے کے پیش نظر، بھڑو، جنگ کی تیاری کر رہے تھے، نیز صلح حدیبیہ سے مسلمانوں نے قریش کی جانب سے سکون پایا تھا، اور یہ امر مستبعد نہیں کہ یہودیوں نے جیش نبوی کی نقل و حرکت کو دیکھنے کے لئے ان راستوں پر جو مدینہ کی طرف سے خیر کو جاتے ہیں جا سوس بھیجے ہوں اور بالفصل یہ بات ہوتی بھی اس کی تفصیل آئندہ آئے گی انشاء اللہ،

خیر کے یہودیوں کو اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ وہ جا سوسوں کو

## یہود کا فقہہ کامل۔ منافقین

مدینہ بھیجیں کہ وہ وہاں کے حقیقی متوقف کی خیران تک پہنچائیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کب اور کیسے اپنی فوج کے ساتھ مارچ کرنے کا عزم رکھتے ہیں، پس باطنی منافقین جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تھے اور مسلمانوں کے درمیان رہتے تھے، وہ مدینہ میں مسلمانوں کی صفوں میں رہتے ہوئے خیر کے یہودیوں کے لئے فقہہ کامل کے طور پر کام کرتے تھے، یہ منافقین (آفتابِ اسلام کے طلوع سے لے کر اس کی شعاعیں مدینہ پہنچنے تک) مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ مل کر، اسلام اور مسلمان دشمنی میں ایک قومی محاذ بنے ہوئے تھے یہودی، مسلمانوں کے ساتھ کھلی کھلی دشمنی رکھتے تھے اور منافقین ان یہودیوں کے پیچھے ایک خفیہ مددگار طاقت تھے..... جو انہیں مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے براہِ گنجتہ کرتے اور ان کے بازو مضبوط کرتے بلکہ اگر ممکن ہوتا تو کھلم کھلا ان کی ادنیٰ اور مالی امداد کے لئے دستِ تعادل بھی دراز کرتے اور اگر کھلم کھلا مدد کرنا ممکن نہ ہوتا تو خفیہ طور پر مدد دیتے، منافقین کے اس فقہہ کامل نے جب تک ان کا وجود مدینہ میں رہا

یہودیوں کے ساتھ موافقت کر کے، مسلمانوں کے لئے بہت سی پریشانیاں اور الجھنیں پیدا کر دیں، تاریخ بتاتی ہے کہ جب بھی مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان کوئی اختلاف رونما ہوا، کس طرح ان منافقوں نے یہودی کی تائید اور ہمدردی کی، اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ منافقین کس طرح بنو قینقاع کے یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف تہمید و سرکشی اختیار کرنے اور حملہ کرنے کے لئے اکساتے تھے، اور کس طرح انہوں نے بنی نضیر کے یہودیوں کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع و جلا وطنی کے متعلق یہ ترغیب دی کہ وہ اس کو قبول نہ کریں اور جب یہودیوں نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تادیب کے لئے ان کا محاصرہ کر لیا اور تقریباً نصف ماہ کے مسلسل محاصرہ کے بعد، ان یہودیوں نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سنانے سے ہتھیار ڈال دیئے..... اور ان منافقین کے نفعہ کامل کی شدید گھبراہٹ اس موقع پر مدعی بنو قینقاع کے یہودیوں کے یہودیوں کے انجام پر، جن کا مستمر اور عہد شکن غداروں کی طرح موت انتظار کر رہی تھی جو بالجبر اطاعت پر مجبور ہوئے تھے، ان کی گھبراہٹ اور خوف پوشیدہ نہ رہ سکا، بنو قینقاع کے انجام پر سب سے زیادہ گھبراہٹ اور خوف ان منافقین کے سردار، عبداللہ بن ابی بن سلول کو ہوا، جسے خوف نے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یہ التماس کرے کہ آپ ان یہودیوں کے خون کی حفاظت کریں، یہ منافق، خرمیج کے سرداروں میں سے تھا اور ان یہودیوں کا حلیف تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کی درخواست پر ان یہودیوں کے خون معاف کر دیئے، اس نے اپنی درخواست میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور تنگ کرنے کی حد تک سفارشات پر زور لگایا، جب اس نے دیکھا کہ آپ اس کی درخواست کو قبول نہیں کر رہے تو اس نے آپ کی زبرد کو پکڑ کر کہا خدا کی قسم جب تک آپ میرے حلیفوں سے خنک سلوک نہیں کریں گے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، اس پر آپ نے اسے فرمایا جو تو کہتا ہے اس کے مطابق ان سے سلوک کیا جائے گا،

بنو نضیر اور نفعہ کامل

اور شاید منافقین کے نفعہ کامل اور ان کے دوست یہودیوں کے درمیان، قربت اور ہمدردی

کا سب سے نمایاں کردار وہ ہے جو ان منافقین نے بنی نضیر کے یہودیوں کے فتنہ کے واقعات میں دکھایا، جو عبداللہ بن ابی اور اس کی جاسوس باطنی پادری کے دوست خیال کئے جاتے تھے جب

ساکش قتل کے انکشاف کے بعد، جوان یہودیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے کی تھی، آپ نے مدینہ میں یہودیوں کا محاصرہ کیا، تو قریب تھا کہ یہ یہودی اس انتباہ جلا وطنی کو قبول کر لیتے جو آپ نے انہیں کہا تھا، مگر ففٹھ کالم کے لیڈر عبداللہ بن ابی بن سلول نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ مسلمانوں کے سامنے ڈٹے رہو اور ان کا انتباہ کو قبول نہ کرو نیز اس نے ان سے یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ اداس کی باطنی پارٹی اور ان کے بست پرست حلیف، مسلمانوں کی مخالفت میں، ان کے ساتھ ہوں گے جب بنو نضیر کے یہودیوں کی مقاومت جواب دے گئی اور انہوں نے مسلمانوں کی عائد کردہ شرط جلا وطنی کو قبول کر لیا اور یہ یہود، خیبر میں اگر اپنے بھائیوں کیساتھ رہنے لگے تو بھی مدینہ کے منافق دوستوں کے ساتھ ان کے مضبوط تعلقات قائم رہے اور یہ منافقین، مسلمانوں کی صفوں کے اندر، خیبر کے یہودیوں کے لئے ففٹھ کالم کی کارروائیاں کرنے لگے اور مسلمانوں کی جاسوسی کرنے لگے اور مسلمانوں کے ان رازوں کو خیبر میں منتقل کرنے لگے جن کو جاننے کے لئے یہود بے چین تھے،

اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

## منافقے سرگردار نے مسلمانوں سے کہے جنگ کے متعلق یہود کو خبر دے دی

نے خیبر پر حملہ کرنے کا عزم کیا تو عبداللہ بن ابی نے بسرعت تمام خیبر کے یہودیوں کو اس کے متعلق اطلاع دے دی اور ان سے کہا کہ وہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں اور حفاظتی تدابیر اختیار کر لیں، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کی فوج کی کمزوری اور یہودی افواج کی قوت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے لگے، یہ بات اس ارجنٹ خط میں پائی جاتی ہے، جسے عبداللہ بن ابی نے اپنے ایک مددگار کو دے کر خیبر میں بھیجا، اس خط کا مضمون یہ تھا۔

” محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری طرف آنے والے ہیں اپنے بچاؤ کی تدابیر کر لو اور اپنے اموال کو، اپنے قلعوں میں داخل کر لو، اور آپ سے جنگ کے لئے میدان میں آ جاؤ اور ان سے بالکل خوفزدہ نہ ہو، تمہاری تعداد بہت ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قوم بہت مختصر ہی ہے اور بے ہتھیار ہے ان کے پاس صرف تھوٹے سے ہتھیار ہیں“

## مقابلہ کیلئے یہودی تیاری

خیبر کے یہودی، جب سے غزوہ اتراب میں ناکام ہوئے تھے کیونکہ یہ غزوہ ہجرت

کے چوتھے سال یہود کے اشارے اور تدبیر سے ہی ہوا تھا۔ انہیں توحیح تھی کہ مسلمان ایک ہمہ گیر حفاظتی جنگ کے ذریعہ ان کی گوشالی کے لئے مزدور کھڑے ہوں گے اس لئے وہ عموماً مقابلہ کے لئے تیاری کرتے رہتے تھے مگر انہیں قطعی طور پر یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جنگ کے لئے کب مارچ کریں گے، ہاں انہیں اپنے منافق کارندوں کے ذریعہ مسلمانوں کی طاقت کے متعلق دقیق تفصیل معلوم ہو چکی تھی اور انہوں نے وسیع پیمانے پر مقابلہ کے لئے تیاری شروع کر دی تھی، انہوں نے اپنی تمام فوجی طاقتوں کو جمع کر لیا اور جنگ کے مقابلہ کے لئے مزدوری اقدامات بھی کر لئے، یہودی خیبر کی مسلسل جنگی تیاریوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ باوجود مسلمانوں پر ہر طرح کی مادی برتری کے ان کا اساسی منصوبہ صرف دفاعی تھا، مزید یہ کہ ان کے مضبوط دستمخ تلووں نے انہیں مزید قوت و طاقت بخش دی تھی، انہوں نے تمام اگلے تلووں کو عورتوں اور بچوں سے خالی کر دیا، انہیں پچھلے تلووں میں سمجھو دیا، محاذ آرائی کے منصوبے کے فیصلے کے بموجب جب مسلمان تلووں کی فرنٹ لائن کو تباہ کر دیں تو پچھلے قلعے دوسری دفاعی لائن ہوں، انہوں نے ان تلووں میں مسلح دستوں کے سوا، کسی کو رہنے کی اجازت نہ دی، تلووں کے میدان اور برج مسلح جوانوں سے بھرے ہوئے تھے اس طرح انہوں نے دوسری دفاعی لائن میں غذائی مواد کا بڑا ذخیرہ منتقل کر دیا تاکہ متوقع محاصرے کے وقت ان کے کام آئے۔

منصوبہ بندی میں

قائدین یہود کا اختلاف

یہودی قائدین نے جب محسوس کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ ان کی طرف چل پڑے

ہیں تو انہوں نے ایک فوجی میٹنگ بلائی جس میں سلامی فوج کے مقابلہ کے لئے بہترین منصوبوں پر تبادلہ خیال کیا، اس بحث کے دوران، یہود کے لیڈر میں گروپوں میں تقسیم ہو گئے، ایک گروپ کی رائے یہ تھی کہ یہودی تلعبند ہو کر، فنیلوں کے پیچھے سے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں اور اس کی دلیل وہ یہ دیتے تھے کہ اس سے مسلمان بالآخر تنگ آکر،

محاصرہ چھوڑ دیں گے اور قلعوں کی مضبوطی اور ان میں جانباڑوں کی موجودگی کی وجہ سے ان میں داخل نہ ہو سکیں گے، دوسرے گروپ کی رائے یہ تھی کہ خیبر کے یہودی قلعوں کے باہر، میدان میں مسلمانوں کا مقابلہ کریں اور قلعہ بند ہونے کی بجائے، مسلمانوں سے فیصلہ کن جنگ کریں، دوسرے گروپ کا لیڈر حارث تھا جس کا لقب ابو زینب تھا اور وہ مشہور شاہسوار و حرب کا بھائی تھا اور یہ دونوں قبیلہ حمیر سے تعلق رکھتے تھے، ابو زینب نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں قلعہ بند ہوئے، وہ ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکے اور انہیں ان کا حکم ماننا پڑا، جن میں سے کچھ قید ہوئے اور کچھ باندھ کر قتل کر دیئے گئے پھر ابو زینب نے اپنے لیڈر ساتھیوں کو اپنے جرأت مندانہ نظریہ کو قبول کرنے پر رضامند کرنے کے لئے قلعوں سے باہر مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کے فوائد کو مفصل طور پر بیان کیا مگر لیڈروں نے اس کی تجویز کو رد کر دیا اور اس کا کوئی جواب نہ دیا اور قلعہ بند ہو کر فیصلوں کے پیچھے سے مسلمانوں کے مقابلہ کی تجویز کی تائید کی اور کہنے لگے اے ابو زینب! ہمارے قلعے ان قلعوں کی طرح نہیں ہیں، یہ قلعے مضبوط اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہیں پھر انہوں نے ابو زینب کی مخالفت کی۔

تیسرے گروپ کی تجویز حارث ابو زینب سے بھی بڑھ کر جرأت مندانہ تھی، اس کی تجویز یہ تھی کہ خیبر کے قلعوں سے باہر مسلمانوں سے ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ یرسہ میں جا کر ان سے جنگ کی جائے اور خیبر کی طرف مایح کرنے سے قبل ہی ان کو وہیں پر بارا جائے، اس گروپ کا لیڈر سلام بن مشکم نصری تھا جو خیبر میں موجود یہودی فوجوں کا سالار و عام تھا اور جسے اس دور میں یہود کا جنگ باز کہا جاتا تھا،

مورخین نے بیان کیا ہے کہ سلام بن مشکم نے اپنی ایک میٹنگ میں (جی بی بن اخطب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس کی وجہ سے یرسہ کے یہودیوں اور خصوصاً بنی قریظہ پر مصیبت نازل ہوئی) کہا یہ سب کارروائی جی بی بن اخطب کی ہے جس نے ہمیں سب سے پہلے منحوس بنایا اور ہماری رائے کی مخالفت کر کے ہمیں اپنے اموال اور ہمارے شرف سے محروم کیا اور ہمارے

لے ابو زینب، ناظم کے دوازہ کے پاس مبارزت میں قتل ہوا، یہود کے عظیم لیڈروں میں سے یہ پہلا مقتول تھا جسے حضرت علی بن ابوطالب نے قتل کیا تھا اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ اسے حضرت ابو بکر نے قتل کیا تھا۔

بھائیوں کا قتل کیا (یعنی بنی قریظہ کو، جنہیں جیسی بن اخطب نے دھوکہ دیا اور انہوں نے مسلمانوں سے عہد شکنی کی) اور قتل سے بھی سخت تر یہ بات ہے کہ اس نے ہمارے بچوں کو قید کر لیا، حجاز میں یہودی کبھی بھی کھڑے نہ ہو سکیں گے اور نہ ہی یہود کا کوئی ارادہ اور بڑے ہوگی، انہوں نے کہا اسے ابو عمرو تیری کیا رائے ہے؟ (ابو عمر اس کی کنیت تھی) اس نے جواب دیا تمہیں میری رائے سے کیا، تم تو اس کے ایک حرف پر عمل نہیں کرتے؟

پیشہ جنگ کا نظریہ

کنانہ نے کہا (میرے خیال میں یہ ابن ابی الحقیق ہے) یہ ناراضگی کا دقت نہیں، بات جہاں

سبک پہنچ چکی ہے آپ اُسے دیکھ رہے ہیں اس نے جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شرب کے یہودیوں سے فارغ ہو چکے ہیں اور اب وہ تمہاری جانب آرہے ہیں اور تمہارے صحن میں اُتر کر تم سے وہی کچھ کرنے والے ہیں جو کچھ انہوں نے بنی قریظہ سے کیا ہے، انہوں نے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے، اس نے جواب دیا، ہم خیبر کے یہودیوں کے ساتھ اسٹس کی طرف چلیں گے ان کی تعداد کافی ہے اور ہم تیمار اور فدک اور دادی القری کے یہودیوں کو بھی ساتھ لے لیں گے اور ہم کسی عرب سے مدد نہیں لیں گے، تمہیں معلوم ہی ہے کہ غزوہ خندق میں، عربوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا حالانکہ تم نے انہیں خیبر کی کھجوروں کے دینے کی شرط کی تھی، انہوں نے عہد شکنی کر کے تمہیں چھوڑ دیا اور واپسی پر انہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ادس اور خروج کی کچھ کھجوریں طلب کیں حالانکہ نعیم بن مسعود وہ شخص ہے جس نے ان کے ساتھ مل کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق جیلہ کیا تھا، پھر سلام بن مشکم نے، خیبر کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلج کرنے سے قبل، ان کے ساتھ مدینہ میں جا کر جنگ کرنے کی دعوت کو دہراتے ہوئے کہا کہ مہزہم اس کے (دعوت) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) صحن میں جا اتریں گے اور پرانے اور نئے کنبے کے ساتھ جنگ کریں گے، یہود کے قادیان کی اکثریت سلام بن مشکم کی رائے کی طرف یہ کہتے ہوئے مائل ہو گئی کہ اصل رائے تو یہی ہے، لیکن یہودیوں کے بادشاہ (کنانہ بن ابی الحقیق) نے سلام بن مشکم کے نظریہ کی مخالفت کی اور کہا میں نے عربوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف بڑے سخت پایا ہے اور ہمارے قلعے بھی شرب کے قلعوں کی طرح نہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ محمد

(صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری طرف بھی مارا کر کے نہیں آئیں گے، ابوالحق کے معارضہ پر سلام بن شکم نے ناراض ہو کر، اور کنانہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، یہ شخص اس وقت ہمک نہیں لڑے گا جب ہم اس کی گردن سے نہ پکڑا جاوے گا اور ایسے ہی ہوا، (کنانہ اور تمام یہودی لیڈر جنگِ خیبر میں قتل ہوئے)۔

خیبر کا نجدی اعراب مد طلب کرنا

خیبر کے یہودیوں کو، اپنے منافق اہل بیت اور یہودی مدینہ سے جو

معلومات حاصل ہوئیں ان سے پتہ چلتا تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، اس پر خیبر کے یہودیوں نے اپنے قدیم دوستوں اور پڑوسی اعراب نجد سے مد طلب کرنے میں جلدی کی اور بُت پرست قبائل میں، اپنے لیڈروں کا وفد دورہ کرنے کے لئے بھیجا تاکہ جیشِ نبوی کے مقابلہ میں ان سے مد طلب کی جائے کیونکہ دونوں فریق، اُسے اپنا مشترکہ دشمن سمجھتے تھے، یہ وفد چودہ آدمیوں پر مشتمل تھا جس کے لیڈر کنانہ بن ابی العتیق، خیبر کا نیا بادشاہ اور حوذہ بن قیس الواصلی تھے، حوذہ یہود کے سرکردہ لیڈروں میں تھا، اس وفد نے غطفان کے بُت پرست قبائل کا دورہ کیا اور ان سے مد طلب کی، غطفان نے مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے اس وفد کو بہت بُری فوج سے مدد دی، جو خیبر کے یہودیوں سے رابطہ رکھتی تھی،

یہودیوں کے ساتھ

ان بُت پرست قبائل نے، یہود کے مطالبہ کے قبول کرنے میں ذرا بھی تردد سے کام نہ لیا خصوصاً غطفان

اعراب کا، خیبر میں پڑاؤ دانا

اور بنی اسد نے، انہوں نے عینیہ بن حصن الغزالی کی قیادت میں، اپنے آدمیوں کے کئی دستے، یہود کی مدد کے لئے غطفان کے قبائل میں بھیجے اور طلحہ بن خلیلہ کو بنی اسد میں بھیجا، اس طرح انہوں نے یہود کی مدد کے لئے چار ہزار جانبازدوں کو تیار کر کے بھیجنے کا وعدہ بھی کیا، ان دستوں کے آدمیوں نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ ان کے قلعوں میں رابطہ کیا، تاکہ جب مسلمان ان پر حملہ کریں وہ ان قلعوں کے دفاع کی ذمہ داری میں ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



کی جنہوں نے شروع شروع میں یہود کے ساتھ ان کے قلعوں میں رابطہ کیا، لیکن اس بات کا قوی احتمال ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار جانبا زوں سے کم نہ تھی، اس طرح ان کی فوجوں کی تعداد، جو مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے قلعہ بند تھیں گیارہ ہزار سے کم نہیں ہو سکتی اور مسلمان جانبا زوں کی تعداد صرف چودہ سو تھی، مسلمانوں کے لئے ان فوجوں کا مقابلہ کرنا میدان میں پڑے ہوئے، اس قلعہ بند خونخاک کثیر تعداد پر جو مضبوط فصیلوں کے پیچھے تھی غالب آجانا صحیح معنوں میں ایک معجزہ تھا،

بنو مرہ کا  
یہودیوں کی امداد سے انکار کرنا

عطفان اور بنی اسد کے قبائل نے، خیبر کے یہودیوں کی پکارت کے جواب میں اپنے دو بڑے سرداروں

عینیب بن حصن الغزالی اور طلحہ بن عقیل کی قیادت میں اپنی فوجوں کو، ان کی مدد کے لئے بھیجا، مگر بنو مرہ نجدی نے، یہود کی بات کو ملتے سے انکار کر لیا اور ان کی طرف ایک آدھی کو بھی نہ بھیجا،..... انہوں نے یہ اقدام اپنے سردار، حارث بن عوف مری کے مشورہ کے مطابق کیا، اس نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ خیبر میں یہود کی مدد کر کے الجھن میں نہ پڑیں، جیسا کہ وہ احزاب کے اس ناکام حملے میں الجھن میں پڑ گئے تھے جو انہوں نے یہود اور بت پرستوں کے معاہدہ کے مطابق مسلمانوں پر کیا تھا، بنو مرہ کے اس سردار نے اپنی دانشمندی سے (احبار یہود کی معلومات کی روشنی میں) یہ بات معلوم کر لی کہ یہود پر جب بھی مسلمان حملہ کرتے ہیں۔ یہود کو اس جنگ میں ناکامی ہوتی ہے اس لئے کہ اس نے سمجھا کہ بنی مرہ کی گردنوں کو موت کے لئے پیش کرنا ایک عبث فعل ہے جس کا انجام یہود کی شکست اور مسلمانوں کی فتح ہے، اسی بات کی وجہ سے اس نے بنی مرہ کو، یہود کی مدد کرنے سے روک لیا۔

بنی مرہ کے سردار نے، اپنی قوم کو صرف اسی بات پر رضامند کرنے پر اکتفا نہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے

حارث بن عوف کا  
عینیب بن حصن کو مشورہ دینا

کے خلاف، یہود کی مدد کر کے الجھن میں نہ پڑے بلکہ خزارہ کے سردار، عینیب بن حصن کے

پس جا کر اُسے مشورہ دیا کہ وہ بھی یہود کی پکار کا جواب نہ دے اور اُسے صراحت کے ساتھ کہا کہ اگر اس نے یہ کام کیا تو وہ ایک عبث کام کرے گا اور غلطی کا مترتب ہوگا، حارث نے عینہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا،

اُسے عینہ تو ایک عبث کام کر رہا ہے، خدا کی قسم، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ بھی ہے اس پر حضور غالب اگر رہیں گے..... یہ بات خود یہود، یہیں بتاتے ہیں، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ابورافع سلام بن ابی العقیق کو کہتے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پر اس لئے حسد کرتے ہیں کہ وہ بنی ہارون سے نکل گئی ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی کسرل ہیں..... اور یہودی میری پتا نہیں مانتے..... ہماری ان سے درد چٹکیں ہوں گی..... ایک شہرب میں (اور وہ ہو چکی ہے) اور ایک خمیر میں..... میں نے کہا اے سلام، کیا وہ زمین پر غالب آجائے گا؟ اس نے جواب دیا ہاں قسم تو رات کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی لیکن میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ اس کے بارے میں یہود کو میرے اس قول کا پتہ چلے۔“

جب یہود، مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے تیار کر رہے تھے اور اپنی مدد کے لئے اپنے نجدی بٹ پر دست حلیفوں سے اہل

جدیشے نبوئے کا  
خمیر کی طرف مارچ کرنا،

قائم کر رہے تھے، اس وقت مسلمان بھی اس فیصلہ کن معرکے کے لئے اپنے آپ کو اور اپنی فوج کو تیار کر رہے تھے جس کا فیصلہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، تاکہ تمام جزیرہ عرب میں ان کے ذہل و جود کا خاتمہ کر دیا جائے، جب آپ نے مدینہ میں اپنی فوج کی تیاری مکمل کر لی تو آپ فوج کے ساتھ خمیر کی طرف چل پڑے، یہ اہل ماہِ محرم ۶۱۰ھ کا واقعہ ہے،

مَدِينَه مُنْقَرِه مَدِينَه  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب،  
 قبل اس کے کہ آنحضرت  
 صلے اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے  
 ساتھ مدینہ سے چلیں (جیسا کہ

اس قسم کے حالات میں آپ کا دستہ تھا) آپ نے ایک نبوی سرکلر جاری کیا جس کے  
 بموجب آپ نے سباع بن عرفطہ الغفاری کو امیر مقرر فرمایا، کہ وہ آپ کی نیابت میں  
 خیبر سے واپسی تک انتظامی امور کو چلائیں گے،

مُسْلِمَانوں کی فوجی طاقت  
 جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مسلمانوں  
 کی فوج کی تعداد، ان چودہ سو جانا ہوں

پر مشتمل تھی جو حدیبیہ میں حاضر تھے اس فوج میں دو سو سوار بھی شامل تھے جو مسلمانوں کی  
 آج تک کی جنگی تاریخ کا سب سے بڑی تعداد تھی، باقی ہے دوسرے وسائل نقل و حمل یعنی  
 اونٹ وغیرہ، قریمے علم کے مطابق کسی مؤرخ نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ جنگجو لشکر  
 میں ان کی کتنی تعداد تھی،

ایشلی جنس کے دستے  
 یمن سے مارچ کرنے سے قبل، رسول کریم صلے  
 اللہ علیہ وسلم نے ایشلی جنس کا ایک دستہ

بنایا جس کے تمام جوان سوار تھے اور ان کی قیادت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حفاظتی  
 دستے کے ایک سالار عباد بن بشر انصاری کے سپرد تھی اس دستے کا کام یہ تھا کہ جہنمی نبوی  
 کے اگے آگے راستوں کی دیکھ بھال کرے اور حملہ آور فوج کو بتائے کہ اس کا راستہ، دشمن  
 کی لہجوں گا ہوں اور جا سوں سے خالی ہے اور ان کے حالات کو بھی معلوم کرتا جائے،

جیش کے رہبر،  
 رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابِ غیر  
 پہنچانے والے ان راستوں سے آشنا تھے

اور نہ ہی ان علاقوں کے حالات سے واقف تھے جن سے جیش نبوی نے گذرنا تھا پس آپ  
 نے اس علاقے اور اس کے راستوں کے دو ماہ رہبروں سے مدد حاصل کی تاکہ خیبر پہنچنے  
 تک وہ جیش کی رہبری کریں، یہ دو رہبر حسیل بنی خارجه اور عبداللہ بن نعیم تھے اور دونوں  
 نجد کے اشجق قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جس کے آدمی جاہلیت کے زمانہ میں بھی ہمیشہ خیبر

کے علاقے میں آتے جاتے رہتے تھے،

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، خیبر، مدینہ سے  
شمال مشرق میں واقع ہے، جس راستے  
سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر

## خیبر جانے کے لئے جیش کا راستہ

تشریف لے گئے، مؤرخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے آپ اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ سے  
نکلے تو ثنیۃ الوداع میں چلے پھر آپ زغابہ کے راستے چل پڑے، پھر نعمی پھر مستان  
اور پھر عصر کے راستے پر چلے یہاں تک کہ الصہباء پہنچ گئے، واقعہ یہ کہ بیان ہے کہ آپ نے  
عصر کی نماز الصہباء میں پڑھی، پھر آپ نے کھانا لانے کو کہا تو صرف ستوا اور کھجور لائی  
گئیں آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے بھی انہیں کھایا، پھر آپ نے بغیر وضو کئے لوگوں  
کو مغرب کی نماز پڑھائی اور پھر عشاء کی نماز پڑھائی، الصہباء میں آپ نے فیصلہ کیا کہ ہمارا  
خیبر پر حملہ اس کی شمالی جانب سے ہوتا کہ آپ یہود کے درمیان، شام کی طرف بھاگنے میں  
حائل ہو جائیں آپ نے رہبروں کو بتلایا تو حسیل بن خازم، شعیب اور عبداللہ بن نعیم انہی  
آپ کے پاس آئے آپ نے دونوں کو بتایا کہ ہماری اکیم یہ ہے کہ ہم خیبر پر شمال کی طرف سے  
حملہ کریں آپ نے فرمایا، ہمارے آگے آگے چلو، یہاں تک کہ ہم دادیوں کے سامنے پہنچ جائیں  
اور ہم خیبر اور شام کے درمیان ادران کے غطفانی حلیفوں کے درمیان حائل ہو جائیں، حسیل  
نے کہا، میں آپ کو لے چلوں گا، رہبر حسیل، آپ کو ایک ایسی جگہ لے گیا جہاں سے متعدد  
راستے نکلتے تھے جو سب کے سب خیبر لے جاتے تھے اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ کام راستے  
خیبر لے جاتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسیل سے کہا کہ ان راستوں کے نام بتاؤ اس  
نے ان سب کے نام بتائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راستے پر چلنا پسند کیا  
جس کا نام ”مرحب“ تھا آپ اس پر چلتے چلتے خیبر کی شمالی جانب پہنچ گئے، آپ حیاض  
اور سریر وادی میں چلے اور دادیوں کے سامنے پہنچ کر آپ خیبر کے قلعہ مدخرہ تک پہنچ  
گئے پھر آپ اُٹھ کر ”الشن“ اور ”المنظاة“ کے درمیان چل پڑے۔

## ایک جاسوس کی گرفتاری

عباد بن بشر اس کی گشتی ایشی جنس پارٹی نے جو حیش نبوی کے آگے آگے

حالات معلوم کرتی جا رہی تھی، اس شخص کے ایک آدمی کو یہودیوں کا جاسوس سمجھ کر پکڑ لیا، شروع شروع میں تو اس نے جاسوس ہونے سے انکار کیا مگر جب گشتی پارٹی کے سالار نے اس سے سختی کے ساتھ تحقیق کی تو اس نے اعتراف کیا کہ میں یہود کا جاسوس ہوں، عباد بن بشر نے اس سے دریافت کیا، تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میرے اڈنٹ گم ہو گئے ہیں میں انہیں تلاش کرتا ہوں، عباد نے پوچھا کیا تمہیں خیبر کے متعلق کچھ معلوم ہے، اس نے جواب دیا میں وہاں نیاتیا آیا ہوں آپ مجھ سے کس کے متعلق پوچھتے ہیں، عباد نے کہا، یہودیوں کے متعلق، اس نے جواب دیا بہت اچھا، کناز بن ابی الحقیق اور حوزہ بن قیس اپنے غطفانی حلیوں کے پاس گئے تھے اور انہوں نے انہیں جنگ کے لئے تیار کر لیا ہے، اور ایک سہل کی خیبر کی کھجوریں دینے کا وعدہ کیا ہے اور وہ گھوڑوں اور اسلحہ کی مدد لے کر آئے ہیں ان کی قیادت عتبہ بن بدر کر رہا ہے اور وہ ان کے ساتھ ان کے قلعوں میں داخل ہو گئے ہیں، جہاں پر کس ہزار جانا زمرہ ہیں اور اہل قلعہ کی طرف کوئی شخص منہ نہیں کر سکتا، وہاں پر بہت فلتہ اور اسلحہ موجود ہے اگر کئی سال تک ان کا محاصرہ ہو تو وہ فلتہ ان کو کفایت کو سے گا اور ہمیشہ سہنے واد پانی بھی ہے جسے وہ اپنے قلعوں میں پیتے ہیں، میں کسی قوم میں ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں پاتا، اس مقام پر ایشی جنس کی گشتی پارٹی کے لیڈر کو پتہ چل گیا کہ یہ بدو، یہود کا جاسوس ہے اور ان سے اجرت لیتا ہے، اس نے اُسے چند کوڑے مارنے کے بعد کہا، تو یہودیوں کا جاسوس ہے پھر اس پر سختی کرتے ہوئے کہا مجھے سچ بتا دو، وہ نہ میں نہیں قتل کر دوں گا، اٹھانے کہا اگر میں آپ کو سچ بتا دوں تو آپ مجھے امان دیں گے، عباد نے کہا، ہاں! بدو کہنے لگا جو کچھ تم لوگوں نے یثرب کے یہودیوں سے کیا ہے اس کی وجہ سے خیبر کے یہودی مرعوب اور خوف زدہ ہیں ایشرب کے

۱۔ کناز بن ابی الحقیق، خیبر کے یہودیوں کا ایک بادشاہ تھا اور ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف، قریش اور عرب سے اعزاز کا نشہ تیار کیا تھا۔

۲۔ حوزہ بن قیس، قبیلہ داکل میں سے تھا یہ عرب تھا جس نے یہودیت اختیار کر لیا تھا اور یہ

خیبر کے اس دور میں بھی شامل تھا جس نے ہجرت کے چوتھے سال مسلمانوں کے خلاف اعزاز کا کھرتیار کرنے میں حصہ لیا تھا۔ محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہودیوں نے میرے ایک علم نداد کو جو دین سے میں رہتا ہے، کتاب دین ابی الحقیق کی طرف بھیجا ہے وہ بیچنے کا سامان لے کر آیا ہے وہ ابی الحقیق کو تہلہ کی قلت اور تمہارے گھوڑوں اور اسلحہ کی قلت کے متعلق اطلاع دے گا، بشر کے یہودیوں نے اُسے کہا ہے کہ انہیں خوب مزہ لگاؤ پھر یہ تہلہ کی طرف منہ نہیں کریں گے، انہیں ابھی تک اچھی طرح جنگ کرنے والے لوگوں سے پالا نہیں پڑا، قریش اور عرب، اس بات سے خوش ہیں کہ تم ان کی طرف حملہ کے لئے جا رہے ہو، کیونکہ ابھی تک تمہیں ان کے فتنے، قلعوں کی مضبوطی جو انہوں نے اختیار کر لی فذائی مواد کی کثرت کے متعلق پتہ ہی نہیں چل سکا، قریش اور دوسرے لوگ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دلچسپی رکھتے ہیں وہ سلسلہ باتیں کر رہے ہیں قریش کہتے ہیں کہ فیہ غالب آئے گا اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالب آئیں گے، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالب آئے تو اس سے عمر پھر کی رسوائی ہوگی..... بدو نے عباد بن بشر سے کہا، میں نے ان سب باتوں کو سنا ہے اب مجھے کتاب دین ابی الحقیق نے کہا ہے کہ تم رستے کی چوڑائی میں چلے جاؤ، مسلمان تمہارے ناراضگی نہیں لیں اور وہاں سے ان کی حقیقت معلوم کرو کہ وہ کہتے ہیں اور کیسے ہیں اور ایک سال کی طرح ان کے قریب ہو جاؤ، پھر انہیں ہماری کثرت تعداد اور قوت کے متعلق بتاؤ، وہ تمہارے سوال کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے اور ان کے حالات معلوم کر کے جلد ہمارے پاس آ جاؤ، جب گشتی پارٹی کے لیڈر نے جاسوس سے تحقیق مکمل کر لی تو اُسے حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت بلانے گیا اور آپ کو تحقیق کے نتائج اور جاسوس کے اعتراضات سے آگاہ کیا، حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اسے قتل کرنے اور عباد بن بشر نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، میں نے اسے امان دی ہے، رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عباد بن بشر سے کہا، اسے اپنے ساتھ رکھیے، عباد نے اُسے مضبوطی سے بانہ دیا، جب رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) خیبر میں داخل ہوئے تو آپ نے جاسوس کو حاضر کرنے کا حکم دیا، آپ نے اُسے دعوتِ سلام دی تو وہ مسلمان ہو گیا اور موت سے بچ گیا۔

شدید فوجی نظم و ضبط کا نمونہ

ہمیشہ نبوی نے جب خیبر کی طرف کوچ کیا تو اس کے دوران ایک ایسا واقعہ

ہوا جس سے پتہ چلتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے درمیان فوجی نظم و ضبط کی کس قدر پابندی کرتے تھے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو، خواہ وہ کوئی بھی ہو، سزا دیتے تھے، جیسا نبی کے ایک سپاہی نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چاندنی رات میں خیبر کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے ایک آدمی کو اپنے آگے آگے چلتے دیکھا، اس پر کوئی ایسی چیز تھی جو چاندنی میں چمکتی تھی گویا وہ سورج کی روشنی میں پڑی ہوئی کوئی چیز ہے وہ آدمی خود پہنے ہوئے تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھانے ہوئے فرمایا یہ کون شخص ہے؟ جواب دیا گیا کہ یہ ابو عبس بن جبور ہے، آپ نے فرمایا اسے پکڑو، ابو جبور بیان کرتا ہے کہ سپاہیوں نے مجھے پکڑ کر قید کر لیا اس خیال سے کہ اس کا بقیہ فوج سے الگ رہنا، جگی حالات میں فوجی نظم و ضبط کی خلاف ورزی تھی جو جو کہتا ہے کہ مجھے پہلے اور پچھلے گناہوں نے، کیا، امد میں خیال کرنے لگا کہ میرے پاس اس آسمان سے کوئی حکم نازل ہوا ہے، میں اپنے گنہگاروں کو یاد کرنے لگا یہاں تک کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ نے میرے فعل پر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا، تجھے کیا لعین ہے کہ تو لوگوں کے آگے آگے چلتا ہے اور ان کے ساتھ نہیں چلتا! میں نے جواب دیا، یا رسول اللہ، میری ناقہ بڑی تیز رفتار ہے، تو آپ نے مجھے اس قید سے زیادہ کوئی سزا دی جو گشتی پارٹی کے جوانوں کے ہاتھوں مجھے ملی تھی۔

ابو جود کی نظر پر سلام پر بیس سال گذر چکے تھے اور ابو جود اس بات کے کہ یثرب کے علاقہ میں، وجودِ سلام پر

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
وایسی کارِ اوستہ

ساتھ سال کا عمر بیت چکا تھا اور ابو جود اس امر کے کہ علاقہ میں سلام کا اثر و رسوخ اور اس کے انصار کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا، پھر بھی مدینہ کے شمال اور مشرق میں رہتے ہوئے تمام قبائلِ اسلام سے عداوت رکھتے تھے خصوصاً وہ طاقتور نجدی قبائل، جو یہودیوں کے طبیعت اور خیبر کے پڑوس میں رہتے تھے، اس بنا پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر حملہ کرنے کے متعلق غور و فکر کیا تو آپ کو معلوم تھا کہ فوج کے ساتھ آپ کا گذر ان علاقوں سے بھی ہوگا جو اعداءِ اسلام کے ماتحت ہیں..... اور یہ صورت حال بلاشبہ خطرہ

والی تھی جس کا نبی اعظم اور ملہم قائد کے دل سے صغی رہنا ممکن ہی نہ تھا، اس میں کچھ شبہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہ دار فوجی لیڈر تھے آپ نے اس خطرہ کو اپنے ذہن میں رکھا اور ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کیں جو آپ سے اور آپ کی فوج سے اس خطرے کو دور کرنے والی تھیں، جو آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے پھیلے ہوئے بُت پرست قبائل میں پکڑا ہوا تھا، خیبر کے راستے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو پوزیشن تھی اس صورت میں جنگی لیڈر کو جو سب سے بڑا خطرہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ دشمن اس کی واپسی کا راستہ روک دیں گے ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ خیبر کی طرف جاتے ہوئے آپ کے پیچھے کی طرف وہ قبائل تھے جو بُت پرست اور اسلام کے کئی توڑ دشمن تھے،

ہیں یہ پتہ نہیں چل سکا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی کے راستے کی حفاظت، اور اپنی فوج کو پیچھے سے بُت پرست اعراب کے حملے سے بچانے کے لئے، جبکہ آپ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا  
غطفان سے یہودی کی مدد  
نہ کرنے کا مطالبہ کرنا

میرنہ سے دور اور خیبر کے قریب ہوں گے، اس قدر اقدامات کئے، ہیں جو کچھ معلوم ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ یہود اور غطفان کے رسد پانے والے لوگوں کا متفقہ منصوبہ یہ تھا کہ غطفان کے قبائل، مسلمانوں کے خلاف، فوجی لحاظ سے عند ضرورت ذیل اسکیم کے تحت یہودی کی مدد کریں گے۔  
۱۔ غطفانی قبائل، اپنے مسلح جوانوں کا ایک دستہ، یہودیوں کے ساتھ ان کے قلعوں میں رہنے کے لئے بھیجیں، اور ان قبائل نے عینیہ بن حصن اور طلحہ بن خویلد اور عدلیفہ بن عمرو الغزالی کی قیادت میں کئی دستے بھیجے،

۲۔ چار ہزار غطفالی جانا باز، مسلمانوں پر اس وقت حملہ کریں جب وہ خیبر کے قریب پہنچ جائیں،

خیبر کے لیڈر نے غطفانیوں سے یہ عہد کیا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف اس فوجی اہل کار کے مقابل، انہیں خیبر کے پھیلنے کا نصت حصہ دیں گے۔  
معاہدہ کی پہلی شرط پر غطفانیوں نے اس وقت عمل کیا جب ابھی مسلمانوں کی فوج



نے مدینہ سے مارچ نہیں کیا تھا، طلحہ بن خویلد، عینیہ بن حصن، اور حذیفہ بن بدر الغزالی کی قیادت میں غطفان اور بنی اسد کی فوجوں کے کئی دستے خیبر پہنچ گئے اور ان دستوں نے قلعوں کے اندر جا کر یہود سے رابطہ قائم کیا اور معاہدہ کی دوسری شرط کی تنقید بہت پرستوں نے کی، ابھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ خیبر نہیں پہنچے تھے کہ غطفان کے چار ہزار جانبازدوں نے پیچھے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے مارچ کیا، تاکہ ان کا راستہ روک دیں اور انہیں دو آگوں کے درمیان ڈال دیں اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اس بات نے مسلمانوں کو بڑی الجھن میں ڈال دیا، خصوصاً جب ہم اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ مسلمانوں کی جنگی فوج چودہ سو جانبازدوں سے زیادہ نہ تھی جبکہ ان کے مقابلہ میں گیارہ ہزار جانبازد خیبر کے قلعوں میں ان کی آمد کا انتظار کر رہے تھے اور چار ہزار جانبازدوں نے پیچھے سے ان کا راستہ روکنے کے لئے مارچ کا آغاز کر دیا تھا..... بلکہ انہوں نے یہود پر حملہ کرنے سے پیشتر ہی ان پر حملہ کر دیا، ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب یہود کو پتہ چلا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی طرف مارچ کر لیا ہے تو وہ یہود کی مدد کے لئے نکلے، اور ان کی فوجوں نے پیچھے سے فوج نبوی پر حملہ کرنے کے لئے مارچ کیا اور مسلسل ایک دن اور رات مارچ کرتے رہے، اور جب کوئی جنگ کا ماہر چودہ سو جانبازدوں کے متعلق، جنہیں پندرہ ہزار جانبازد ہر طرف گھیرے ہوئے ہیں سوچتا ہے تو وہ اس خطہ کی اہمیت کا اندازہ لگا لیتا ہے جو اس وقت مسلمانوں کی قلیل تعداد فوج کو درپیش تھا جو گھیراؤ کی حالت کے بہت مشابہ تھی،

خیبر پر حملہ کرنے سے قبل اسلام کی جنگی فوجوں کو جس خطرناک صورت حال سے دوچار ہونا پڑا، اس پر نظر کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غطفان سے اکر ات کرنا کہ وہ انکے او یہود کے درمیان سبٹ جائیں

وسلم نے ایک ذمہ دار فوجی لیڈر کی طرح — قبائل غطفان سے رابطہ کیا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ اس جنگ سے غیر جانبدار رہیں جو عنقریب ان کے اور خیبر کے درمیان ہونے والی ہے، نیز آپ نے انہیں یقین دلاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لامحالہ انہیں خیبر پر فتح سے گا

کیونکہ اس نے وعدہ کیا ہے اور اس کا وعدہ ٹل نہیں سکتا، اس کے علاوہ آپ نے غلط  
 اور بنی اسد کی طرف ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ میرے اور یہود کے درمیان سے ہٹے جو  
 خدا تعالیٰ مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ خیبر پر مجھے فتح دے گا، مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطغان اور اسد کے قبائل کی مدد کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے  
 خطرات سے اپنی فوج کو بچانے کے لئے، ان قبائل کے سرداروں کو یہ پیغام پہنچایا کہ  
 اگر وہ سلام قبول کر لیں اور ان کے اور یہود کے درمیان سے ہٹ جائیں تو آپ انہیں  
 خیبر دینے کے لئے تیار ہیں اور بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ نے ان کے ساتھ قبولیت اسلام  
 کی شرط نہیں لگائی تھی بلکہ ان سے غیر جانبدار رہنے کا مطالبہ کیا تھا کہ وہ ان کے خلاف یہود  
 کی مدد نہ کریں تو آپ انہیں فتح خیبر کے بعد، اس کے پھلوں کا نصف حصہ دیں گے اور یہ  
 کوئی مستبعد امر نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، ان زبردست بُت پرست قبائل  
 کے شر سے اپنی فوج کو بچانے کے لئے، ان کے لیڈروں کے سامنے یکے بعد دیگرے یہ دونوں  
 پیش کشیں کی ہوں، مگر جب ان قبائل کے سرداروں نے اپنی اور اپنے حلیف یہودیوں  
 کی زبردست فوجوں کو دیکھا..... کہ پندرہ ہزار جاناڑا، ان چودہ سو مسلمانوں کا  
 گھیراؤ کرنے ہی والے ہیں جو اپنے کلاشنفے لاسے دُمد ہیں تو انہیں غرور نے آیا اور انہوں  
 نے خیال کیا کہ لامحالہ غلبہ ان کو ہی حاصل ہوگا اور یہ مسلمانوں کے خلاف، احزاب کی ایک  
 کامیاب جنگ ہوگی اور احزاب کی پہلی جنگ، کی طرح نہیں ہوگی جس میں ہجرت کے  
 چوتھے سال، مدینہ کی فیصلوں کے ارد گرد قریش اور بنو قریظہ نے شرکت کی تھی اور جس کا  
 نتیجہ ناکامی کی صورت میں رونما ہوا تھا، ان قبائل کے سرداروں نے تمام نبوی پیشکشوں کو  
 ٹھکرا دیا اور غیر جانبداری اختیار کرنے سے انکار کر دیا، انہوں نے آپ کو پیغام  
 پہنچایا کہ وہ اپنے یہودی حلیفوں سے الگ نہیں ہوں گے اور ان کی جانب سے ہو کر لڑیں گے۔  
 واقعہ نے اپنی کتاب، المغازی جلد ۱، صفحہ ۶۵ پر ڈاکٹر مارسلٹن جرنس کی تحقیق کا  
 ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے (اس تحقیق کو آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کیا ہے) کہ جب  
 حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ غطفان نے آپ کے خلاف یہود کی مدد کی  
 ہے اور مسلمانوں کے خلاف انہیں مسلح فوجی دستوں سے مدد دی ہے تو آپ نے خزر ج

کے سردار حضرت سعد بن عبادہ کو، غطفان کے سالار عینیہ بن حصن کی طرف بھیجا (وہ اس وقت مر جب کے قلعے میں تھا اور جیسا کہ معلوم ہوتا ہے وہ یہودیوں کے ساتھ تعلق رکھتا تھا) عینیہ کو جب معلوم ہوا کہ سعد، اس کی طرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے تو اس نے حضرت سعد کو قلعے میں داخل کرنے کا ارادہ کیا، تو اس پر یہودی لیڈر مر جب نے اعتراض کرتے ہوئے کہا، اسے داخل نہ کرو، یہ ہمارے قلعے کو اندر سے دیکھ لے گا اور ان اطراف کو بھی پہچان لے گا جن سے اندر آیا جاتا ہے بلکہ تو خود اس کی طرف جا، تو عینیہ نے کہا، میں چاہتا ہوں کہ وہ اندر داخل ہو کر قلعے کی مضبوطی اور کثیر تعداد فوج کو دیکھے مگر مر جب نے یہ بات نہ مانی، پس عینیہ باہر نکل کر، قلعے کے دروازے پر حضرت سعد سے ملا، حضرت سعد نے اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خیبر پر فتح کا وعدہ دیا ہے پس تم واپس چلے جاؤ اور جنگ کرنے سے باز آ جاؤ، اگر ہم نے خیبر کو فتح کر لیا تو تمہیں خیبر کے ایک سال کی کھجوریں دیں گے، عینیہ نے جواب دیا، خدا کی قسم ہم اپنے حلیوں کو کسی چیز کی خاطر نہیں چھوڑیں گے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تمہارے ساتھیوں کی طاقت کیا ہے یہ یہودی مضبوط قلعوں والے ہیں اور ان کے جوانوں کی تعداد بھی بہت ہے اور ان کے پاس اسلحہ بھی بہت ہے، اگر تو نے ان کا مقابلہ کیا تو، تم اور تمہارے ساتھی ہلاک ہو جائیں گے اور اگر تو نے جنگ کا ارادہ کیا تو یہ جوانوں اور اسلحہ سے بھر پور جلد حملہ کر دیں گے اور خدا کی قسم یہ قریش کی طرح کے لوگ نہیں جو تمہاری طرف گئے تھے اگرچہ دھوکے سے انہوں نے تم سے نقصان اٹھایا اور یہی ان کا ارادہ تھا ورنہ وہ لوٹ جاتے، مگر یہ جیلہ بازی سے تم سے جنگ کریں گے اور لمبا عرصہ تک کریں گے یہاں تک کہ تم آگتا جاؤ گے،

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس پیغام کا ابھی ذکر کیا گیا ہے اس کے جواب میں عینیہ بن حصن نے حضرت سعد بن عبادہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کا جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیں، مگر حضرت سعد نے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آنے سے قبل عینیہ بن حصن سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ضرور تیرے پاس اس

قلعہ میں آئیں گے اور جو ہم نے تجھے پیش کش کی ہے اس کا تو ہم سے مطالبہ کرے گا مگر ہم تجھے تلوار کے سوا، اور کوئی چیز نہیں دیں گے اور اے عینیہ میں نے دیکھا ہے کہ ہم شرب کے میوہ دلیوں کے صحن میں اترے تھے اور وہ بڑی طرح تباہ ہو گئے تھے، اس کے بعد حضرت سعدؓ نے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آکر آپ کو، عینیہ کی باتوں سے آگاہ کیا، ..... اور سعد نے کہا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے وہ اسے پورا کرے گا اور اپنے دین کو غالب کرے گا، اس بدو (عینیہ) کو ایک کھجور بھی نہ دیکھیے، یا رسول اللہ، اگر تلواروں نے اُسے آلیا تو وہ انہیں چھوڑ کر اپنے علاقے کی طرف اسی طرح بھاگ جائے گا جیسے اس نے اس سے قبل، خندق کے روز کیا تھا، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیش کش کی قبولیت سے جو آپ نے غطفان کو ایک سال کی خیر کی کھجوریں دینے کے متعلق کی تھی، مایوس ہو گئے تو آپ نے اپنی فوج کو اس قلعے پر حملہ کرنے کا حکم دے لیا جس میں غطفان کی فوجیں یہودیوں کے ساتھ پڑاؤ رکھے ہوئے تھیں اور اس قلعے کا نام ناعم تھا، مسلمانوں نے سب سے پہلے مرحب کے قلعے کو فتح کیا، آپ کے حملے سے قبل ہی غطفانی دہاں سے بھاگ گئے تھے اس کی تفصیل ابھی بیان ہوگی انشاء اللہ،

www.KitaboSunnat.com

غطفان نے یہود کے ساتھ مل کر، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے فیصلے کی تنقید کے لئے، بنی اسد اور غطفان کے دستوں کی طرف حکم بھیجا (جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ سے مایوس کرنے سے قبل ہی یہود کے قلعوں میں پڑاؤ رکھے ہوئے تھے) کہ وہ یہودیوں کے ساتھ اپنی اپنی جگہوں پر بٹھریں رہیں ..... ان بُت پرست قبائل کی بڑی فوج چار ہزار جاننازوں پر مشتمل تھی، اس نے مسلمانوں پر ضرب لگانے کے لئے، تیغ سے بائچ کرنا شروع کر لیا،

جب غطفان اور اسد نے  
**مسلمانوں کی نازک صورت حال**  
 یہود کے ساتھ مل کر مسلمانوں

سے جنگ کرنے پر اصرار کیا تو ان کی حالت نہایت نازک ہو گئی مگر ان کے عزم و قوت میں کوئی کمی نہ آئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر یقین رکھتے ہوئے، مسلسل خیبر کی طرف پانچ

کرتے گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فتح کا وعدہ کیا ہوا تھا اور وہ اپنے وعدہ کی خلاف  
 دہندی نہیں کرتا..... یہی وجہ ہے کہ مسلمان اس فیصلہ کن معرکے کی طرف بڑے اعتماد  
 اور اطمینان سے چلتے گئے، ان کے جنگی اوصاف پر دشمن کی زبردست فوجوں کا کوئی اثر نہ  
 تھا کیونکہ وہ اپنی وعدہ کے بعد مادی پیمانوں سے یعنی تعداد اور تیاری کی رُود سے، امور کا  
 وزن نہیں کرتے تھے اگر وہ ایسا کرتے تو ان کے دل میں یہ بات پڑ جاتی کہ وہ ہلاک ہونے  
 والے ہیں..... کیونکہ (محض فوجی اندازوں کے مطابق) چودہ سو آدمیوں کی طاقت پندرہ ہزار  
 آدمیوں کے مقابل میں ایسی ہی ہے جیسے تلوار کے مقابل پر لاشی، لیکن اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور  
 اس کے فتح کے وعدے پر اطمینان اور صاف سحرے عقیدے کی مضبوطی، انہیں آگے کی  
 طرف دھکیلتی تھی..... اسی اصول پر وہ چلتے تھے اور اسی کی روشنی میں امور کا  
 وزن کرتے تھے، مختصر یہ کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو اصحاب  
 کے ساتھ، پندرہ ہزار جانبازوں کے مقابلہ کے لئے مسلسل خیر کی طرف بڑھتے گئے تو انہوں  
 نے زمینی پیمانوں کے مطابق امور کا وزن نہیں کیا تھا بلکہ آسمانی پیمانوں کے مطابق کیا تھا  
 اور اب آسمان و زمین کے رب کے تعلق پر اعتماد کرتے ہوئے کیا تھا اور میرٹھ سے ان کا  
 مارچ کرنا صرف رضائے الہی اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے تھا، یہی وجہ ہے کہ ہر فرد  
 ہیبت ناک روحانی طاقتوں سے لبریز تھا جنہوں نے اس کے دل میں یہ یقین پیدا ہو  
 کر دیا تھا کہ وہ اکیسلا ہی ایک سو آدمی کا مقابلہ کر کے ان پر غالب آسکتا ہے، یہی وہ  
 وہ راز ہے جس کی وجہ سے وہ اعراب اور یہودی زبردست فوجوں کے مقابلہ میں ثابت  
 قدم رہے اور ان کی کثرت کی کچھ پرواہ نہ کی حالانکہ وہ اپنے علاقے سے بہت دُور تھے،

بادجو یکہ مادی اندازوں کے مطابق، ہر چیز  
 مسلمانوں کے خلاف تھی اور اس جنگ میں

## عرب غلبہ حاصل کرنا

جس کے لڑنے کا فیصلہ، لیکن یہودیوں کے وجود کو ختم کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کیا تھا، ہر چیز یہودیوں اور ان کے حلیفوں کے حق میں تھی، مسلمان اپنے  
 منصوبے اور تیاری کے مطابق جنگ میں حصہ لینے کے لئے، خیر کی طرف بڑھتے گئے اور  
 انہوں نے اعراب اور یہودی زبردست فوجوں کی کچھ پرواہ نہ کی،

قبل اس کے، کہ مسلمانوں اور ان کے دشمنوں میں کوئی صلح جھڑپ ہو، اُفق پر مسلمانوں کی فتح کی بشارات چمکنے لگیں،

## گتہم گتہما ہونے سے قبلے فتح کی بشارات

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہندہ صحابہؓ، الہی وعدہ فتح کو، مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتے دیکھنے لگے، قریب تھا کہ وہ وعدہ مجسم ہو جائے اور ان کے دل مضبوط ہو جائیں (جو اصل میں مضبوط تھے) اور ان کے عزم میں اضافہ ہو جائے اور انہیں سخت یقین ہو جائے کہ دشمن کی وہ فوجیں جو ہر طرف سے ان کا گھیراؤ کئے ہوئے ہیں اور وہ پست درہ ہزار جانا بزدوں سے کم نہیں وہ ان کے سامنے ہلک نہ سکیں اور حُجرتِ اعلیٰ انہیں شکست دے گی اور ان کے دلوں میں رعب پیدا کر دے اور جگاک کے وقت وہ ان کے سامنے ایسے منتشر ہو جائیں جیسے فصلِ خریف میں خشک پتہ تیز ہوا کے آگے اُرتا پھرتا ہے،

## جنگ چھڑنے سے قبلے غطفان کا اپنے علاقے کی طرف فرار ہونا

حدیث صحیح میں بیان ہوا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ نصرتِ بالرب، مجھے رعب سے مدد دی گئی ہے، یہ واقعہ عملاً غطفان کی فوجوں کے لئے رونما ہوا، یہ فوجیں چار ہزار جانا بزدوں پر مشتمل تھیں اور جب مسلمان غیر کی طرف جا رہے تھے یہ اپنے علاقے سے نکل کر ان کا تعاقب کر رہی تھیں تاکہ ان کی واپسی کا راستہ روک دیں اور پیچھے سے ان پر حملہ کر کے انہیں پھندے میں پھنسا دیں اور انہیں یہود اور ان کے حلیفوں کے درمیان ایک بڑا نشانہ بنا دیں، مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جب یہ زبردست بخندی بہت پرست فوجیں، مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرنے کے لئے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے پیچھے پیچھے مارچ کر رہی تھیں تو ان کی فوجوں کے سالاروں نے اپنے پیچھے سے ایک زوردار آواز سنی، ایک آفتابہ کرنے والا انہیں آواز دے کر کہہ رہا تھا کہ مسلمانوں کے فوجی دستوں نے ان کے پیچھے سے ان کے گھروں اور زمینوں پر غارت گری کر دی ہے اور وہ ان کے اموال کو، اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر کے لانے ہی والے ہیں، ابن اسحاق بیان کرتا ہے

کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب غطفان نے سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل خیر ہے تو وہ اٹھے ہو کر پھر آپ کے خلاف یہودی مدد کے لئے نکلے، جب وہ ایک دن کی مسافت طے کر چکے تو انہوں نے سنا کہ پیچھے سے مسلمانوں نے ان کے اموال پر حملہ کر لیا ہے تو وہ ایٹریوں کے بل لوٹے اور اپنے اہل و اموال میں رہنے لگے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر کے درمیان کا علاقہ خالی کر لیا، اسی طرح جو لوگ یہودیوں کے ساتھ ان کے قلعوں میں رہ رہے تھے انہوں نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا تو وہ بھی واپس چلے گئے اور یہود کو اکیلے چھوڑ دیا،

واقعی نے اس واقعہ کی لمبی تفصیلات دی ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ جب غطفانیوں نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا تو انہیں پتہ نہ چلا کہ یہ آواز آسمان سے آرہی ہے یا زمین سے، وہ آواز یہ تھی اے گروہ غطفان اپنے اہل کی خبر لو، حیفاؤ کی مدد کرو، مدد کرو۔ یہ آواز تین دفعہ آئی۔ نہ قبرستان نہ مال، غطفانی بڑی مشکل اور ذلت کے ساتھ دہاں سے نکلے، یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے واسطے کی تھی، جب صبح ہوئی تو کنانہ بن ابی الحقیق کو، اکتساب کے علاقہ میں غطفانیوں کے واپس چلے جانے کی اطلاع دی گئی تو وہ بہت پشیمان ہوا، اور اُسے موت کا یقین ہو گیا اس نے کہا، ہم ان اعراب کے بارے میں غلطی خوردہ تھے، ہم ان کے پاس گئے انہوں نے ہم سے مدد کا وعدہ کیا اور ہمیں دھوکہ دیا، میری زندگی کی قسم، اگر یہ ہمیں اپنی مدد کا وعدہ نہ دیتے تو ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ کی نہ ٹھانتے، ہم سلام بن ابی الحقیق کی بات کو منظور نہیں رکھ سکتے، اس نے کہا ان اعراب (یعنی غطفان) سے کبھی مدد طلب نہ کرو، ہم نے ان کو آزمایا ہے ہم نے ان کو بھٹی قریظہ کی مدد کے لئے اکٹھا کیا تو انہوں نے انہیں دھوکہ دیا، ہم نے ان کو اپنا وفادار نہیں پایا، حبیب بن اخطب ان میں گیا اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مصالحت کرنے گئے پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بنی قریظہ کی طرف گئے تو پتہ چلا کہ غطفانی اپنے گھروں کو پلٹ گئے ہیں پھر واقعی غطفانیوں کے مرعوب ہو کر بھاگنے کے واقعہ کو بیان کرتا۔ ہوا کہتا ہے کہ جب غطفانی حیفاؤ میں اپنے گھروں میں پہنچے تو انہوں نے اپنے اہل و عیال کو خیریت کے ساتھ پایا اور پوچھا کیا تمہیں

کسی چیز نے ڈرایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، خدا کی قسم کسی چیز نے نہیں ڈرایا، نیز ان کے اہل نے کہا ہم نے خیال کیا کہ تم نے غنیمت حاصل کی ہے، ہم تمہارے پاس غنیمت اور مال کو نہیں پاتے تو عینہ بن حصن نے اپنے ساتھیوں سے کہا خدا کی قسم یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے اصحاب کی چال ہے خدا کی قسم ہم دھوکے میں آگئے تو حارث بن عوف مڑی نے اُسے کہا، کس چیز کے دھوکے میں، تو عینہ کہنے لگا میں رات کا پہلا حصہ گزرنے کے بعد قلعہ نطاۃ میں تھا کہ ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا ہم نہیں جانتے کہ وہ آواز، آسمان سے آرہی تھی یا زمین سے بلکہ حیفاہ میں اپنے اہل کی خبر لو، یہ آواز تین دفعہ آئی ————— نہ قبرستان نہ مال ————— حارث بن عوف کہنے لگا لے عینہ اگر تو نے اس آواز سے فائدہ اٹھایا تو باقی رہے گا، خدا کی قسم جو آواز تو نے سنی ہے وہ آسمان سے تھی، خدا کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دشمنوں پر ضرور غالب آ کر رہیں گے حتیٰ کہ اگر پہاڑوں نے بھی اس سے دشمنی کی تو وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہیں گے، عینہ نے چند روز اپنے اہل میں قیام کیا پھر اپنے ساتھیوں کو یہود کی مدد کے لئے، خرمن کرنے کو کہا تو حارث بن عوف نے اُسے آ کر کہا اے عینہ میری بات کو مان جا اور اپنے گھر میں رہ اور یہود کی مدد کرنا چھوڑ دے، اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ تیرے خیر لوٹنے سے قبل، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتح کر لیا ہوگا اور میں تیرے پاس میں مطمئن بھی نہیں ہوں مگر عینہ نے اس کی بات ماننے سے انکار کر لیا اور کہا میں اپنے حلیفوں کو، کسی چیز کی خاطر نہیں چھوڑ سکتا پھر عینہ نے اپنے اطاعت گزار غطفانیوں کے ساتھ، مسلمانوں کے خلاف، یہود کی امداد کے ارادہ سے مارچ کیا، مگر وہ ابھی خیر نہیں پہنچا تھا کہ اُسے معلوم ہو گیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام خیر پر قبضہ ہو گیا ہے اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی

النشأ اللدنیۃ





# فصل سوم

- یہود کو دعوتِ اسلام ،
- یہود کا دعوتِ اسلام کے قبول کرنے سے انکار ،
- خیبر پر حملہ ،
- جنگ کی شدت اور شوق ،
- مقابلہ میں یہود کی سختی ،
- یہود کے لیڈروں کا مبارزت میں اپنے قلعوں کے آگے قتل ہونا ،
- یہودی شہسوار مر حب کے قاتل کی تحقیق ،
- جنگ کے دوران ، یہود کے تیروں سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رخنی ہونا ،
- پانچ قلعوں کا مسلمانوں کے ہاتھ آنا ،
- خیبر کے یہود کی پہلی قسم کی مفارمت کا خاتمہ ،
- خیبر کے اہم اور نصف اول پر مسلمانوں کا قبضہ ،
- خیبر کے بقیہ یہودی جاننازدوں کا نصف ثانی میں سمٹنا ،
- یہودی سردار کی بیٹی کا قیدی ہونے کے بعد اس کے
- آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کی تحقیق ،

## مسلمانوں کا خیر پہنچانا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل خیر  
کی طرف چلتے رہے، اسی دوران میں جبکہ

آپ اپنی فوج کے ساتھ چل رہے تھے، آپ نے اپنے ایک صحابی عامر بن اکوعؓ سے  
فرمایا کہ حُدی پڑھو، حُدی یہ ہوتی ہے کہ حُدی خوان ترمم کے ساتھ آواز بلند کرتا ہے  
جس سے اُونٹ اپنی چال کو تیسز کر لیتے ہیں۔ عامر بن اکوعؓ رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق، ان اشعار سے فوج کے لئے حُدی پڑھنے لگا،

واللہ لولا اللہ ما اھتدنا  
فانزلن سکینۃ علینا

ولا تصدقنا ولا صلینا  
وثبت الاقدام ابن لا قینا

ترجمہ: خدا کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ دیتے  
نہ نماز پڑھتے، پس ہم پر سکینت نازل فرما اور اگر ہم جنگ کریں تو ہمیں

ثابت قدمی عطا فرما،

مورخین نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اکوعؓ کی حُدی

سے متعجب ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

جب کسی آدمی کو فرماتے کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو وہ شہید ہو کر مرتا، یہی وجہ ہے

کہ حضرت ابن الخطابؓ نے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے شہادت کو واجب کر دیا ہے کیا آپ میں بھی اس سے متوقع

فرمائیں گے اور عملاً عامر بن اکوعؓ کو معرکہ خیبر میں اللہ تعالیٰ نے ایک یہودی سے مبارزت

میں شہادت سے بھنا کر فرمایا، مبارزت کے دوران اکوعؓ نے یہودی کی پٹلی پر تلوار مارنی

چاہی (آپ چھوٹے قدم کے تھے) تو تلوار لوٹ کر ان کے گھٹنے کے اگلے حصے پر لگی اور وہ

اپنی تلوار کے زخم سے متاثر ہو کر فوت ہو گئے اور بعض کہتے ہیں کہ اکوعؓ نے چونکہ خود کشی کی

ہے اس لئے اس کے اعمال رائیگال گئے ہیں، اس بات کو سن کر عامر کے بھائی سلمہ بن

اکوعؓ کو بہت دکھ ہوا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی یہ حالت دیکھی تو اس

کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرمایا تجھے کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا میرے ماں باپ آپ

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ہے

نے یہ بات کہی ہے اس نے جھوٹ بولا ہے، پھر آپ نے دُعا انگلیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا اس کے لئے دُعا جبریں وہ گوشش کرنے والا مجاہد ہے، کوئی عرب کم ہی اس طرح اُدٹوں کو چلا سکتا ہے،

**آہستگی اختیار کرو** غزوہ خیبر میں جب فوج خیبر کے طرف جانے والے راستے پر ہی تھی کہ بعض

فوجیوں نے دُعا ادد تکبیر کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کر کے ایک شور برپا کر لیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آہستگی اختیار کرو تم کسی بہرے اور غائب وجود کو نہیں پکار رہے، اس حدیث میں اصلاح اور تربیت کے بارے میں ایک بڑی بات پائی جاتی ہے اور اسلامی تربیت کے اصولوں میں سے ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سکون اور نظام کو پسند فرماتے تھے اور شور و غل اور بلند آواز کو (خواہ ذکر الہی ہی میں ہو) جنگ کے حالات میں جو سکون و سکینت کے متقاضی ہوتے ہیں، ناپسند فرماتے تھے،

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا** جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پہنچ کر خیبر پر نگاہ کی تو فوج

کو مٹھرنے کا حکم دیا پھر یہ دُعا فرمائی،

اللهم رب السموات وما اخللن ورب الارضين وما  
اقللن ورب المشياطين وما احنلن ورب الرياح وما  
اذرين نسألك خير هذه القرية وخير امسها ونعوذ  
بك من شرها وشر ما فيها،

ترجمہ: اے اللہ جو آسمانوں کا اور جو وہ سایہ کئے ہوئے ہیں ان کا رب ہے اور زمینوں کا اور جو وہ اٹھائے ہوئے ہیں ان کا بھی رب ہے، اور شیاطین کا اور جن چیزوں سے وہ گمراہ کرتے ہیں ان کا بھی رب ہے اور ہواؤں کا اور جو وہ اڑاتی ہیں ان کا بھی رب ہے ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے اہل کی فیر کی دُعا کرتے ہیں اور اس کے شر اور جو کچھ اس میں ہے

اس کے شر سے تیزی پناہ چاہتے ہیں؛

پھر آپ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھو،

بادجوہر کی منافقین اور شرب کے یہودیوں کے نفع کا نام لے، یہود کو مسلمانوں کے

**یہود پر اچانک جا پڑنا**

ماہر کرنے کی اطلاع دے دی تھی پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں اندھا کر دیا اور انہیں اس وقت پہنچا جب مسلمان غیر میں صبح کے وقت داخل ہو رہے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ رات کو غیر پہنچ گئے تھے، رات کے وقت دشمن کے ساتھ جنگ چھیڑنا آپ کی حربی سیاست نہ تھی، سوائے اس کے کہ آپ مجبور ہو جائیں جیسا کہ جنگ خندق میں ہوا، معلوم ہوتا ہے کہ سیاست کو اختیار کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان، دشمنوں کے ساتھ ایسے علاقے میں نہر د آزما تھے جس سے وہ واقف نہ تھے اور نہ اُس کے حالات سے آگاہ تھے اس میں انہیں اپنے انجام کے متعلق بہت خطرہ تھا اس بات نے (واللہ اعلم) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر کے قریب اپنی فوج کے ساتھ رات بسر کرنے اور صبح کے وقت حملہ کرنے پر آمادہ کیا اور یہودی (اس دن تک جس میں آپ اطراف غیر میں پہنچے) فجر سے پہلے اپنی نیند سے بیدار ہو کر اپنے ہتھیار پہن رہے تھے کیونکہ انہیں توقع تھی کہ مسلمان کسی وقت بھی ان پر حملہ کر سکتے ہیں اور وہ ہر روز یہودی جاننازوں کا مقابلہ کے لئے اور ان کی تقویت کے لئے جائزہ لیتے تھے مگر جس شب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ غیر پہنچے اللہ تعالیٰ نے انہیں سلا دیا اور وہ فجر سے قبل اپنی قادی کے مطابق ہتھیار بھی نہ پہن سکے، بلکہ سوئے ہوئے اور حرکت بھی نہ کی، اور طلوع آفتاب تک مریخ نے بھی انہیں نہ جگایا، انہوں نے صبح کی توان کے دل کانپ رہے تھے اور اسلامی فوج ان کے قلعوں کے آگے کھڑی تھی اور انہیں اس بات کا پتہ ہی نہ تھا، انہوں نے اس روز صبح کے وقت قلعوں کے دروازوں کو کھولا اور اپنے پیکش کے آلات اور لوہے وغیرہ لے کر اپنی زمینوں میں جا کر اپنے کاموں میں جُت گئے، مگر جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو گھبرا کر چلائے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی فوج کے ساتھ آگئے ہیں پھر منہ پھیر کر اپنے قلعوں کی طرف بھاگ گئے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

دیکھا تو فتح کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

انلّا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرين ،  
اللہ بہت بلند شان ہے ، غیر ابرو گیا ہم جب کسی قوم کے صحن  
میں اترتے ہیں تو باخبر کی گئی قوم کی صبح بہت بُری ہوتی ہے ۔

دُشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی  
فوج کو جنگ کے متعلق جو آداب دہلیا

فرمائیں وہ یہ تھیں کہ اپنے حملہ کے وقت اپنے صحابہ سے فرمایا (گو یا آپ نے جنگ  
کے لئے ان پرائسوس کے اثرِ ملاحظہ فرمائے تھے) دُشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو، اور  
اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دُعا مانگو، تمہیں معلوم نہیں کہ تم کس چیز میں مبتلا ہونے والے ہو  
جب دُشمن سے ملو تو کہو :

اللهم انت ربنا وربهم ونواضينا ونواصيهم بيدك واننا  
تقتلهم انت ،

ترجمہ : اے اللہ تو ہمارا اور ان کا رب ہے ، ہماری اور ان کی پیشانیاں  
تیرے ہاتھ میں ہیں ، صرف تو ہی انہیں قتل کرتا ہے ،

پھر آپ نے ڈبھیر کے وقت انہیں جنگ کے بعض طریقے سکھائے اور فرمایا پھر  
بیٹھ کر زمین کے ساتھ لگ جاؤ ، پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو کھڑے ہو جاؤ اور  
دیکھو کہ کہو ،

جنگ کا آغاز کیسے ہوا

خیبر (فتح کے روز) دو حصوں میں تقسیم ہو  
گیا ، ہر حصے میں کئی جنگی قلعے تھے ، مگر

اٹھ قلعے جو بڑے اہم تھے ان میں سے پانچ خیبر کے نصف اول میں واقع تھے ، جہاں پر  
مسلمانوں اور یہود کے درمیان سخت ترین معرکے ہوئے ..... ،

① ناعم کا قلعہ ، سب سے پہلے مسلمانوں نے اس پر حملہ کیا اور اسی کے سامنے مرحب

قتل ہوا جو اپنے بھائیوں کے ساتھ اس کے دفاع کا ذمہ دار تھا ،

② صعّب بن معاذ کا قلعہ ، یہ سب سے بڑا قلعہ تھا جسے مسلمانوں نے فتح کیا ، اس

میں مسلمانوں کو بہت ساقطہ اور عربی سامان ملا، جس سے انہیں بے حد قوت ملی،  
 (۴) زبیر کا قلعہ۔ (۵) ابی کا قلعہ۔ (۶) نزار کا قلعہ اور بعض اسے بنیۃ  
 کا قلعہ بھی کہتے ہیں،

پہلے تین قلعے ”المنظاہ“ کے علاقے میں اور آخری دو قلعے ”الشنق“ کے علاقے  
 میں واقع ہیں، مؤرخین شہر کے نصف اول کو دو قسموں (الشنق اور المنظاہ) میں تقسیم  
 کرتے ہیں، الشنق اور المنظاہ کے قلعے تمام شہر کی پہلی دفاعی لائن کے نامزد تھے، مسلمانوں  
 نے ان تمام قلعوں کو بزور قوت بڑے زوردار اور سخت ترین محسوسوں کے بعد فتح کر لیا،  
 زبیر کے دوہرے نصف حصے میں بھی کئی جنگی قلعے تھے مگر ان میں سے صرف تین  
 قلعے بہت اہم تھے،

۱۔ قمرس کا خاص قلعہ (جوابی الحقیق کے بیٹوں کا تھاجر بنو نصیر کے یہودیوں  
 میں سے تھا۔)

۲۔ الویج کا قلعہ ۳۔ سلام کا قلعہ،

یہ تینوں قلعے اپنی قوت اور مضبوطی اور جاننا زوں کی کثرت تعداد کے باوجود،  
 مسلمانوں کے سپرد کر دیئے گئے اس کے ارد گرد، المنظاہ اور الشنق کے قلعوں کی طرح جنگ  
 نہیں ہوئی، مسلمانوں کے زبردست محاصرہ کے بعد اہل قلعہ نے خود ہی انہیں مسلمانوں کے  
 سپرد کر دیا، اور مذاکرات کا مطالبہ کیا اور صلح اور سبلا وطنی کی اساس پر ان قلعوں کو  
 مسلمانوں کے حوالے کیا گیا، اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی انشاء اللہ،

معرکہ کے بیابان میدے

مؤرخین کی عدم ترتیب

باوجود پیکر خیبر کا معرکہ ان فیصلہ کن  
 معرکوں میں سب سے بڑا اور طویل  
 معرکہ ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے حصہ لیا مگر تاریخ کی بنیادی کتابوں میں اس کی جنگی کارروائیوں کی تفصیل غیر  
 معمولی طور پر بیان ہوئی ہیں، اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں نے تمام قلعوں کو ہتھیاروں  
 کی قوت سے فتح کیا، اس فتح کی تفصیل کے واقعات کو جاننے کے لئے قارئین بہت مشتاق  
 ہوں گے مگر افسوس کہ اکثر مؤرخین نے تفصیل کا ذکر کے بغیر بعض وقت صرف قلعہ کی  
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فتح کی طرف سرسری اشارہ کر دیا ہے اور تاریخ کی تمام بنیادی کتب میں معرکے کا بیان بکھر پڑا ہے، بعض اوقات جہاں اختصار چاہیے وہاں پر مؤرخین بات کو طول دے دیتے ہیں اور جہاں تفصیل چاہیے وہاں اختصار کر دیتے ہیں اور جو بات صحیحہ بیان کرنی چاہیے اُسے پہلے اور جو پہلے بیان کرنی چاہیے اسے صحیحہ بیان کر دیتے ہیں، نئے مؤرخ کے لئے جو بات کو قارئین کے سامنے مرتب اور سہل طریقے سے بیان کرنا چاہتا ہے، یہ سب باتیں ایک سخت الجھن پیدا کر دیتی ہیں اور یہی بات عملاً ہمیں پیش ہے سلام کے فیصلہ کن معرکوں کے سلسلہ میں ہم نے جو کتب تالیف کی ہیں ان کے واقعات کے ربط اور ترتیب میں ہیں وہ مشکل پیش نہیں آئی جو اس کتاب کی تالیف میں ہیں پیش آئی ہے ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے اور امید ہے کہ ہم قارئین کو راضی کر دیں گے،

سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، یہود کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی تاکہ ان کے اسلامی سوسائٹی کا ایک حصہ بن جانے

یہود کو دعوتِ اسلام .....  
اور بتیز کا عدمِ ذکر،

کے بعد، آپ واپس چلے جائیں، مسلمانوں اور اہل کتاب کے درمیان جو پہلی جنگ ہوئی اس وقت سے سلام میں یہ طریق رائج چلا آتا ہے، امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب پہلے سالار تھے جنہوں نے جنگ سے قبل، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہودیوں کے سامنے یہ پیش کش کی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، خیبر میں داخل ہونے کی شب، حضرت علیؑ کو بلا کر انہیں جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ..... میں ان سے اپنے جیسا ہو جانے تک جنگ کروں؟ فرمایا چلتے جاؤ یہاں تک کہ تم ان کے حصن میں آؤ جہاں پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور اسلام میں اللہ کے جن حقوق کی ادائیگی ان پر فرض ہے انہیں ان کے متعلق باخبر کرو، خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے ایک آدمی کو ہدایت سے لے کر تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے، یہودیوں نے اسلام میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تو مسلمانوں نے ان کے قلعوں پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ مسلمانوں کو ان پر مکمل فتح حاصل ہو گئی۔

## جزیرہ کا ٹیڑھا لیر کیوں کیا گیا

اس جگہ قارئین کے سامنے یہ سوال پیش کیا جا رہا ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ مسلمانوں

کا یہ طریقہ ہے کہ جب کبھی وہ ان کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہوتے ہیں تو ان کے خلاف اس وقت تک جنگ شروع نہیں کی جاتی جب تک انہیں تین باتوں میں سے ایک بابت کے اختیار کرنے کا موقع نہ ملے، یا تو وہ اسلام میں داخل ہو کر اسلامی سوسائٹی کا ایک جزو بن جائیں یا اپنی حفاظت کے غرض میں جزیرہ دیں ورنہ جنگ کریں، مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں یہودیوں سے جنگ کے لئے تیار ہوئے تو آپ نے جزیرہ کے ادا کرنے کی پیشکش نہیں کی بلکہ ان پر اسلام کو پیش کیا اور جب انہوں نے اسلام میں داخل ہونے سے انکار کیا تو ان سے جنگ کی، ..... آپ نے انکی حفاظت اور اپنے علاقے میں رہنے اور ان کے مال و جان کی صیانت کے مقابل، ان کے سامنے جزیرہ کی ادائیگی کی پیشکش کیوں نہیں کی حالانکہ آپ ہمیشہ دیکھا اہل کتاب سے یہی بات کرتے تھے اور جیسے کہ آپ نے تیار کیے یہودیوں، نجران کے عیسائیوں اور ہجر کے جوہیوں کے ساتھ کیا،

بعض مؤرخین نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ جنگ کی اس وقت تک قرآن کریم میں جزیرہ کے قبول کرنے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، یہ جواب اس لحاظ سے صحیح ہو سکتا ہے کہ جزیرہ کا حکم فتح خیبر کے بعد نازل ہوا تھا مگر ماہا اعتقاد یہ ہے کہ یہ محض اجتہاد ہے، اگر قبول جزیرہ کا حکم، جنگ خیبر سے قبل نازل ہوا ہوتا تو پھر بھی ممکن نہیں تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے یہودیوں کو ان لوگوں میں سمجھ لیتے جن کے ساتھ جزیرہ دینے کا معاہدہ کر کے آپ کو اطمینان ہوتا کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت میں کامل آزادی کے ساتھ رہیں گے، بلکہ جنگ کے ذریعہ ان کی حکومت اور سستی کا خاتمہ کرنا ضروری تھا یا وہ بغیر کسی قید اور شرط کے غلاموں اور ڈکٹیٹروں کی طرح اٹھیا ڈال دیں جب تک آپ مسلمانوں اور اسلام کی مخالفت ان کے مظالم کے مطابق ان کے مقامات پر قبضہ کر کے ان کا خاتمہ نہ کر دیتے وہ مسلمانوں کے امن اور سلامتی کو برباد کرتے رہتے اور سات سالہ تجربات نے جن میں حضور الصلوٰۃ والسلام



نے ان یہودیوں سے انتہائی رواداری برتی، ثابت کر دیا ہے کہ یہ یہودی جسم میں سرطان کی گھنٹی کی طرح ہیں جس کا علاج اس کے استئصال کے سوا اور کوئی نہیں، یہودیوں نے اسلامی رواداری کے سایہ میں، وہ چیز حاصل کر لی تھی، جو ان سے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب قبول کرنے سے زیادہ قدر والی تھی اور وہ یہ بات تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطیب خاطر اور صاف نیت سے یہ قبول کر لیا تھا کہ یہ یہودی مسلمانوں کے حلیف امان سے متفق رہیں گے اور اپنی جانوں اور عزتوں کے بارے میں مطمئن ہوں گے اور اچھے دین کے بارے میں آزاد ہوں گے اور اس کے بالمقابل مسلمان باوجود یشرب میں بادشاہ ہونے کے ان سے ایک درجہ بھی نہیں گئے، اور وہ معاہدہ یشرب کے بموجب مسلمانوں کے ساتھ نفع و نقصان میں شامل ہوں گے، اس لحاظ سے کہنا چاہیے کہ وہ اس معاہدہ کے بموجب ایک مستقل امت ہوں گے جو ملت اسلامیہ کے ساتھ تمام حقوق میں بغیر کسی امتیاز کے مساوی ہوں گے، لیکن یہودیوں نے اس رواداری اور حسن سلوک کا کس وجہ سے مقابلہ کیا جس نے انہیں باوجود اسلامی عربی اکثریت کے درمیان غیر ملکی یہودی اقلیت ہونے کے ایسا بنا دیا ہے کہ انہوں نے اپنی دینی، اجتماعی اور اقتصادی زندگی میں جو یشرب میں اسلام کے تسلط سے قبل انہیں حاصل تھی، کئی تبدیلی کا شہدہ کیا؟، یہود نے نازک ترین اوقات میں اس رواداری، اور حسن سلوک کا مقابلہ، غداری، خیانت، ڈکٹیشن، ظلم اور عہد شکنی سے کیا،..... یہ اسرائیلی تیج اخلاق ہیں جو اس وقت سے ان کے لازم حال ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے یشرب میں یہودیوں کے ان اخلاق سے بڑی پریشانیوں اٹھائیں اور سخت خطرناک مشکلات اور کئی سازشوں کا سامنا کیا، مگر اس کے باوجود آپ نے ان یہودیوں کے ساتھ رواداری اور درگزر کا سلوک کیا نیز آپ نے ان کی عہد شکنی اور ڈکٹیشن کے بالمقابل باوجود طاقت رکھنے کے ان کی خون ریزی سے اجتناب کیا، آپ نے ان یہودیوں کے ساتھ معفو و درگزر کا جو آخری اقدام کیا وہ مدینہ میں بنی نضیر کے یہودیوں کے ساتھ آپ کا سلوک تھا آپ نے ان کے خون کی حفاظت کی اور ان کی عزتوں اور جانوں کو قید ہونے سے بچایا اور انہیں پُر امن طریق سے مقدر بھروسا مان

اٹھا کر جہاں وہ چاہیں، جلنے کی اجازت دے دی، مگر ان یہودیوں نے خیبر میں ابھی ٹھکانہ بھی نہ پکڑا تھا کہ انہوں نے اُسے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جارحیت کا خطرناک اڈہ بنا دیا، اس اڈے کی موجودگی سے مسلمانوں کو شدید پریشانیوں اور خطرناک احوال سے دوچار ہونا پڑا، قریب تھا کہ وہ ان کی ہستی کو مٹا دیتے جیسا کہ ہم نے اپنی دو کتابوں غزوة احزاب اور بنی قریظہ میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے، پس ان یہودیوں نے یہ بات ثابت کر دی کہ خواہ ان سے کس قدر درگزر اور حسن سلوک کیا جائے اور خواہ ان کو کس قدر پختہ عہد دیئے جائیں، جب تک زندہ ہیں اسلام کے وجود کو ختم کئے بغیر اور مسلمانوں کی جڑ کاٹنے بغیر ہرگز راضی نہ ہوں گے، اس لئے یہ ایک بدیہی اور مزوری امر ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جارحیت کو ختم کرنے اور ان کے شر سے بچنے کے لئے یہود کے وجود کے خاتمے کے بغیر اور کوئی راستہ اختیار نہ کریں، اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کو ان کے گھروں میں منتقل نہ کر دیتے اور ان کی جارحیت کے اڈے پر قبضہ نہ کرتے تو ان کی جارحیت کا خاتمہ نہ ہوتا، اس طرح آپؐ یہود کی جارحیت اور ہتھیاری کے شر سے مسلمانوں کی امن و سلامتی کے ضامن بن گئے، اس جگہ (واللہ اعلم) وہ سبب معلوم ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے (اہل کتاب سے جنسہ کی قبولیت کے قانون کے بعد) خیبر کے یہودیوں کے ساتھ وہ معاملہ کیوں نہیں کیا جو وہ دوسرے اہل کتاب کے ساتھ کرتے تھے یعنی ان سے جزیرہ لینے پر ہی اکتفا کرتے، کیونکہ ان یہودیوں کا حکم، ان عہد شکن فلاحوں کا ہو گیا تھا جن سے بار بار عہد شکنی، غلامی، تہر اور ڈکیتیر شپ کا ارتکاب ہوتا تھا اور بار بار کے تجربہ بات نے بھی ثابت کر دیا تھا کہ ان کا کسی عہد کا پورا کرنا ممکن ہی نہیں اور خیبر کے یہودیوں سے مسلمانوں کا جزیرہ قبول کرنا ایک عہد تھا اور سالہا سال کے تجربہ بات نے یہ بات ثابت کر لی تھی کہ ان یہودیوں کے ساتھ اس قسم کے معاہدے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ انہیں مسلمانوں کو کھیلنے کے لئے ایک نیا موقع فراہم کرنا ہے جیسا کہ بنو نضیر نے احزاب کو تیار کر کے کیا اور بنو نضیر نے اس وقت کیا جب انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ نہایت نازک وقت میں عہد شکنی اور فلاحی کی اسی لئے (واللہ اعلم) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے صرف دو باتوں میں سے ایک بات کو قبول کیا، یا تو وہ اسلام میں داخل ہو کر، اسلامی سوسائٹی کا جزو بن جائیں،

اور یا مسلح تصادم کے لئے تیار ہو جائیں تاکہ جو کلام ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ کر دے!..... ہم نے تحلیل و تجزیہ اور استنتاج کر کے جس بات کو اختیار کیا ہے اس کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ کی ادائیگی کی پیشکش کے بغیر، یہودی خیر کے ساتھ جنگ کرنے پر اس لئے اصرار کیا تاکہ ان کا وجود اور اموال محفوظ رہیں حالانکہ اسی وقت آپ نے یتیم کے یہودیوں سے جزیہ قبول کیا اور ان کے تمام اموال کو ان کے لئے چھوڑ دیا اور ان سے جگی لوگوں کی طرح سلوک نہیں کیا اور انہیں آزاد چھوڑ دیا گیا اور ان میں سے کسی مرد، عورت یا بچے کو قیدی نہیں بنایا، اسی طرح کا سلوک آپ نے فدک کے یہودیوں کے ساتھ مصالحت کے وقت کیا اور ان سے نصف زمین لینا قبول کر لیا اور انہیں ان کے علاتے میں آزاد چھوڑ دیا، حالانکہ فدک کو، خیبر کے مضافات میں شمار کیا جاتا ہے، بلاشبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک اور یتیم کے یہودیوں اور خیبر کے یہودیوں کے درمیان امتیازی سلوک رد کر رکھا اس لئے کہ خیبر کے یہودیوں نے اپنی متواتر جارحیت اور سازشوں سے مسلمانوں کی سلامتی اور امن کے لئے خطرہ پیدا کر دیا تھا جو پہلے دو مقامات کے یہودیوں نے نہیں کیا، یہودی خیبر کی سادشیں اس وقت ختم ہوئیں، جب مسلمانوں نے خیبر پر غالب آکر ان کے داخل اور کینے وجود کا خاتمہ کر دیا..... نیز یتیم، شمال اور فدک کے یہودیوں کا ان خوفناک اور جارحانہ سازشوں میں کوئی ہاتھ نہ تھا جن کی تیاری خیبر میں ہوئی تھی اور ہجرت کے چوتھے سال جنگ خندق میں، سادات خیبر نے خود اجتناب کی قیادت کی تھی،

**جنگ کا آغاز** حضرت علی بن ابی طالب نے ناندہ نبوتی کے طور پر، خیبر کے یہودیوں کو، اسلام میں داخل ہو کر اپنے خون کا تحفظ کرنے اور تمام حقوق میں مسلمان عربوں کے ساتھ برابر ہونے اور کفر کی ظلمت سے نکل کر نور توحید کی طرف آنے کی جو دعوت دی اس کے قبول کرنے سے انہوں نے انکار کر دیا، خیبر کے یہودیوں نے (انہیں اپنی کثرت تعداد، تیاری اور سامان جنگ پر بڑا ناز تھا) اس دعوت کا جواب قطعی انکار میں دیا بلکہ یہود نے جواب میں جنگ کا آغاز کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلے دن خیبر پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں پر سخت حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں کئی صحابہ شہید ہو گئے اور پچاس زخمی ہو گئے جس میں بعد میں

مسلمانوں کے پڑاؤ کے امدادی سنٹر میں لایا گیا ،

## قیادتوں و جھنڈوں کی تنظیم و تقسیم

یہودیوں نے جب دعوتِ امن کے رد کرنے پر اصرار

کیا اور جنگ کرنے کا فیصلہ کر لیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوج کو تیار کرنے اور قیادتوں کو تقسیم کرنے میں لگ گئے ،

## علمِ نبویؐ

جنگِ خیبر کے روز، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم سفید تھا، جسے عقاب کہتے تھے، اس میں سیاہی کے ساتھ لالہ

الالہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا آپ نے پہلے دن جب حضرت علیؑ کو یہودیوں کو امن اور اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دینے کا حکم دیا تو آپ نے یہ جھنڈا انہیں عطا فرمایا ،

## النصار و مہاجرین کے چار جھنڈے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حملہ سے قبل چار قیادتوں میں چار جھنڈے تقسیم کئے اور جھنڈے مہاجرین کے تھے جنہیں آپ

نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو عطا فرمایا اور دو جھنڈے انصار کے تھے جنہیں آپ نے حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت جباب بن المہذرؓ کو عطا فرمایا، ابن سعد اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جھنڈے صرف جنگِ خیبر کے روز ہی تھے اس دن سے قبل چھوٹے جھنڈے ہوتے تھے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس دور میں الرایۃ اند اللہواء (بڑا اور چھوٹا جھنڈا) میں فرق کیا جاتا تھا ،

## پہرے

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہرے کے لئے ایک فوجی دستہ تیار کیا جو رات کے وقت دشمن کے قلعوں کے ارد گرد گشت کرتا تھا اور اس کی حرکات کا بھی جائزہ لیتا تھا، جن لوگوں نے اسلامی پڑاؤ کی پہرے داری کرنے اور رات کو گشت کرنے کی ذمہ داری ادا کی ان میں حضرت عمر فاروقؓ بن الخطاب بھی شامل تھے، اور پڑاؤ کی قیادت اور المدیح میں انتظامیہ کے تمام امور، حضرت عثمان بن عفان کو سونپے گئے ،

مؤرخین کی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہود کو انتباہ کرنے کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی عربی کارروائی یہ کی کہ ان کی کھیتوں اور کھجوروں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں نے دشمن کو خوف زدہ کرنے کے

یہ ہود کے  
کھیتوں کی بربادی  
اور کھجوروں کا جہلانا،

لئے ان کی کھجوروں کو کاٹنا شروع کر دیا، مجموعی طور پر مسلمانوں نے چار سو کھجور کے درختوں کو کاٹا، پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کاٹنے سے منع فرمایا تو وہ رگ گئے، ہجرت کے پہلے مسلمانوں نے قبضہ کیا اور جن کھجوروں کو کاٹا وہ پہلے حصے یعنی علاقہ نطاۃ میں تھیں اور خیبر کا پہلا حصہ وہ ہے جس نے شدید ترین معرکوں کو دیکھا ہے،

حصول مقصد کیلئے مشکل مہم،  
خیبر کے جنگی مراحل کے قیام کرنے والے پر  
یہ بات واضح ہو جائے گی کہ خیبر میں بیڑوں

کے وجود کے خاتمے کے لئے مسلمانوں کو عقیم پریشانیوں اور بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، اس پر مستزاد یہ کہ قلعے نہایت مضبوط تھے اور یہودی جاننازوں سے پڑتے جو مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھے، پھر آب و ہوا کی خرابی کی وجہ سے حملہ سے قبل ہی بہت سے مسلمانوں کو بخار نے آیا، کیونکہ خیبر قدیم زمانہ سے تالابوں کی کثرت کی وجہ سے بخار کا گھر ہے اس بخار نے مسلمانوں کی جسمانی قوتوں کو متاثر کیا لیکن ان کے عزم میں رکاوٹ نہ بن سکا، انہوں نے بڑے مبرور بہادری کے ساتھ جنگ کو جاری رکھا یہاں تک کہ انہیں فتح حاصل ہو گئی،

مؤرخین کا اس بارے میں اختلاف ہے  
حملہ کا آغاز کیسے ہوا،  
کہ خیبر کے قلعوں میں سے کون سا قلعہ سب

سے پہلے مسلمانوں کے حملے کا نشانہ بنا، تحقیق و تحض اور روایات کے موازنہ کے بعد ہمارے نزدیک مزید بات یہ ہے کہ جب وہ مؤرخین کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے سب سے پہلے النطاۃ، اور اللثق کے قلعوں پر حملہ کیا (یہ خیبر کے نصف اول میں واقع ہے) اور یہ پانچ قلعے ہیں۔ النطاۃ کے قلعوں میں سب سے پہلے ناظم کا قلعہ ہے جس پر مسلمانوں نے حملہ کیا، خیبر کے قلعوں میں حصول مقصد کے لئے داخل ہونا ایک بڑا مشکل کام تھا، وہ بڑے مضبوط قلعے

تھے ان کے قلعہ کرنے کے لئے منجیق اور آگ اگلنے والے تباہ کن آلات کی ضرورت تھی جن کو بہت سی توہین استعمال کرتی تھیں جن میں خود یہود غیر بھی شامل تھے، لیکن جس وقت سلمان غیر کی جانب آئے اس وقت ان کے پاس ان تباہ کن آلات میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی، اس لئے قلعہ بند یہودیوں نے، سخت مقاومت کی جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صعوبت برداشت کرنی پڑی۔

## مسلمانوں کا پہلا ٹراؤ

جیسا کہ ہم اس کتاب میں پہلے بیان کر آئے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی شمالی جانب سے جو النظاۃ کے بالائی حصے میں ہے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ آپ یہود اور شام کے درمیان حائل ہو جائیں اور غطفان کو بھی جاننازلوں کی مدد لینے سے روک دیں اور عملاً آپ نے، النظاۃ کے بالائی حصے میں ایک کھلی جگہ پر اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا جو قلعہ ناغم کے قریب تھا اور یہ خیبر کا پہلا قلعہ ہے جس پر مسلمانوں نے حملہ کیا اور یہود کے مشہور شہسوار مرحب کا قلعہ ہے جسے حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے پہلے روز، قلعہ ناغم پر پُر زور حملہ کیا اور اس قلعہ پر حملہ کرنے میں آپؐ بنفس نفیس شریک ہوئے، آپؐ غزب نامی گھوڑے پر سوار تھے اور دو زر میں اور خود پہنے ہوئے تھے خود کے اوپر ایک اور خود تھا اور آپؐ کے ہاتھ میں نیزہ اور ڈھال تھی، قلعہ ناغم کے سامنے مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی، مسلمانوں نے اس قلعہ پر سخت حملہ کیا اور پورا دن اس پر حملہ آور رہے، لیکن یہود کی جانب سے (مرحب اور اس کے بھائی یا سر اور حارث کی قیادت میں) انہیں سخت مقاومت کا سامنا کرنا پڑا یہاں تک کہ اس قلعہ پر مسلمانوں کے پہلے دن کے حملے ناکام ثابت ہوئے بلکہ قلعہ ناغم کے دفاع میں یہودیوں کی جاننازی یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے قلعہ کے دروازے کھول کر ان مسلمانوں پر سخت حملہ کر دیا، اور حارث (ابن زینب مرحب کے بھائی) کی قیادت میں قلعہ سے باہر نکل کر ان کے دستے مسلمانوں پر پل پٹے اور انصار کے دستوں سے ان کی مدد بھیجی گئی..... قلعہ کے باہر زبردست جنگ کے بعد، انصار نے یہودی سالار حارث کو بھگا دیا اور یہودیوں کو بہن کا قلعہ کے اندر داخل کر دیا اور انہوں نے اپنے دروازے

بند کر لئے، مگر یہودیوں نے نئے سہ سے دوبارہ حملہ کیا اور قلعے کے دروازوں کو کھول دیا اور  
 اٹینر کی قیادت میں (مرحب کے خاندان کا ایک آدمی) سخت حملے کئے مگر مسلمانوں نے  
 ان حملوں کو روک لیا، لیکن یہود نے ان پر سخت دباؤ ڈالا یہاں تک کہ انہیں بکھیر دیا اور یہ  
 اپنے حملے کی جگہ پر آگئے حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے تو یہ بات آپ پر  
 بہت گراں گزری،

**پچاس زخمی اور ایک شہید**، جنگ کے پہلے روز، (قلعہ نام).....

نقصان برداشت کرنا پڑا، قلعہ کے بروجوں سے یہودیوں کی تیر اندازی سے پچاس آدمی زخمی ہو  
 گئے، ان سب زخمیوں کو دوسرے دن الرجیع میں علاج کے لئے لایا گیا جو دن کا امدادی سنٹر  
 تھا، اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب بن منذر کے مشورہ سے اپنا بیڈ کو ارد  
 اس جگہ منتقل کر لیا، جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی، انشاء اللہ،

مگر کہ خیبر کے پہلے روز سب سے پہلے شہید  
 ہونے والا جو ان محمود بن مسلمہ تھا جو محمد بن  
 مسلمہ انصاری کا بھائی تھا، محمود بن مسلمہ

**خیبر کا پہلا شہید**  
**محمود بن مسلمہ**

جنگ میں قتل نہیں ہوا اسے اس وقت دھوکے سے قتل کر دیا گیا جب وہ قلعہ نام کے کسی  
 ذیلی مکان میں سایہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اُسے اس بات کا گمان بھی نہ تھا کہ دن کوئی یہودی  
 سپاہی موجود ہوگا، محمود (جہادوں کی طرح جنگ کرنے کے بعد، یہ دن شدید گرمی  
 کا تھا) تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے اس سائے میں آگیا تو اس پر مرحب یہودی نے چچی کا  
 ایک پاٹ گرا دیا جو اس کے سر پر لگا جس سے اس کا غود ٹوٹ گیا یہاں تک کہ اس کی  
 پیشانی کی کھال اس کے منہ پر گر پڑی، اُسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لایا گیا تو  
 کھال دوبارہ پہلے کی طرح پیشانی پر لگا دی گئی پھر اس کے سر پر چچی باندھ دی گئی، اس کے  
 بعد اُسے امدادی سنٹر میں منتقل کر دیا گیا، دادی الرجیع میں تین دن کے علاج کے بعد اس  
 کی رُوح نفسِ عنصری سے پرداز کر گئی،

جنگ کے پہلے روز، جس میں مسلمانوں کو شدید پریشانی اور نقصان اٹھانے پڑے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے **ہیڈ کوارٹر کی تبدیلی**

ایک بڑے سلاخ نے جو انصار صحابہ میں سے تھے (حباب بن منند) دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہے وہ جگہ حکمت عملی کے نقطہ نظر سے مناسب نہیں، اس نے آپ کو بتایا کہ آپ اپنے اس ہیڈ کوارٹر کو چھوڑ کر کسی اچھی جگہ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنائیں، حباب نے دیکھا کہ جس جگہ کو آپ نے ہیڈ کوارٹر بنایا ہے اس سے انتظام کے وہ قلعے جن پر حملہ کرنا مقصود ہے بہت اونچائی میں واقع ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ ان قلعوں کے سامنے مسلمانوں کا تام پڑاؤ کھلا نظر آتا ہے (جن میں نام کا قلعہ بھی تھا) اور یہ بھی دیکھا کہ میدی قلعوں سے جو تیر مارتے ہیں وہ پڑاؤ کے اندر اگر مسلمانوں کو لگتے ہیں، جس کی وجہ سے پچاس مسلمانوں کو مختلف قسم کے زخم لگ چکے ہیں، پھر اس نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمانوں کا پڑاؤ ایک وہ زود علاقہ میں ہے جہاں کھجوریں اور پھنسیں ہیں موزخین نے بیان کیا ہے کہ حباب بن منند جنگ کے پہلے روز، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اس وقت وہ قلعہ نام پر حملہ کر رہا تھا) اور کہنے لگا یا رسول اللہ، آپ نے جس جگہ پر قیام فرمایا ہے اگر یہ حکم الہی کے مطابق ہے تو ہم اس باسے میں بات نہیں کرتے اور اگر اپنی رائے سے ہے تو ہم بات کرتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس جگہ پر رائے سے قیام کیا گیا ہے تو حباب نے عرض کیا یا رسول اللہ، آپ قلعوں کے قریب ہو گئے ہیں اور کھجوروں اور پھنسیوں کے درمیان اتر پڑے ہیں، مجھے اہل نظاۃ کے باسے میں علم ہے کوئی قوم ان سے زیادہ صحیح تیر مارنے میں ماہر نہیں اور وہ ہم سے بلندی پر ہیں، اور وہ نیچے آنے میں اپنے تیروں سے بھی بھریلے تیر سزایں، اور میں ان کے شبخون مارنے سے بھی بے خوف نہیں ہوں وہ کھجوروں کی ادٹ میں داخل ہو جائیں گے، یا رسول اللہ کسی اور جگہ چلے جائیے جہاں پٹھے اور بانو نہ ہو، ہم اپنے اور ان کے درمیان پتھروں کو ادٹ بنا لیں گے تاکہ ان کے تیر ہمیں گزند نہ پہنچائیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حباب کی رائے کو درست سمجھتے ہوئے فرمایا آپ نے رائے سے ہی سے شام کے وقت تم



یہاں سے چلے جائیں گے،

## شام تک مسلسل جنگ

مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ناظم قلعہ کے رہنے والوں سے رات کے چھا جانے تک مسلسل جنگ کی جائے تاکہ آپ رات کو اپنے بیٹے کو اور شکر تہیل کر سکیں آپ نے جناب بن منذر سے فرمایا، ہم آج دن بھران سے جنگ کریں گے نیز عملاً آپ نے جناب بن منذر کے مشورہ سے مشہور صحابی محمد بن مسلمہ انصاری کو بلا یا جو آپ کے حفاظتی دستہ کے سالار تھے اور فرمایا کہ جس جگہ ہم نے پڑاؤ کیا ہوا ہے اس سے کوئی اچھی جگہ تلاش کر دو تاکہ ہم وہاں منتقل ہو جائیں آپ نے فرمایا ہمارے لئے کوئی ایسی جگہ تلاش کر دو جو ان کے قلعوں سے دور ہو اور وہاں سے بھی پاک ہو اور اس میں ہم ان کے شبخون مارنے سے بھی بے خوف ہوں، محمد بن مسلمہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں آپ کے بیان کردہ اوصاف کے مطابق، جگہ تلاش کرنے کے لئے نکلی پشے تاکہ وہ فوج کے لئے جدید پڑاؤ کا کام دے، محمد بن مسلمہ نے بڑی جستجو کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق فوج کے پڑاؤ کے لئے ایک مناسب جگہ تلاش کر لی، اور وہ وادی الریحیح تھی، اس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، جبکہ آپ قلعہ ناظم کے سامنے جنگ کر رہے تھے، آکر عرض کیا یا رسول اللہ، میں نے آپ کے لئے جگہ تلاش کر لی ہے پھر آپ کے سامنے اس نے وادی الریحیح کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ برکت دے..... مگر اس روز آپ رات تک اہل نفاۃ سے (جس میں ناظم قلعہ تھا) مصرت پیکار رہے آپ قلعہ کے نشیب سے جنگ کرتے تھے، اور یہودی بھی اس دن اکٹھے ہوئے تھے، جناب نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ نے جگہ بدل لی ہوتی آپ نے فرمایا جب شام ہوگی ہم انشاء اللہ جگہ بدل لیں گے، یہودیوں کی تیر اندازی سخت ہو گئی یہاں تک، کہ ان کے تیر اندازوں کے پڑاؤ میں آکر پڑنے لگے، بلکہ اس سے آگے بھی

۱۔ الریحیح، خیبر کے قریب ایک وادی ہے اور یہ اس الریحیح سے مختلف جگہ ہے جس میں مشرکوں نے سات اصحاب انبی سے دھوکہ کیا تھا یہ جگہ پانی والی ہے اور مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے، اس کے اور میرے کے درمیان بیس راتوں کا فاصلہ ہے۔

گذرنے لگے اور مسلمان ان تیروں کو اٹھا کر پھران کی طرف انہیں مارتے۔

جنگ کے پہلے روز کی شام کو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ وادی الریح میں منتقل ہو گئے جسے محمد بن مسلمہ انصاری

## مسلمانوں کا وادی الریح میں جانا

نے آپ کے لئے پسند کیا تھا، آپ نے وادی الریح کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا، نیز نطاۃ کے قلعوں میں، موجود یہود کے خلاف سے حربی کارروائیوں کے انتظام کے لئے جنگی اڈہ بنا دیا۔ (خصوصاً قلعہ ناعم کے خلاف) آپ مسلمانوں کو اپنے اپنے جھنڈوں تلے، اپنے پڑاؤ سے جنگ کے لئے لے جاتے اور جب شام ہو جاتی تو اپنی فوج کے ساتھ الریح میں واپس آ جلتے، آپ نے اپنے پڑاؤ کے اندر جنگ میں زخمی ہونے والوں کے علاج کے لئے ایک امدادی سنٹر بھی بنایا ہوا تھا، زخمیوں کو، زخمی ہوتے ہی میدان سے اٹھا کر امدادی سنٹر میں منتقل کر دیا جاتا تھا، پہلے روز قلعہ ناعم کے سامنے جو پچاس آدمی زخمی ہوئے ان کا علاج وادی الریح میں ہی پایہ تکمیل کو پہنچا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوجی پڑاؤ کی قیادت حضرت عثمان بن عفانؓ کو سونپی، وادی الریح، نطاۃ کے

## پڑاؤ کا سالار حضرت عثمان بن عفانؓ

بالائی حصہ میں ہے جہاں یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان سخت ترین معرکہ ہونے لگا مغہوم یہ ہے کہ پہلے روز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نطاۃ کی لڑائی سے یہودیوں کے ساتھ جنگ کی پھر الریح جانے کے بعد نطاۃ کے بالائی حصے سے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر بہ فتح دے دی،

مسلمانوں نے جب قلعہ ناعم کے محاصرہ کا آغاز کیا تو ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب

## مسلمانوں کا شدید فوجی نظم و ضبط؛

کو، فوجی نظم و ضبط کے متعلق ایک سبق دیا اور فوج کے سالار عام کے احکام کی پابندی دیکھنے کی اجازت بتائی، کہ فوجی، جس تک اپنے سالار سے اجازت نہ حاصل کر لے اس

وقت تک کسی کارروائی کا اقدام نہ کرے، مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ اس وقت انطاۃ میں قلعہ ناعم پر حملہ کے لئے تیار تھے، خروج کو اس وقت تک جنگ کرنے سے منع فرمایا۔ جب تک اُسے آپ سے اجازت نہ مل جائے لیکن اسلامی فوج کے ایک جوان نے (جو بچہ کے اشیخ قبیلہ سے تھا) ایک یہودی کو دیکھ کر اُسے قتل کرنے کے ارادہ سے اس پر حملہ کر دیا، مگر خیر کے مشہور شہسوار مرحب نے حاصل ہو کر اٹھی جوان کو قتل کر دیا تو لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ، فلان آدمی شہید ہو گیا ہے تو آپ نے فرمایا، کیا وہ میرے جنگ سے منع کرنے کے بعد مارا گیا ہے، لوگوں نے کہا ہاں! تو آپ نے منادی کو حکم دیا کہ یہ اعلان کرے کہ کسی نافرمان کے لئے جنت میں جانا جائز نہیں، آپ نے یہ بات اٹھی مسلمان کی طرف جس نے فوجی نظم و ضبط کی مخالفت کی تھی، اشارہ کرتے ہوئے فرمائی کہ چونکہ اُس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے قبل ہی یہودیوں سے جنگ شروع کر دی تھی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان فوجی معاملات میں اور خصوصاً جنگ کے حالات میں دیگر تمام اقوام سے اشدت اور سختی میں بڑھے ہوئے تھے یہ ایک مسلمان جوان تھا جسے ایک یہودی نے میدان جنگ میں قتل کر دیا لیکن اس کے باوجود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھی مسلمان کی یہ کارروائی ایک آنکھ نہ بجائی اور آپ نے اُسے نافرمان تصور کیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے،

## اسلام کی وسعت و آسائش،

قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑا اور مارا گیا اور خدا تعالیٰ کو ایک سجدہ کے بغیر جنت میں داخل ہو گیا، کیونکہ وہ جس روز مسلمان ہوا، اسی روز، نماز کا وقت آنے سے پہلے ہی شہید ہو گیا، تاریخ میں بیان ہوا ہے کہ اسلم نامی حبشی جو خیر کے پانچ سرداروں میں سے کسی ایک کا غلام تھا (عامر کا غلام تھا جو مرحب کے ساتھ مارا گیا تھا) جو عامر یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا اس نے جب اہل خیر کو قلعہ بند ہوتے اور جنگ کے لئے تیاری کرتے دیکھا تو اس نے ان سے اس بارے میں پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص سے جنگ کر رہے ہیں جو اپنے آپ کو نبی خیال کرتا ہے یہ بات اس کے دل میں گھر گئی وہ اپنی بکریوں کو،

ہانگتا ہوا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا پھر اس نے آپ سے ملاقات کرنا چاہی تو آپ نے اُسے ملاقات کی اجازت عطا فرمادی جب وہ آپ کے پاس آیا تو اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیا کہتے ہیں اور کس بات کی دعوت دیتے ہیں، آپ نے بڑی کٹاوتہ دلی سے فرمایا میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کر، غلام نے عرض کیا، اگر میں یہ شہادت دے دوں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤں تو مجھے کیا ملے گا، آپ نے فرمایا اگر تو اس شہادت اور ایمان پر میرے تو تجھے جنت ملے گی پس اسلام نے اس کے دل میں گھر کر لیا اور وہ مسلمان ہو گیا،

پھر اس حبشی نے کہا یا رسول اللہ، یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں، اب میں ان کے

## امانت کے متعلق سبق

باسے میں کیا کر دوں، آپ نے فرمایا انہیں فوج سے باہر نکالو پھر انہیں ہانک دو، اور کنکریاں مارو، اللہ تعالیٰ تیری طرف سے یہ امانت ادا کرے گا، حبشی نے کھڑے ہو کر کہتے پھر کنکریاں لیں اور اپنے سامنے پھینک کر کہا اپنے مالک کی طرف واپس چلی جاؤ، خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا وہ بکریاں اکٹھی ہو کر چل پڑیں ایک ہانکنے والا انہیں ہانگتا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ قلعہ مر جب میں داخل ہو گئیں پس یہودی کو پتہ چل گیا کہ اس کا غلام، مسلمان ہو گیا ہے،

مورخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب قلعہ ناعم کے یہودیوں سے لڑنے کے لئے جھنڈا اٹھا کر نکلے اور ان کے پیچھے پیچھے یہ حبشی بھی یہود سے لڑنے کے لئے گیا اور قتل ہو گیا اسے اٹھا کر امدادی سنٹر میں لایا گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھ کر اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو عزت دی ہے اور اسے خیر کی طرف لایا ہے، میں نے اس کے سر کے پاس دو موٹی آنکھوں والی خوری دیکھی ہیں حالانکہ اس نے خدا تعالیٰ کو کبھی سجدہ بھی نہیں کیا، اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک سیاہ فام آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا، میں ایک سیاہ فام، قبیح چہرہ اور محکمہ بودا آدمی ہوں اور میرے پاس کوئی مال نہیں، اگر میں ان لوگوں کے ساتھ لڑتا ہوں

بادوں تو کیا میں جنت میں داخل ہوں گا؟ فرمایا ہاں! تو وہ آگے بڑھ کر لٹٹا، یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقتول کے پاس آکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو خوبصورت بنا دیا ہے اور تیری بو کو پاکیزہ بنا دیا ہے اور تیرے مال کو بڑھا دیا ہے، پھر فرمایا میں نے اس کی دو بیویوں کو دیکھا ہے جو موٹی آنکھوں والی خوروں میں سے ہیں جو اس کا جبہ اتار رہی ہیں اور اس کی چلدا اور جیسے کے درمیان داخل ہو رہی ہیں۔

النحیة کے قلعوں میں سے  
مضبوط ترین قلعہ نام تھا

قلعہ ناعم پر قبضہ کرنے کے لئے، اس کے سامنے مسلمانوں نے جو سخت جنگیں کیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ غیر مضبوط ترین قلعہ تھا اور اس کی مدافعت کرنے والے یہودی، خیبر کے شجاع ترین اور سخت جنگ باز یہودی تھے، اس کی دلیل کے لئے یہی بات کافی ہے کہ خیبر کا شہسوار مرحبؓ اس مضبوط قلعے کے دفاع کی قیادت کر رہا تھا اور اس کی مدد دوا لیسے شہسوار کر رہے تھے جو جرأت و شجاعت میں اس سے کم نہ تھے اور وہ اس کے دونوں بھائی یا مرام اور عمارت تھے یہ تینوں سالہ، مبارزت میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ان جاننا دشہسواروں کے مرنے کے بعد ہی، مسلمانوں نے قلعہ ناعم کو فتح کیا، جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی۔

قلعہ ناعم کے  
محاصرہ میں شدت

اس قلعے کے دفاع میں اگرچہ آل مرحب اور اس کی فوج نے بہادری کے کئی کارنامے دکھائے، اور یہود کی سخت مقاومت سے مسلمانوں کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی اور باوجود اس بات کے کہ اس علاقے کی آب و ہوا کی ناموافقیت کی وجہ سے جیش نبوی کے بہت سے جوانوں کو بخار نے آیا، پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس مضبوط قلعے کے یہودیوں پر محاصرہ کو سخت کر دیا جائے جسے غیر کی پہلی دفاعی لائن سمجھا جاتا تھا۔ یہود نے اپنی شدید مقاومت کو جاری رکھا اور حضور علیہ

مرحب کا قتل ہونا اور قلعے کا کھلنا

بھلائی کے واسطے اس قلعے کو فتح کرنے کے ارادے سے اس پر حملہ کرنے میں امریکا  
 آپ نے مہاجرین و انصار کا ایک دستہ، دو سو سترہ ہتھیاروں کے پیچھے قلعہ نام پر حملہ کرنے  
 کے لیے بھیجا لیکن یہ سب ہتھیاروں میں داخل ہونے لگا اس کی مضبوطی کی وجہ سے اسے فتح کرنے  
 اور یہودی شہرہ مقادمت کی وجہ سے عاجز آگئے، امتاع الامناع کا موعظ اس قلعے کے  
 سامنے جنگ کی صعوبت کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ نے، اپنا جھنڈا ایک مہاجر  
 کو دیا مگر اس سے کچھ نہ بنا، پھر آپ نے ایک اور مہاجر کو جھنڈا دیا مگر اس سے بھی کچھ نہ  
 بنا اور بالآخر لوٹ آیا پھر آپ نے انصار کا جھنڈا ایک انصاری کو دیا مگر وہ بھی بغیر کچھ نہ  
 واپس آگیا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور یہودی کے  
 دستے (جن کے آگے آگے حارث بن ازیہ، مرعب کا بھائی تھا) بھی سمنہ کی طرح ٹھانسیں  
 مارتے آگئے، حارث لوگوں کی صفیں توڑتا ہوا بڑھتا آ رہا تھا، ان سب کو انصار کا علم بردار  
 قلعے تک لے گیا اور یہودی کے ایک سالار، اسی نے باہر نکل کر، انصار کو بکھر دیا اور رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات بہت گہری گزری  
 اور آپ نے غم و اندوہ کی حالت میں شام کی، مرعب کے قتل کے بعد مدافعین کے دفاع میں  
 گزری پید ہوئی۔

عَامَرِ بْنِ اَكْوَعٍ قَاتِلٌ، اِمْنِ كَثِيْرٍ نَفَسِ الْهَدَايَةِ وَالنَّهْيَةِ جَلَدًا ۱۸۷

پہ بیان کیا ہے کہ مرعب یہودی اپنے قلعے کے

مخامرو کے دوران، اپنی تلواریں کے ساتھ تاز و احاسے چلتا ہوا اور مبارزت طلب کرتا ہوا نکلا  
 اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا،

قد علمت خيبر ارضي مرعب شاكي السلاح بطل مجرب

اذا المحروب اقبلت تلهمب

ترجمہ: جب جنگ بھرک اٹھی ہے تو خیر کو معلوم ہو جاتا ہے کہ میں ہتھیار بند  
 اور آزمودہ بہادر مرعب ہوں۔

تو اس کے مقابلہ میں سنان بن اکوع نے نکل کر یہ شعر پڑھا،

قد علمت خيبر ارضي عامر شاكي السلاح بطل مجرب

ترجمہ: غیر جانتا ہے کہ میں ہتھیار بننا اور آؤں وہ بہادر عامر ہوں۔

دونوں نے ایک دوسرے پر داس کے قوم حرب کی تلوار، عامر کی ڈھالی پر لگی وہ نیچے جھکا تو اس کی اپنی تلوار سے اس کی رگ کٹ گئی جس سے اس کی جان نکل گئی، اس واقعہ کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے جہاں عامر نے راستہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر بھی تھی۔

متفقین اور اصحاب الحدیث کے درمیان بیڑہی شہسود مرحب کے قاتل کے

## مرحرب کو کس نے قتل کیا

بائے میں اختلاف پایا جاتا ہے..... ایک فریق کے نزدیک اُسے محمد بن مسلمہ انصاری نے قتل کیا تھا اس فریق کے لیڈر محمد بن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ ہیں اور ثاقدی کہتا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے، مرحرب کا مقابلہ کیا اور اس کی دو نعلیاں کاٹ دیں اور اُسے مجروح کر کے چھوڑ دیا اس کی جان نکل رہی تھی، کہ حضرت علی بن ابی طالب اس کے پاس سے گزرے اور جھٹ پٹ مار کر اس کا سر کاٹ لیا، تیسرے فریق کے نزدیک مرحرب کے قاتل حضرت علی بن ابی طالب ہیں..... تمام فریقوں کے اقوال پر غور کرنے سے محقق منصف پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس نے مرحرب کو قتل کیا وہ حضرت علی بن ابی طالب ہیں کیوں کہ قلعاہی کے متعلق فتح ہوا تھا، ہم اس جگہ تینوں فریقوں کی روایات کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اسب سے پہلے ہم ابن اسحاق کی رائے کو درج کرتے ہیں،

”ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب مرحرب نے قلعے کے سامنے آکر مبارزت طلب کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مقابلہ کون کرے گا؟ تو محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس کا مقابلہ کروں گا، غلا کی قسم مجھ میں کینہ جوش مار رہا ہے اس نے کل میرے بھائی کو قتل کیا تھا، تو آپ نے فرمایا اس کے مقابلہ میں جاؤ، پھر حافظائی لے لے لے اس کے غلات اس کی مدد فرما، ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ جب دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو ان کے درمیان ایک درخت حائل ہو گیا اور دونوں ایک دوسرے سے بچنے کے لئے اس کی پناہ لینے لگے، جب کوئی ان میں سے اس کی پناہ لیتا تو دوسرا اپنی تلوار سے رکاوٹ بننے والی ٹہنیوں کو کاٹ دیتا یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے ہو گئے اور درخت ان کے درمیان کھڑے آدمی کی طرح رہ گیا اور اس میں کوئی شاخ باقی نہ رہی

اس موقع پر مرحب نے ابن مسلمہ پر حملہ کیا، پس وہ اپنی تلوار سے اس پر چل پڑا تو اس نے اپنی زینت کے پیچھے پناہ لی جو موٹی جلد کی بنی ہوئی تھی، مرحب کی تلوار اس پر لگ کر کھب گئی اس وقت محمد بن مسلمہ نے تلوار مار کر اُسے قتل کر دیا۔

اسی قسم کی بات موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کی ہے۔

مگر واقعہ کا بیان ہے کہ جب محمد بن مسلمہ نے مرحب کو دعوت مبارزت دی تو اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور جب اس نے مرحب کو زمین پر پھینک دیا تو مرحب نے اُسے کہا، میرا کام تمام کرے تو اس نے جواب دیا جس طرح میرے بھائی محمد بن مسلمہ نے موت کا مؤاچکا ہے اسی طرح تو بھی موت کا مؤاچکا، حضرت علی ابن ابی طالب کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ نے اس کا سر کاٹ دیا اور دونوں ہاں کے سامان کے متعلق جھگڑا کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے محمد بن مسلمہ کو، اس کی تلوار، نیزہ اور خود دے دیا، اس کی تلوار پر عبرانی زبان میں لکھا ہوا تھا،

هذا سيف مرحب من يذته يعطب

یہ مرحب کی تلوار ہے جو اسے چکھے گا، ہلاک ہو جائے گا،

یہ ایک عبرانی شعر ہے جس کا ایک یہودی نے عربی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

**بیہقی وغیرہ کی روایت** حضرت علیؑ کے مرحب کے قتل کرنے کے واقعہ کو بہت سے مؤرخین اور

اصحاب الحدیث نے بیان کیا ہے اس جگہ ہم بیہقی کی روایت کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور اس کے بیان کرنے سے قبل، مجمل طور پر مقررہ بیہقی کے اس بیان کو درج کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے مرحب کے قتل کرنے سے پہلے اس کے بھائی حارث کو بھی قتل کیا تھا۔

امتاع الاساع میں ہے کہ جب قلعہ ناعم پر حملہ کرنے والے سالار کامیاب نہ ہو سکے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس شخص کو جہنم ادوں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محبت کرتے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُسے فتح دے گا پھر آپ نے حضرت علی بن ابی طالب کو بلا کر جہنم اہل فرمایا اور ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی، سب سے پہلے آپ کے مقابلہ میں مرحب کا بھائی، حارث آیا، تو مسلمان ادھر ادھر ہو گئے اور حضرت علیؑ اس کے مقابلہ



میں ڈٹ گئے، دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے اور حضرت علیؑ نے حارث کو قتل کر دیا اور یہودی شکست کھا کر اپنے قلعے میں چلے گئے،

اور یہی سچی کہ روایت میں ہے (جیسا کہ البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ ص ۱۸۶ میں ہے) کہ کبھی کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو درہ شقیقہ ہو جاتا تھا پس آپؐ ایک یا دو دن ٹھہرے رہے اور باہر نہ نکلے، جب آپؐ خیبر میں اتنے تو آپؐ کو درہ شقیقہ نے آیا اور آپؐ لوگوں کے پاس نہ آئے، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا پکڑا اور شدید جنگ کی پھر آپؐ واپس آگئے پھر اس جھنڈے کو، حضرت عمرؓ نے لیا اور وہی جنگ سے بھی بڑھ کر شدید جنگ کی، پھر واپس آکر، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کے متعلق اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا میں کل اس شخص کو یہ جھنڈا دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوگا اور خدا تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت رکھتے ہوں گے وہ بزورِ قوت قلعے کو لے گا اس وقت حضرت علیؑ وہاں موجود نہیں تھے، قریش کے ہر شخص نے یہ خواہش کی کہ وہ جھنڈا حاصل کرے، صبح ہوئی تو حضرت علیؑ اپنے ادب پر آئے اور اُسے قریب ہی بٹھا دیا آپؐ کو آشوبِ حثیم کا عارضہ تھا اور آپؐ نے اپنی آنکھ کو، قطری چادر کے ایک ٹکڑے سے باندھا ہوا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، آپؐ کو کیا تکلیف ہے؟ عرض کیا، آپؐ کے بعد مجھے آشوبِ حثیم کا عارضہ ہو گیا ہے، فرمایا میرے قریب ہو جاؤ، آپؐ نے حضرت علیؑ کی دونوں آنکھوں میں حقو کا قرآن کی تکلیف جاتی رہی، اور آپؐ نے اپنی راہ لی، پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کو جھنڈا عطا فرمایا تو آپؐ اسے لے کر خیبر میں آئے اور قلعے کا مالک مرحب یا بنی خود پہننے باہر نکلا اور اس کے سر پر خود کی طرح ایک سوراخ دار پتھر بھی تھا اور وہ یہ اجزیہ اشعار پڑھ رہا تھا،

قد علمت خیبہ اونی مرحب      مشاکی السلاح لطلح مجرب

إذا الليوث اقبلت قلوبہ      وأحجمت عن مولی الغلب

ترجمہ: خیبر کو معلوم ہے کہ میں ہتھیار بند اور ایک آزمودہ بہادر ہوں جب شیرِ تیغ پا ہو کر آتے ہیں تو غالب کرنے والے کے حملہ سے ڈر جاتے ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا:

انا الذي سمى أحمي حيدرة كالليث غابات شديدة القسورة

اكيلكم بالصاع كيل السنديق

ترجمہ: میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے جو بن کے شیر کی طرح شدید حملہ کرنے والا ہے میں تم میں وسیع پیمانے پر خونریزی کو پھیلا دوں گا،

امام بیہقی بیان کرتے ہیں کہ دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے، حضرت علیؑ نے پتھر خود اور اس کے سر کو چیر دیا اور تلوار اس کی ڈاڑھوں تک چلی گئی اور شہر پر آپ نے قبضہ کر لیا، حافظ بزار نے، حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے بھیجنے اور فتح نہ کرنے پر تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس حدیث کے سابق میں غزابت اور نکارت پائی جاتی ہے اور اس کی اسناد میں وہ شخص بھی ہے جس پر تشیع کی تہمت ہے، یہ خلاصہ ہے ان اقوال کا، جو مرہب کے قتل کے واقعہ میں بیان ہوئے ہیں مگر جب ہم مختلف روایات کا تعحص کرتے ہیں تو ہم اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ قلعہ نامم میں یہودی فوجوں کے سالار مرہب کو حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا، اس ترجیح کو یہ روایت مؤکد کرتی ہے کہ امام مسلم (اگرچہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فتح نہ کرنے کے واقعہ کو بیان نہیں کیا) نے بیان کیا ہے کہ مرہب کے قاتل، حضرت علی بن ابی طالب تھے اسی طرح حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے جو مسلم کی روایت کو مضبوط کرتی ہے (باوجودیکہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے فتح نہ کرنے کے واقعہ کو بیان نہیں کیا) اور نہ ہی یہ ذکر کیا ہے کہ مرہب کو حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا، ہاں انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، حضرت علیؑ کو جھنڈا عطا کرنے کے بعد فرمایا، میں کل اس شخص کو یہ جھنڈا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محبت کرتے ہوں گے۔ اور آپ کے ہاتھ پر قلعہ کے فتح کی تکمیل ہوگئی،

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مؤرخین کے سابق کلام سے پتہ چلتا ہے کہ خیبر میں شدید ترین جنگ قلعہ نامم

حضرت زبیرؓ کا  
مرہب کے بھائی یا سر کو قتل کرنا

کے اردگرد ہوئی (جو آل مرہب کا قلعہ تھا اور ابن اسحاق کی روایت کے مطابق وہ حمیر قبیلہ

سے تھا) اور ہم معلوم کر چکے ہیں، کہ اس قلعہ میں پڑاؤ کرنے والے یہودیوں کی تیاری کسی بھی انہوں نے کئی بار قلعہ سے باہر آکر مسلمانوں پر حملہ کیا اور انہیں بھگا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیڈ کوارٹر تک جانے پر مجبور کر دیا اس بات سے غمگین ہو کر آپ نے حضرت علی کو بلایا اور اس معذور قلعے کی فتح کا اہم کام آپ کے سپرد کیا، جس کی فتح نے مسلمانوں کو درماتہ کر دیا تھا، باوجودیکہ حضرت علیؑ نے اس قلعے کی مدافعت کرنے والوں کے بڑے سالار حبیب کو قتل کر دیا تھا پھر بھی قلعہ مسلمانوں کی ماتحتی میں نہ آیا تھا بلکہ یہود اس میں پناہ لے کر، مشرق سے اس کی مدافعت کر رہے تھے..... اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یاسر، جو اپنے دونوں بھائیوں (مرحب اور عمارت کا قیادت میں) جانفین بنا، بڑے اشتیاق سے قلعے کی مدافعت کر رہا تھا بلکہ (اپنے دونوں بھائیوں کے قتل کے بعد) اس کی جرأت اور شجاعت یہاں تک بڑھی کہ اس نے یہودیوں کی عظیم فوج کے پہرے کے باوجود قلعے کے باہر نکل کر اور اس کے سامنے اپنا نیزہ گاڑ کر مسلمانوں کو چیلنج کیا اور گھوڑے پر جولانی کر کے مبارزت طلبی کرتے ہوئے یہ شعر پڑھنے لگا،

قد علمت خیبر ائی یاسر      شاکا السلاح لبطل مغامر  
اذا اللیوث اقبلت تبادز      وأحجمت من صولتی المخطر

ان حمای نسیہ موت کا ضر

ترجمہ: خیبر جانا ہے کہ میں حملہ کرنے والا اور ہتھیار بند بہادر ہوں جب شیر حملہ کرنے آتے ہیں تو میرے حملے سے جانا بڑ بچا پاتے ہیں، میری جڑ گاہ میں موت حاضر ہے، یاسر یہودی، ان کے شجاع ترین اور سخت جنگجو سرداروں میں سے تھا، حضرت زبیر بن العوام اس کے مقابلہ میں نکلے تو ان کی والدہ حضرت صفیہ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی) نے ان کے متعلق ڈرتے ہوئے کہا یا رسول اللہ، وہ میرے بیٹے کو قتل کرے گا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تیرا بیٹا اسے قتل کرے گا انشاء اللہ..... حضرت زبیر نے یاسر کے جواب میں یہ شعر پڑھے،

قد علمت خیبر ائی زبار      قرم لقرم غیرت کس فرار  
واہن حماة المجدو ابن الاخیار      یاسر لایضرتک جمع الکفار

## فجمعہم مثل السراب الحجرار

ترجمہ: رخیبہ جانتا ہے کہ میں ایک بہادر آدمی ہوں، ایک سردار کا درمے سردار سے مقابلہ ہوگا جو کمزور اور فرار اختیار کرنے والا نہیں، میں بزرگی کی حفاظت کرنے والوں اور نیک لوگوں کا بیٹا ہوں، یا سر تجھے کفار کی جمعیت دھوکہ میں نہ ڈالے ان کی جمعیت تو چلتے ہوئے سراب کی طرح ہے،

اس کے بعد دونوں نے مخدومی دیر جو لانی کی اور حضرت زبیرؓ نے اپنے مد مقابل یاسر کو قتل کر دیا، اس کے قتل سے قلعہ ناظم کی ملافت کر نیوالوں نے اپنے تین بڑے سالاروں کو کھد دیا جس کا ان کی مغربیات (ادھان) پر بڑا اثر پڑا اور حضرت علی بن ابی طالبؓ کی قیادت میں مسلمانوں کا قلعہ میں داخل ہونا اور فتح کرنا آسان ہو گیا، جب حضرت زبیرؓ نے یہودیوں کے سالار یاسر کو قتل کر دیا تو اس کے بعد، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ سے فرمایا، تم پر حجاج اور ماموں قربان ہوں، بہرہی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیرؓ ہے، ..... ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت زبیرؓ کو کہا جاتا کہ اس دن آپ کی تلوار کاٹنے والی تھی تو وہ کہتے، وہ کاٹنے والی نہ تھی، لیکن میں نے اُسے کاٹنے پر مجبور کر دیا تھا،

## چوتھے یہودی سالار کا قتل، امتاع الاسماع ملاک پہرے کے چوتھا

یہودی سالار بھی حضرت علیؓ سے مبارزت کرتے ہوئے ان کے ہاتھ سے مارا گیا اس سالار کا نام عامر تھا، اسی طرح پانچواں یہودی سالار بھی قلعہ ناظم کے سامنے محمد بن مسلمہ انصاری کے ہاتھوں مارا گیا۔

## قلعہ مناعتم پر مسلمانوں کا قبضہ

ان پانچ یہودی سالاروں (مرحب، حارث، یاسر، عامر اور اسیر) کے قتل کے بعد اس قلعہ سے دفاع کرنے والے یہودیوں کی مقدار ختم ہو گئی جس پر مسلمانوں نے شدید حملہ کیا تھا یہاں تک کہ وہ اس میں داخل ہو گئے اور اُسے فتح کر لیا، یہ قلعہ، خیبر کے قلعوں میں سے پہلا اور اہم قلعہ تھا جس پر مسلمانوں نے قبضہ کیا،

تلعناعم کسے فتح کے متعلقے  
**واقدی کی تفصیلات**

بادجو دیکہ قلعہ نامم کے سامنے جو معرکے  
 ہوئے وہ علی الاطلاق خیبر کے سخت  
 ترین معرکوں میں سے ہیں، مگر پھر

بھی عام مؤرخین نے تاریخ کی بنیادی کتابوں میں اس قلعہ کے پاس ہونے والے معرکوں  
 کو مفصل اور مرتب طور پر بیان نہیں کیا بلکہ ان کا بیان غیر مربوط ہے اور شاید کتب تاریخ  
 میں سب سے اچھا اور مرتب بیان وہ ہے جو مغازی الواقدی میں آیا ہے جسے آکسفورڈ  
 یونیورسٹی نے ڈاکٹر مارڈن جنسن کی تحقیق سے شائع کیا ہے اس بیان کی اہمیت کے  
 پیش نظر ہم اسے یہاں درج کرتے ہیں بادجو دیکہ ہم نے اس کا کچھ حصہ ذکر کر دیا ہے  
 جسے ہم نے بڑی مشکل سے تاریخ کی بنیادی کتب سے اکٹھا کیا ہے،

واقدی (قلعہ نامم کے معرکہ کا ذکر کرتے ہوئے) بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم، مسلمانوں کے ساتھ قلعہ نامم تک پہنچے۔ نامم کے کئی قلعے ہیں۔ تو  
 یہودیوں نے تیر اندازی شروع کر دی، اصحاب رسول، آپ کی ڈھال بن گئے، اس وقت  
 آپ دوزر میں اور خود پہنچے ہوئے تھے اور ظن نامی گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کے ہاتھ  
 میں نیزہ اور ڈھال تھی آپ کے اصحاب آپ کو گھیرے ہوئے تھے، آپ نے اپنا جھنڈا ایک  
 مہاجر صحابی کو دیا وہ بغیر کچھ کئے واپس آگیا پھر آپ نے ایک اور آدمی کو جھنڈا دیا وہ بھی  
 بغیر کچھ کئے واپس آگیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا جھنڈا ایک انصاری کو دیا وہ  
 گیا مگر اس سے بھی کچھ نہ بنا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اجماعاً تو یہودی  
 دستے جن کے آگے آگے ابو زینب تھا، مسلمانوں پر پل پڑے وہ دشمن کو دھلتا آ رہا تھا، انصاری  
 علیہ السلام آگے بڑھا اور انہیں دبا تا ہوا قلعے تک لے گیا اور وہ اس میں داخل ہو گئے پھر تیسرے یہودی  
 نکلا جس کے آگے پایا فرج تھی، اس نے انصاری بر گینڈ کو منتشر کر دیا اور رسول کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی پیام گاہ تک پہنچ گیا اس بات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا غم ہوا اور آپ  
 نے ان کے سامنے وعدہ الہی کا بھی ذکر کیا ہیں آپ نے غم کی حالت میں شام کی،

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ  
 حضرت سعد بن عبادہ کا زخمی ہونا  
 کر واپس آئے اور اپنے ساتھیوں کو

سنت ٹھہرانے لگے اور جاہلین کا علم بدلانے ساتھیوں کو سنت ٹھہراتے ہوئے کہنے لگا تم  
 ہی مسیح کرنے والے ہو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان نے یہود کے پاس  
 کر کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اموال کی وجہ سے تم سے جنگ کرتے ہیں انہیں کہو کہ وہ کہیں  
 لا الہ الا اللہ، پھر تم اپنے اموال، اور خون کو محفوظ رکھ لو گے اور تمہارا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے  
 ہو گا انہیں پکار کر یہ بات کہہ دو ( اس وقت جنگ بڑی شدت سے ہو رہی تھی) یہود نے  
 جواب میں پکار کر کہا ہم ایسا نہیں کریں گے اور نہ ہی عہدِ موسیٰ اور تورات کو چھوڑیں گے،  
 قرآنِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں کل اس شخص کو جھنڈا دوں گا جس سے  
 اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محبت کرتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا، وہ  
 قرار کرنے والا نہیں ہے اسے محمد بن مسلمہ کل غرضش ہو جا، تیرے بھائی کا قاتل، قتل ہو گا  
 انشاء اللہ، (اس کے بھائی کا قاتل مرحب تھا) اور یہود کی پیادہ فوج پیٹھ پھیر جائے گی،  
 جب جمع ہوئی تو آپ نے حضرت علیؓ کی طرف آدمی بھیجا اس وقت وہ آشوب چشم کے  
 عارضہ میں مبتلا تھے وہ کہنے لگے میں دوزخ میں کود بیٹھ سکتا ہوں نہ پہاڑ کو، واقعہ بیان کرتا ہے  
 کہ آپ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور فرمایا اپنی آنکھیں کھولو تو انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں  
 تو آپ نے ان میں تھوکا، حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس وقت سے لے کر آج تک مجھے آشوب  
 چشم کا عارضہ نہیں ہوا، پھر آپ نے انہیں جھنڈا دیا اد آپ کے اد آپ کے ساتھیوں کے  
 لئے فتح کی دُعا کی، سب سے پہلے ان کے مقابلہ میں مرحب کا بھائی حارث اپنی پیادہ فوج  
 کے ساتھ آیا، مسلمان ادھر ادھر بکھر گئے مگر حضرت علیؓ مقابلہ میں ڈٹ گئے، دونوں نے ایک  
 دوسرے پر وار کئے اور حضرت علیؓ نے اُسے قتل کر دیا اور پھر بڑا س کے ساتھی واپس آکر قلعے میں  
 میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر دیا، اور مسلمان بھی اپنی اپنی جگہوں پر واپس آ گئے اور مرحب  
 یہ شعر پڑھتا ہوا باہر آیا،

قد علمت خیر انی مرحب  
 مشاکی السلاح اجل محرب

أضرب احيانا وحيناً أضرب

خیر جانتا ہے کہ میں ہتھیار بند، آزمودہ بہادر مرحب ہوں میں کبھی مارتا ہوں اور

کبھی مار کھاتا ہوں،

پس حضرت علیؑ نے اس پر حملہ کر دیا اور اُسے دہرائے پر پھینکا ڈر دیا اور دروازہ کھول دیا اور قلعے کے دروازے کھتے ،

اور ایک دوسرے طریق سے واقفی بیان کرتا ہے کہ جس نے پہرے دار ( ابو زہب مر حب کے بھائی ) کو قتل کیا مر حبت ابو جناد تھے ، نہ کہ حضرت علیؑ ، واقفی بیان کرتا ہے کہ محمد سے ابن ابی سبرۃ نے خالد بن رباح سے ، اس نے شیورغ بنی ساعدہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حارث ابو زہب کو ، حضرت ابو جناد نے قتل کیا تھا ، ان دونوں ان کا نشان سُورغ عامر تھا اور حارث ، کا نشان اپنے خود کے اور پیر عامر باندھنا تھا اور یاسر ، اُسیر اور عامر ( تمام یہودی سالار ) نشان بند تھے ،

ابن ابی سبرۃ نے عمر بن ابی عمرو سے میرے پاس بیان کیا ، وہ کہتا ہے کہ میں سلیمان بن عبد الملک کے زمانے میں اُریجا اترا ، کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں یہود کا ایک قبیلہ ہے اور ایک آدمی بڑھاپے سے لڑ رہا ہے اس نے پوچھا تم کس جگہ کے ہو ، ہم نے جواب دیا ہم حماد کے علاقہ کے ہیں تو یہودی نے کہا مجھے حماد جانے کا کس قدر شوق ہے ، میں غیبر کے شہسوار حارث کا بیٹا ہوں جسے جنگ غیبر کے روز اصحاب محمد ( صلی اللہ علیہ وسلم ) سے ابو جناد نامی ایک آدمی نے قتل کر دیا تھا ، ہم ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر بن الخطابؓ نے شام کی طرف جلا وطن کر دیا تھا ، میں نے کہا کیا تو اسلام قبول کرے گا ؟ اس نے جواب دیا اگر میرے لئے بہتر ہو تو اسلام قبول کر لوں گا ، لیکن مجھے یہودی عداوت میں گئے وہ کہیں گے تیرا باپ یہودیوں کے سردار کا بیٹا تھا اس نے یہودیت کو نہیں چھوڑا ، تیرا باپ یہودیت پر مرا اور تو اس کی مخالفت کرتا ہے ،

ابو رافع بیان کرتا ہے کہ ہم اس وقت حضرت علیؑ کے ساتھ تھے جب انہیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جند ادرے کو بھیجا تھا ، قلعے کے دروازے پر حضرت علیؑ کا ایک آدمی سے مقابلہ ہو گیا ، اس نے حضرت علیؑ کو تلوار ماری اور وہ حضرت علیؑ کی ڈھال میں پناہ لے کر بھاگا حضرت علیؑ نے دروازے کھڑکھڑایا جو قلعے کے پاس پڑا تھا اور اُسے اپنی ڈھال بتا لیا ، وہ دروازہ بطور ڈھال ، قلعے کے فتح ہونے تک آپ کے ہاتھ میں رہا ۔

واقفی بیان کرتا ہے کہ مر حب ایک حملہ آور سائنڈ کی طرح نکلا اور وہ یہ جہنم

پڑھ رہا تھا ،

قد علمت خیبرانی مرحب شاکي السلاح لطل مجرب

أضرب احيانا وحيثاً أضرب

اس نے دعوت مبارزت دی تو محمد بن مسلمہ نے عرض کیا ، یا رسول اللہ خدا کی قسم مجھ میں گینہ جو شش مار رہا ہے اس نے کل میرے بھائی کو قتل کیا تھا ، مجھے مرحب سے لڑنے کی اجازت دیجئے وہ میرے بھائی کا قاتل ہے ، آپ نے اسے مقابلہ کی اجازت سے دی اور اُس کے لئے دعائیں بھی کہیں اور اُسے اپنی تلوار بھی عنایت فرمائی ، محمد بن مسلمہ نے لٹکار کر کہا ، مرحب ، کیا تجھے مبارزت میں دلچسپی ہے اس نے جواب دیا ہاں ! میں مرحب یہ رجز پڑھتا ہوں محمد بن مسلمہ کے مقابلہ میں آیا کہ ،

قد علمت خیبرانی مرحب ،

اور محمد بن مسلمہ یہ شعر پڑھتا ہوا نکلا ۔

قد علمت خیبرانی صا من حدوا ذامنت وسم قاض

ترجمہ نہ خیبر جانا ہے کہ میں ایک شمشیر تیراں ہوں ، جب تو چاہے حدی پڑھ ، میں زندگی ختم کرنے والا زہر ہوں ،

واقعی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد دونوں ایک دوسرے کے مقابل آگئے اور ان کے درمیان کچھ درخت حائل ہو گئے جو زہر کھجوروں کی طرح ہوتے ہیں اور ان کی ٹہنیاں جھکی ہوئی ہوتی ہیں ان دونوں میں سے جب کوئی اپنے مد مقابل پر تلوار سے حملہ کرتا تو وہ اس درخت کی ٹہنیوں میں چھپ جاتا یہاں تک کہ سب کے تنے کٹ گئے اور ان کی جڑیں قائم رہیں گویا کوئی آدمی کھڑا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے سامنے آگئے ، مرحب نے محمد بن مسلمہ پر حملہ کیا اور اُسے مارنے کے لئے تلوار اٹھائی ، محمد بن مسلمہ نے ڈھال کے ذریعہ اپنا بچاؤ کیا اور اس کی تلوار کھٹب گئی ، مرحب کے اوپر ایک ایسی زہر تھی جس سے پنڈلیاں ڈھکی ہوئی نہ تھیں محمد بن مسلمہ نے مرحب کی پنڈلیوں پر وار کر کے انہیں کاٹ دیا ، کہتے ہیں کہ جب محمد بن مسلمہ نے ڈھال سے بچاؤ کیا تو مرحب نے ہاتھ بلند کر کے تلوار سے وار کیا تو اس کی پنڈلیوں سے زہر بہنے لگا تو محمد بن مسلمہ نے نیچے ہو کر ، مرحب کی پنڈلیوں پر تلوار ماری اور اس کی ٹانگیں کاٹیں



مرحبا نیچے گر گیا تو اس نے کہا اے محمد، میرا کام تمام کر دے، تو محمد بن مسلم نے جواب دیا، جس طرح میرے بھائی محمود نے موت کا مزا چکھا ہے اسی طرح تو بھی موت کا مزا چکھ، حضرت علی کا اس طرف سے گذر ہوا تو آپ نے اُسے قتل کر دیا اور اس کا سامان لے لیا، پھر دونوں جھگڑتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو محمد بن مسلم نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اس نے چھوڑ دیا تھا کہ وہ میرے بھائی کی طرح موت کا مزا چکھے وہ تین دن موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا رہا، مجھے اس کا کام تمام کرنے میں کوئی مانع نہ تھا میں اس کی ٹانگیں کاٹنے کے بعد اس کا کام تمام کرنے پر قادر تھا، حضرت علی نے کہا، اس نے دُست کہا ہے جب اس نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں تو میں نے اس کے بعد اُسے قتل کیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلم کو اس کی تلوار، نذہ اور خود دے دیا، محمد بن مسلم کی آل کے پاس، اس کی تلوار تھی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا، معلوم نہیں وہ کیا لکھا تھا یہاں تک کہ اُسے تیمار کے ایک یہودی نے پڑھا وہ تحریر یہ تھی،

هذا سيف مرحب - من يزيته يعطب

ترجمہ: یہ مرحب کی تلوار ہے جو اسے چکھے گا ہلاک ہو جائے گا۔

مجھ سے محمد بن الفضل نے اپنے باپ سے اس نے جاہل سے بیان کیا اور مجھ سے زکریا بن زید نے ابی سفیان سے اس نے اپنے باپ سے اس نے سلم بن سلام اور مجمع بن یعقوب سے اس نے اپنے باپ سے، مجمع بن حارث سے بیان کیا، کہ یہ سب کہتے ہیں کہ محمد بن مسلم نے مرحب کو قتل کیا تھا۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ اسیسیر باہر نکلا یہ بڑا طاقت ور آدمی تھا اور چھوٹے قد کا تھا وہ مبارزت کے لئے لٹکانے لگا، محمد بن مسلم اس کے مقابلہ کے لئے نکلا دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے پھر محمد بن مسلم نے اُسے قتل کر دیا، پھر یاہر میدان میں آیا، یہ بھی ان کے طاقت ور آدمیوں میں سے تھا اس کے پاس ایک برچھا تھا جس سے وہ مسلمانوں کو ٹانگتا تھا، حضرت علی اس کے مقابلہ کے لئے نکلے تو حضرت زبیرؓ نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے ادراک کے درمیان سے ہٹ جائیں، حضرت علی ان کے درمیان سے ہٹ گئے، یاہر اپنے برچھے سے لوگوں کو بھگاتا آیا تو حضرت زبیرؓ اس کے مقابلہ میں نکلے، تو حضرت صفیہؓ

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی) نے کہا یا رسول اللہ، میرا بیٹا قتل ہو جائے گا، آپ نے فرمایا بلکہ تیرا بیٹا اُسے قتل کر دے گا، دونوں نے آپس میں جنگ کی تو حضرت زبیر نے اُسے قتل کر دیا، اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر چھا اور ماضی قرآن ہوں، پھر فرمایا ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے، میرا حواری زبیر ہے اور میرا چھوٹی زاد بھائی بھی ہے جب مرحب اور یاسر قتل ہو گئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں خوش خبری ہو اب خیر، فرخ اور آسان ہو گیا ہے، پھر عامر مقابلہ میں آیا جو ایک طویل اور جیم جوان تھا جب عامر آیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پانچ فٹ کے آدمی کو دیکھ رہے ہو جو دعوت مبارزت دے رہا ہے اور اپنی تلوار کو ہلاتا ہے اور اس پر دو وزی ہیں میں اُو لوہے میں ڈھکا ہوا ہے مبارزت طلبی کرتا ہے لوگ اس کے مقابلہ میں جانے سے بچکھاتے تو حضرت علی نے اس کے مقابلہ میں جا کر اُس پر تلوار سے دار کئے جن سے کچھ بھی نہ بنا، یہاں تک کہ آپ نے اس کی پٹریوں پر تلوار ماری اور وہ بیٹھ گیا پھر آپ نے اس کا کام تمام کر کے اس کے ہتھیار لے لئے، جب حارث، مرحب، اسیر، یاسر اور عامر نہت سے یہودیوں کے ساتھ قتل ہو گئے مذکورہ لوگوں کا نام اس لئے لیا گیا ہے کہ یہ بڑے بہادر لوگ تھے اور سب کے سب قلعہ ناظم میں تھے،

جب محمود بن مسلمہ کو قلعہ ناظم سے تیرا لایا گیا تو اُسے اٹھا کر الرجیع میں لایا گیا جہاں وہ تین دن موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا رہا، مرحب نے آپ پر چلی کا پاٹ پھینکا تھا، محمود نے اپنے بھائی محمد سے کہا اے میرے بھائی تیری بھتیجیاں دیواروں کے سامنے تلاش کرتی رہیں اور نہ لوگوں سے سوال کریں، محمد بن مسلمہ نے جواب دیا اگر تو مال نہ چھوڑتا تو میرے پاس مال تھا اور محمود ان دونوں سے زیادہ مالدار تھا۔ ان دونوں بیٹیوں کے قوانین نازل نہیں ہوئے تھے۔ جس روز محمود بن مسلمہ فوت ہوئے اسی دن مرحب قتل ہوا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمود بن مسلمہ کو کون خوشخبری دے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں کے متعلق قوانین نازل فرمائے ہیں، محمد بن مسلمہ نے اس کے قاتل کو قتل کر دیا ہے، جلال بن سراقہ نے جا کر اُسے خبر دی تو وہ بہت خوش ہوا اور اُسے حکم دیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرا سلام دے، وہ کہتا ہے کہ میں نے اُسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام بھی پہنچایا،

آپ نے فرمایا، میں نہیں دیکھتا کہ محمود مجھے یاد کرتا ہو؟ ان دنوں آپ لریج میں قیام پذیر تھے اس کے بعد محمود فوت ہو گیا، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کو لڑکے میں واپس آئے تو عامر بن کسان بن اکوع نے خود کو زخمی کر لیا تھا اسے اٹھا کر لریج میں لایا گیا تو وہ فوت ہو گیا، عامر کی قبر، اس کے ساتھ ایک غار میں ہے، محمد بن مسلم نے کہا کہ مجھے میرے بھائی کی قبر کے پاس جاگیر دے دیجئے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے اتنی زمین بطور جاگیر کے ہے جتنی مسافت ایک گھوڑا ایک دوڑ میں طے کرتا ہے اگر تو نے کام کیا تو تجھے اتنی زمین ملے گی جتنی مسافت دو گھوڑے دو دوڑوں میں طے کرتے ہیں،

جب قلعہ ناٹم میں یہودی کی مقاومت دم توڑ رہی تھی اس اثناء میں حضرت عمر بن الخطابؓ رات کو گشت کی کارروائیوں کا انتظام کر رہے تھے (اور مسلمان قلعہ

## یہودی کے امان طلب کرنے پر اُسے امان دینا

ناٹم میں داخل ہونے ہی والے تھے) آپ کے پیروں سے دار جرانوں نے ایک یہودی کو پکڑ لیا اور اُسے آپ کے پاس لائے حضرت عمرؓ نے اس خیال کے پیش نظر کہ یہ یہودیوں کا جاسوس ہے اُسے قتل کرنے کا حکم دے دیا لیکن یہودی نے حضرت عمرؓ بن الخطابؓ سے کہا مجھے اپنے نبی کے پاس لے چلتے تاکہ میں ان سے گفتگو کروں، حضرت عمرؓ نے اُسے پکڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے تک لے آئے، دیکھا کہ آپؐ ناز بڑھ رہے ہیں، آپ نے اُسے حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے یہودی سے فرمایا تیرے پیچھے کیا ہے اور تو کون ہے؟ یہودی نے جواب دیا (اس کا نام سماک تھا) اسے ابوالقاسم مجھے امان دیجئے میں آپ کو پچاس پچاس بناؤں گا، حضور علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا، اس نے کہا میں قلعہ النطا سے ایک ایسی قوم کے پاس سے آیا ہوں جس کا کوئی نظام نہیں میں نے انہیں اس شب قلعے سے کھسکتے ہوئے چھوڑا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودی سے فرمایا وہ کہاں جاتے ہیں؟ اس نے جواب دیا وہ ایشق کی طرف جاتے ہیں وہ آپ سے اس قدر مرعوب ہیں کہ ان کے دل دھڑکتے ہیں، یہودیوں کے اس قلعے میں ہتھیار و فلتہ

اور گوشت ہے اور اس میں ان کے قلعوں کا وہ آکر بھی ہے جس سے وہ ایک دوسرے سے لڑتے ہیں، اور انہوں نے اسے اپنے قلعے (قلعہ الصعب) میں زمین کے نیچے چھپا دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے فرمایا وہ کیا چیز ہے اس نے جواب دیا ایک علیحدہ کی ہوئی مینجیق ہے اور دو ٹینک ہیں اور زرہیں، تلواریں اور خود ہیں جب آپ کل قلعہ میں داخل ہوں (اور آپ داخل ہوں گے) حضور علیہ السلام نے فرمایا انشاء اللہ، تو یہودی نے بھی کہا انشاء اللہ..... میں آپ کو چھپائے ہوئے اسلحہ سے مطلع کروں گا کیونکہ میرے سوا، یہودیوں میں سے اُسے کوئی نہیں جانتا پھر یہودی نے کہا، ایک اور بات بھی ہے، دریافت کیا گیا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا آپ اسلحہ کو نکال کر، مینجیق کو قلعہ اشق پر نصب کر دیں اور دو ٹینکوں کے نیچے آدمی داخل ہو کر قلعے کو کھودیں تو آپ اُسے کل فتح کر لیں گے، اور یہی کام آپ قلعہ الکبتیہ میں کریں، حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا خیال ہے یہ سچ کہتا ہے، یہودی نے عرض کیا یا رسول اللہ میری جان بچائیے حضور علیہ السلام نے فرمایا تو امان میں ہے، اس نے کہا میری بیوی قلعہ النذر میں ہے وہ بھی مجھے دے دیجئے حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ بھی تیری ہوئی، پھر آپ نے اس سماک یہودی سے پوچھا، یہودی اپنی اولاد کو، النظاۃ سے کیوں نکال رہے ہیں اس نے جواب دیا انہوں نے اسے جنگ کے لئے خالی کر دیا ہے اور بچوں کو اشق اور الکبتیہ میں منتقل کر دیا ہے، مؤرخین کہتے ہیں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سماک یہودی کو دعوتِ اسلام دی اس نے کہا مجھے کچھ دن مہلت دیجئے تو آپ نے اُسے مہلت دے دی۔

## یہودی سے وفائے عہد

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سماک یہودی کو آزاد چھوڑ دیا اور معرکوں کے انتظام میں مشغول ہے جب جنگ ختم ہوئی تو مسلمان خیبر کے تمام قلعوں پر قابض ہو گئے، آخری قلعہ، جو مسلمانوں کے قبضہ میں آیا وہ قلعہ النذر تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وعدہ وفا کی بعد، سماک یہودی نے اسلام قبول کر لیا اور آپ نے اس کی بیوی جس کا نام نفیلہ تھا اُسے عطا فرمادی وہ یہودی عورتوں اور بچوں کے ساتھ قلعہ النذر

یہ مقیم تھی، کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے سماک یہودی کو ایک خوبصورت عورت کا ہاتھ پکڑے ہوئے دیکھا۔ (وہ اس کی بیوی لطفیلہ تھی)۔

قلعہ ناغم کے اردگرد یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان، شدید معرکوں کے بعد بھی مقابلہ

## نقصات کی تعداد

بازی جاری رہی، جس کے بعد آخر میں مسلمانوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کی قیادت میں قلعے میں داخل ہونے اور اس پر قبضہ کرنے کی طاقت حاصل کر لی، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، مؤرخین کے لہجہ سے پتہ چلتا ہے کہ قلعہ مر جب (قلعہ ناغم) کے ماحول میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان شدید ترین جنگ ہوئی، قلعہ کے اردگرد یہ جنگ پندرہ دنوں سے بھی زیادہ جاری رہی، جس میں مسلمانوں کو، یہودیوں کی طرف سے شدید مقاومت کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے اس حد تک اس قلعہ کی مدافعت کی کہ مسلمانوں کو شکست دہی امدان کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچا دیا، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس بات نے آپ کو پریشان کر دیا اور آپ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگے اور اس سال کو بھی تبدیل کر دیا گیا جس کو قلعہ مر جب کی فتح کا مکلف کیا تھا، یہاں یہ کہنا ممکن ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کی قیادت میں مسلمانوں کے قلعہ ناغم کی فتح پر قدرت پانے سے اسلامی فوج کو، خیبر میں یہودیوں پر وسیع پیمانے پر فتح حاصل کرنے کے قابل بنا دیا، اگرچہ قلعہ ناغم کی فتح کے بعد یہودیوں نے کئی طور پر اطاعت قبول نہیں کی مگر وہ اس مضبوط قلعہ کی حفاظت کرنے میں ناکام و نامراد ہو گئے اور مسلمانوں نے اس قلعہ کے سامنے اچھے بہترین بہادروں (مر جب، یاسر، حارث، عامر) کو قتل کر دیا جس سے یہود خیبر کا موٹا (MORAL) گر گیا، حالانکہ انہیں اپنی ذات پر بڑے گھمٹہ تھا اور وہ مسلمانوں کی فوج کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جیسا کہ آواز جنگ میں ہم نے دیکھا کہ یہودیوں نے قلعہ ناغم کے دروازے کو کھول دیا اور مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ تک دھکیل کر لے گئے لیکن اب انہیں اپنے اوپر بھی اعتماد نہ رہا تھا،

اگرچہ مؤرخین کا اس بات پر اجماع ہے کہ جنگ بڑی سخت تھی اور قلعہ ناغم کے سامنے لمبے عرصے تک ہوتی رہی مگر کسی ایک مؤرخ نے بھی جانین کے معتزلوں کی قطعاً تعداد کا ذکر نہیں

کیا، ان یہود کے ان پانچ سالاروں کا ذکر ضرور کیا ہے جو قلعہ کے سامنے ماسے گئے تھے وہ سب کے سب مرعوب کی قوم کے تھے یعنی عمیری تھے (مرعوب، یاسر، عارث، عامر، امیر) اور تین مسلمان شہداء کا بھی ذکر کیا ہے (محمود بن مسلمہ، عامر بن سنان بن اکوع، اور عبید بن ظلام) مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ قلعہ نام کے معرکہ میں صرف یہی آدمی ماسے گئے تھے بلکہ قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ فریقین کے مقتولوں کی تعداد اس سے زیادہ تھی اس کی دلیل یہ ہے کہ جنگ کے پہلے ہند، پچاس مسلمان زخمی ہوئے تھے جنہیں المرجع کے امدادی مسٹر میں منتقل کر دیا گیا تھا اسی طرح جس دن مسلمان قلعہ نام میں داخل ہوئے، یہودیوں نے قلعہ کا سخت دفاع کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بھی جہت سے آدمی زخمی ہوئے ہوں گے،

## غنائم اور اسلحہ

اسی طرح مسلمانوں کے قلعہ نام پر قبضہ کرنے کے بیان میں، کسی مؤرخ نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ اس قلعہ کی فتح کے وقت جو شیر کا مضبوط ترین قلعہ تھا، مسلمانوں نے کتنی غنائم اور کس قدر ہتھیاروں پر قبضہ کیا، ممکن ہے مسلمانوں کو کوئی قابل ذکر سپہ سالار بھی ہو گیا ہو مگر یہودیوں نے ہنگامی حالات کے پیش نظر (جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا) عورتوں اور بچوں کو قلعہ انسزار میں منتقل کر دیا تھا جو غیر کے نصف اول کے قلعوں کا آخری اور مضبوط ترین قلعہ تھا،

## قلعہ الصعب کی فتح

یہ قلعہ النطاۃ کے قلعوں میں سے تھا، علاقہ غیر شہر کی قسم اول میں واقع ہے، مضبوطی کے لحاظ سے یہ قلعہ، قلعہ نام کے بعد، دوسرے نمبر پر سمجھا جاتا تھا جس پر مسلمانوں نے جنگ کے پہلے مرحلہ میں قبضہ کر لیا تھا، غیر کے یہودیوں نے جب فوج کا منصوبہ تیار کیا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ جنگی حکمت عملی کی رُو سے قلعہ نام کو دفاع کی فرسٹ لائن قرار دیا جائے، مسلمانوں کے پہنچنے سے قبل ہی اچھلنے والے سے عورتوں اور بچوں کو قلعہ انسزار میں منتقل کر دیا تھا، اور قلعہ نام میں دفاع کرنے والے دستوں کے سوا، اور کوئی آدمی موجود نہ تھا تاکہ وہ آسانی کے ساتھ دوسری دفاعی لائن (قلعہ الصعب بن معاذ) میں منتقل ہو سکیں اور جب مسلمان قلعہ نام پر قبضہ کر لیں تو ان کی عورتیں، بچے اور اموال محفوظ رہیں اور جب یہود کی مقاومت عملاً جواب دے گئی اور وہ قلعہ نام پر مسلمانوں کے حملے کو روکنے سے عاجز آگئے تو وہ سہولت کے

ساتھ دوسری دفاعی لائن (قلعہ الصعب بن معاذ) میں منتقل ہو گئے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ قلعہ عام کے معرکوں کے دوران، کوئی ایک یہودی بھی مسلمانوں کے ہاتھوں قید نہیں ہوا اور نہ ہی انہوں نے تاریخی مصادر میں کہیں یہ بات دیکھی ہے کہ کوئی یہودی قید ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ لگا ہو۔

**قلعہ الصعب کا محاصرہ** | جب حضرت علی بن ابی طالب کی قیادت میں مسلمانوں نے قلعہ نام پر قبضہ کر لیا اور یہودی دوسری دفاعی لائن میں منتقل ہو گئے، تو مسلمانوں نے حملے کا رخ قلعہ الصعب کی طرف کر دیا اور اس میں داخل ہونے اور اسے فتح کرنے کے لئے اس کا محاصرہ کر لیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس طرح قلعہ نام کو فتح کرنے کے لئے آنحضرت حضرت حباب بن منذر کو جھنڈا عطا کرنا

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب کو جاننازوں کی سالاری اور جھنڈا عطا فرمایا تھا اسی طرح آپ نے قلعہ الصعب پر حملہ کرنے کے لئے، حضرت حباب بن منذر کو فوج کی قیادت اور جھنڈا عطا فرمایا، انہوں نے حملہ کی ذمہ داری لی اور اسے فتح کیا،

جن قلعوں میں، یہودی قلعہ بند تھے، ان کے فوج کے بعضے

دفاع میں سخت جھگڑنے اور لمبے محاصرے کی وجہ سے اسلامی فوج کے بعض دستوں میں فذالی مواد کی کمی کی وجہ سے جھوک تک نوبت پہنچ گئی، معتب اسٹی بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں آسم کے آدمیوں کو سخت جھوک نے آیا ہم کئی روز تک قلعہ النظاۃ میں ٹھہرے، مگر وہاں پر کوئی کھانے کی چیز نہ تھی، آسم کے آدمیوں نے اسامہ بن حارثہ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے کا فیصلہ کیا اور اسے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ ہم جھوک اور کمزوری کے ہاتھوں ٹڈھال ہو چکے ہیں، اسامہ بن حارثہ نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ، اس قبیلہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم جھوک اور کمزوری سے ٹڈھال ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمائیے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا خدا کی قسم میرے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں جس سے میں ان کی پہاں نوزی

کردیں پھر پکار کر کہا، اے اللہ انہیں سب سے بڑے قلعے پر فتح عطا فرما جس میں سب سے زیادہ کھانا اور گوشت ہو، اُم مطاع اسلمیہ بیان کرتی ہیں۔۔۔۔۔ یہ غیر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھیں۔۔۔۔۔ کہ میں نے اسلم قبیلہ کے آدمیوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرتے دیکھا، آپ نے لوگوں کو آواز دی تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے، میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے قلعہ الصعب پر اسلم قبیلہ کے لوگ پہنچے وہاں پر پانچ سو جانناز موجود تھے مگر ابھی اس دن کا آفتاب غروب نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فتح عطا فرمادی، وہاں پر سخت جگمگائی، یوشیح نام یہودی مبارزت طلبہ کرتا ہوا میدان میں آیا تو اس کے مقابلہ میں حضرت حباب بن منذر نکلے، دونوں نے ایک دوسرے پر تلواروں سے وار کئے تو حضرت حباب بن منذر نے اُسے قتل کر دیا پھر الدیال نامی ایک یہودی میدان میں آیا اس کے مقابلہ میں حضرت عمارة بن عقبہ انصاری نکلے، اور اس کی کھوپڑی پر تلوار مارنے لگے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے تلوار کے اس دار کو لو، میں غفاری جوان ہوں، لوگوں نے کہا اس کا جہاد، باطل ہو گیا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حباب طلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اسے اس کا اجر ملے گا اور اس کی تعریف کی جائے گی،

طویل محاصرہ کے نتیجہ میں غذائی مواد کے ختم ہو جانے کے باعث اسلامی فوج کی بعض ٹیموں کو اس حد تک بھوک نے ستایا کہ وہ

گھریلو گدھوتے کے گوشت کی منہا ہی

کھانے کے لئے گھریلو گدھوں کے ذبح کرنے تک پہنچ گئے، رحم الغفار کا بیان ہے کہ میں شدید بھوک نے آیا ہم غیر میں کچی کھجوروں کے زمانہ میں گئے وہ علاقہ سخت گرم اور ناسازگار تھا، اسی اثنا میں کہ ہم قلعہ الصعب کا محاصرہ کرتے ہوئے تھے کہ بیس یا تیس گدھے باہر نکلے اور یہود انہیں اندر نہ داخل کر سکے، ان کا وہ قلعہ بڑا مضبوط تھا، مسلمانوں نے ان گدھوں کو بچھڑ کر ذبح کر دیا اور آگ جلا کر ان کا گوشت دیکھوں میں پکایا، مسلمان اس وقت بھوکے تھے اسی وقت میں ان کے پاس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھ ہوا، آپ نے دریافت فرمایا

مکہ مکرمہ کو آیا گیا کہ گھریلو گدھوں کا گوشت کھانا ہے تو انہیں نفع ناکھی کو لانا ملاح کرنے کا حکم



کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھریلو گدھے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ دیکھیں اُن آدمی گئیں، کہ آپ نے عورتوں کے مُتعد اور بچے دار اور کھلی دال کے جاندروں کے کھانے سے بھی منع فرمایا تھا، مگر گھوڑوں کے گوشت کے بارے میں آپ نے اجازت دی ہے!

ابوالدینر بیان کرتا ہے کہ انہوں نے تین دن تک قلعہ الصعب کا محاصرہ کیا، وہ بڑا مضبوط قلعہ تھا، ایک دن ایک یہودی کی بکریاں ان کے قلعے کے پیچھے چلتی ہوئی آگئیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کون ہیں ان بکریوں کا گوشت کھلانے کا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ، میں کھلاؤں گا، میں ہرن کی طرح دوڑتا ہوا نکلا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھاگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے اللہ! میں اس سے فائدہ پہنچا، راوی کہتا ہے میں بکریوں کے پاس پہنچ گیا، بکریوں کا اگلا حصہ قلعے میں داخل ہو چکا تھا میں نے پھلے حصے سے دو بکریاں پکڑیں اور انہیں اپنے ہاتھ میں کر لیا اور پھر لوٹی دوڑتا ہوا آیا گیا میرے پاس کوئی چیز ہی نہیں، یہاں تک کہ میں ان دونوں بکریوں کو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا، آپ کے حکم سے انہیں ذبح کیا گیا پھر آپ نے ان کے گوشت کو تقسیم کر دیا اور قلعہ کے تمام محاصرہ کرنے والوں نے اسے کھایا، ابوالدینر سے پوچھا گیا کہ وہ کتنے آدمی تھے؟ اس نے جواب دیا وہ لوگ بڑی تعداد میں تھے، پوچھا گیا کہ بقیہ لوگ کہاں تھے؟ کہنے لگا الرجز کے پڑاؤ میں تھے، اس کے بعد ابوالدینر عمر رسیدہ اور بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ اس کے ایک لڑکے نے اُسے نالاض کر لیا تو وہ روتا تھا اور کہتا تھا میری زندگی کی قسم میں اپنے ساتھیوں کے بعد زندہ رہ گیا ہوں، انہوں نے مجھ سے فائدہ اٹھایا، لیکن میں ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکا، اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے اللہ! میں اس سے فائدہ پہنچا پس وہ زندہ رہا اور وہ آخری صحابہ میں سے تھے،

پانچ سو یہودی جانباڑ، الدیال اور یوشع کی قیادت میں قلعہ الصعب کا دفاع کر رہے تھے، یہ قلعہ مضبوط فصیلوں اور اُدبچے

قلعہ الصعب کے  
مدافعیین کی تعداد

بُرجوں والا تھا اور یہودی جانباڑوں سے پُر تھا جن میں انتہائی نشانہ باز تیرانداز بھی موجود تھے، محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## قلعہ کے سامنے مقابلہ

مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے بڑی سختی اور شوق سے قلعہ الصعب کا دفاع کیا

یہ سختی اور شوق قلعہ ناعم کے دفاع سے کم نہ تھا بلکہ اُس سے بہت بڑھ کر تھا اس لئے کہ اس کے اندر بہت سال، اور مختلف قسم کا چچی سامان بھی موجود تھا، جب اسلامی فوجوں نے قلعہ الصعب میں، یہودیوں کا محاصرہ کیا تو یہودیوں کا سالار اعظم قلعہ کے سامنے اپنے گھوڑے پر عرب کے معروف طریقہ کے مطابق مبارزت طلبی کرتا ہوا نکلا اس یہودی سالار کا نام یوشع تھا اس کے مقابلہ کے لئے اسلامی فوج کے علمبردار حضرت جناب بن منذر نکلے تلواروں کے شدید ٹکرائے کے بعد، اسلامی فوج کے سالار نے یہودی سالار کو قتل کر دیا، یہودی سالار کے قتل کے بعد، یہودیوں کو شدید غمغہ آیا، اسی وقت یہودیوں کے دوسرے سالار نے باہر نکل کر اپنا نیزہ قلعہ کے سامنے گاڑ دیا اور مسلمانوں سے مبارزت طلبی کی، اس کے مقابلہ میں عمار بن عقبہ غفاری نکلے، دونوں نے اپنے اپنے گھوڑوں پر ایک دوسرے پر حملہ کیا اور ہر کوئی اپنے مد مقابل کو مارنا چاہتا تھا، سخت مقابلہ کے بعد، شہسوار عمار نے الدیال پر تلوار کا ایسا بھر پور وار کیا جس نے اس کا کام تام کر دیا۔ قلعہ الصعب کے سامنے مسلمانوں کے ہاتھوں دو بڑے یہودی سالاروں کے قتل ہو جانے سے، قلعہ کا دفاع کرنے والے یہودیوں کی بد حالی کا آغاز ہو گیا،

## تیروں کی جنگ

یوشع اور الدیال کے قتل ہو جانے سے یہودیوں کا غم بھڑک اٹھا اور انہوں نے مسلمانوں

پر سخت حملہ کر دیا اور قلعہ کے بڑوں سے ان پر تیروں کی بارش کر دی، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو اور بڑے کو انہوں نے خاص طور پر نشانہ بنایا، خیبر کے یہودی ماہر ترین تیر انداز تھے، قلعہ سے آئے والے تیر، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد گرنے لگے، مسلمانوں نے اپنے آپ کو، حضور علیہ السلام کے ارد گرد ڈھال بنا دیا، آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ کی نگرانی کر رہے تھے..... ایسا انہوں نے اس لئے کیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہودیوں کے ان تیروں سے بچاسکیں جو بارش کی طرح آرہے تھے اور یہودی آپ کی طرف اس امید پر تیر بھینک رہے تھے کہ وہ آپ کو قتل کر سکیں مسلمان محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بھی یہودیوں کے جواب میں دلی ہی تیسرا اندازہ کر رہے تھے لیکن جو اثر یہودیوں کے تیروں کا مسلمانوں پر پڑتا تھا دلیسا اثر مسلمانوں کے تیروں کا، یہودیوں پر نہیں ہوتا تھا ، کیونکہ یہودی اپنے قلعے کی فصیلوں اور دیواروں کی ادٹ میں تھے اور مسلمان قلعے کے آگے، یہود کے بالکل سامنے تھے، کسی مؤرخ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہودیوں کے تیروں سے کوئی مسلمان حملہ آرزو نہیں ہوا، لیکن اس بات کا بہت احتمال ہے کہ قلعے سے تیسرا اندازہ کے باعث، مسلمانوں کو زخم پہنچے ہوں، بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ قلعے کے فتح ہونے سے قبل کئی مسلمان قتل ہو کر گئے تھے مگر انہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ وہ یہودیوں کے تیروں سے قتل ہوئے تھے یا کسی اور طریقے سے،

## یہود کا مخالفانہ حملہ، تیروں کی جنگ اور قلعہ الصعب کے سامنے مبارزت کی کارروائیوں میں مسلمانوں کی فتح

کے بعد، مسلمانوں نے قلعے کے ارد گرد اپنا محاصرہ سخت کر دیا اور ایک عام حملہ کر کے اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی مگر یہودی مدافعت کی سخت مقاومت کی وجہ سے وہ قلعہ میں داخل نہ ہو سکے، بلکہ قلعہ الصعب کے دفاع میں یہود کی سختی اور بہادری یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ انہوں نے قلعے کے دروازے کھول کر ایسا سخت مخالفانہ حملہ کیا کہ مسلمان تتر بتر ہو گئے اور وہ انہیں بھگاتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیڈ کو ارد گرد تک لے گئے، قریب تھا کہ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے مگر آپ اپنی جگہ پر حسب عادت ثابت قدم رہے اور یہودیوں کے تباہ کن حملے کے سامنے، مسلمانوں کو بھی ثابت قدم رکھنے اور انہیں جہاد پر آمادہ کرنے لگے یہاں تک کہ جب مسلمان (حباب بن منذر کے سوا) یہود کے سخت حملے کے سامنے شکست کھا گئے۔ تو آپ اپنے گھوڑے سے اتر کر مسلمانوں کو ثابت قدمی اختیار کرنے پر آمادہ کرنے لگے، آپ نے اپنے اصحاب کو بچا کر فرمایا کہ یہودی حملہ آوروں کے مقابلہ میں صابر مجاہدوں کی طرح ڈٹ جاؤ، اس آواز کے سنتے ہی آپ کے اصحاب نے واپس آکر اپنے اس عظیم نبی کے ارد گرد حلقہ بنایا جو سختی کی گھڑیوں میں عملی طور پر ثابت قدمی کا درس دے رہا تھا..... اس طرح مسلمانوں نے یہودیوں کے تباہ کن حملہ کو روک لیا اور وہ مجبور ہو کر اپنے قلعے میں واپس چلے گئے اور میدان میں اپنے کئی آدمی

قتل کر دینے کے بعد انہوں نے قلعے کے دروازے بند کر لئے ، واقعہ ص ۶۶۲ پر لکھا ہے کہ وہ پتھر مارنے لگے اور ص ۶۶۱ پر حضرت ام عمارہ ، حضرت سعد بن عبادہ کے ساتھیوں کے شکست کھانے کا ذکر کرتی ہے ،

جب یہودیوں کے مخالفانہ حملے سے ، مسلمان تتر بتر ہو گئے تو مسلمانوں کے سالار جنگ حضرت حباب بن منذر اپنی جگہ پر ثابت قدم رہ کر ، یہودیوں کے ساتھ بڑی سختی کے ساتھ لڑتے رہے ، جب شکست خوردہ مسلمانوں کو اپنی جگہ پر ثابت قدم رہ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی اور ان کے مورال کو بلند کر دیا اور ان کو جہاد کی ترفیہ دی تو انہوں نے صف بندی کر لی اور نئے سرے سے اپنے سالار کے پیچھے جمع ہو گئے جس نے اسی وقت ان کو منظم کر کے ، قلعہ الصعب پر اس میں داخل ہونے کے ارادے سے سخت حملہ کیا اور یہود کو بھگا کر انہیں ان کے قلعے میں داخل کر دیا اور انہوں نے اس کا دروازہ بند کر لیا ، لیکن اُسے سخت یہودی مقاومت کا سامنا کرنا پڑا ، جس کی وجہ سے وہ قلعے میں داخل نہ ہو سکا ، حملہ کے وقت مسلمان قلعے کی فصیلوں کے قریب پہنچ گئے لیکن یہودیوں نے ان پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی نیز قلعے کی فصیلوں سے ان پر پتھر پھینکے جنہیں انہوں نے اسی موقع کے لئے تیار کیا ہوا تھا..... پس مسلمان تیروں اور پتھروں کی بارش میں واپس آ گئے ،

قلعہ کی فصیلوں سے  
مسلمان حملہ آوردوں کے

## دوسری بار یہودیوں کا مخالفانہ حملہ

دُرد ہر جانے کو ، یہودیوں نے غنیمت جانا اور اسی وقت ان پر دوسرا مخالفانہ حملہ کر دیا جو پہلے حملے سے بھی سخت تھا ، انہوں نے قلعے کے دروازے کھول دیئے اور مسلمانوں پر سخت حملہ کیا لیکن اس مرتبہ ، مسلمان اپنے سالار حباب بن منذر کے ساتھ ثابت قدم رہے اور یہودیوں پر ایک اور مخالفانہ حملہ کر کے ان کا مقابلہ کیا ، قلعے کے آگے تباہ کن معرکہ آرائی ہوئی جس میں دونوں فریقوں نے ٹر ٹر سہ کر جنگ کی ، اس لڑائی میں کئی مسلمان قتل ہوئے لیکن جب انہوں نے یہودیوں کے حملہ کو روک لیا تو بالآخر انہیں فتح حاصل ہو گئی ،

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے دماغ نے بند کر لئے، مقرئین اپنی کتاب اشاع الاسماع کے مخطا پر کہتا ہے کہ جب مسلمانوں نے دودن قلعہ الصعب پر قیام کیا تو تیسرے دن حباب بن منذر نے ان کے ساتھ حملہ کیا اور یہود کے ساتھ سخت جنگ کی، اس کے پاس جھنڈا بھی تھا، جب صبح ہوئی تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر برسے برسے شروع کر دیئے، مسلمانوں نے اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بنا دیا پھر یہودیوں نے سخت حملہ کیا جس سے مسلمان تتر بتر ہو گئے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے آپ اس وقت کھڑے تھے آپ گھوڑے سے اتر پڑے اس وقت دم آپ کا گھوڑا پکڑے ہوئے تھا اور حباب اپنے گھوڑے پر سوار، جھنڈے کو ہتھامے ہوئے ان پر تیر اندازی کرتے ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اکاڑ دی اور انہیں جہاد پر آمادہ کیا وہ آئے تو حضرت حباب نے ان کے ساتھ مل کر حملہ کیا، سخت جنگ کے بعد یہود کو شکست ہوئی اور انہوں نے قلعہ کو بند کر لیا اور اس کی دیواروں پر سے بہت پتھر مارے جس کی وجہ سے مسلمان ان سے ڈور ہو گئے، انہوں نے پھر حملہ کیا اور یہود نے نکل کر سخت جنگ کی اور تین مسلمان قتل ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی،

واقعی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے خالد بن الیاس نے جعفر بن محمود بن محمد سے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بن گئے تھے میں ان کے اصحاب کے ساتھ (یہود کے سخت حملہ کے وقت) پکارنے لگا۔ تباہ کن تیروں کے ساتھ تیر اندازی کرو، انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر یہود نے ہم پر تیر برسائے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ بس نہیں کریں گے میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تیر چھکتے دیکھا پس وہ ان کے کسی آدمی پر خٹانہ کیا گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے میری طرف آئے اور وہ تتر بتر ہو کر قلعہ میں داخل ہو گئے،

اسی طرح واقعی، جابر بن عبد اللہ انصاری سے بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب ہم قلعہ الصعب تک پہنچے تو حباب بن منذر نے ہمیں ساتھ لے کر جنگ کی، اس کے پاس ہمالہ جھنڈا بھی تھا، مسلمانوں نے اس کی پیروی کی۔ ہم نے قلعہ الصعب پر دودن ان محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے شدید جنگ کی جب تیسرے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی توقع سے یہودیوں کا ایک جوان نکلا جو ستون کی مانند تھا اس کے ساتھ اس کی پیادہ فوج بھی تھی انہوں نے کچھ دیر تک تیر اندازی کی ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھال بن گئے انہوں نے ہم پر تیروں کی بارش کر دی ان کے تیرنڈیوں کی طرح تھے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ بس نہیں کریں گے، پھر انہوں نے یکدم حملہ کر دیا اور مسلمان شکست کھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم پہنچ گئے، آپ اس وقت کھڑے ہوئے تھے پھر آپ اپنے گھوڑے سے اتر پڑے آپ کا فلام دمدم آپ کے گھوڑے کو کپڑے ہوئے تھا، جانب نے ہمارا جھنڈا کھڑا کھا خدا کی قسم وہ اپنے گھوڑے سے مسلسل ان پر تیر برساتا رہا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو آواز دی اور جہاد پر آمادہ کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے غیر کو غنیمت میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے، راوی کہتا ہے کہ سب لوگ آگے یہاں تک کہ اپنے علمبردار کے پاس آگے ہو گئے پھر جانب نے ان کو ساتھ لے کر یہودیوں پر حملہ کیا اور وہ مسلسل آہستہ آہستہ ان کے قریب ہوتا رہا اور یہودی پیچھے ہٹتے رہے یہاں تک کہ شکست کھا کر جلدی سے قلعے میں داخل ہو گئے اور مددگارہ بند کر لیا اور لوہاروں سے ہم پر پتھرا مارنے لگے اور ہم سنگباری کی وجہ سے ان کے قلعے سے ایک طرف ہو گئے یہاں تک کہ ہم جانب کی پہلی جگہ پر واپس آ گئے، پھر یہودیوں نے ایک دوسرے کو ملامت کرنی شروع کر دی کہ ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے ہم میں سے صاحب نصیب لوگ قلعہ ناغم میں قتل ہو گئے ہیں بس وہ موت کی تمنا کرتے ہوئے باہر نکلے ہم بھی ان کی طرف پلٹے اور قلعے کے دروازے پر شدید جنگ کی اس دن، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صحابی شہید ہوئے، ابو صیاح۔ یہ بدر میں شامل ہوئے، ایک یہودی نے ان کے دماغ کے اوپر تلوار ماری، اور سعدی بن مرہ بن سواقہ، انہیں ایک یہودی نے چھاتی میں برچھا مارا جس سے یہ فوت ہو گئے، ہمیں سے حارث بن حاطب، یہ بھی بدر میں شامل ہوئے، انہیں قلعے سے ایک آدمی نے تیر مارا جو ان کے دماغ میں لگا، ہم نے قلعے میں ان کے کئی آدمیوں کو قتل کیا، ہم جب کبھی ان میں سے کسی آدمی کو قتل کرتے وہ اُسے اٹھا کر قلعے میں لے جاتے۔

قلعہ انطاہ کے معرکوں میں سلام بن ملکم بھی قتل ہو

گیا، یہ یہودان بنی نضیر کا ایک سردار تھا اور مر حب

سلام بن مشکم قتل

کے صحابی حارث کی بیٹی زینب کا خاوند تھا، زینب وہ عورت ہے جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا، اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی، انشاء اللہ،

اگرچہ مؤرخین نے بتایا ہے کہ سلام بن معکم علاقہ النضاة کی اُن جنگجو فوجوں کا سالار عام تھا جنہوں نے مسلمانوں اور یہودیوں کے سخت ترین معرکوں میں شرکت کی تھی اور باوجود اس بات کے کہ یہ عظیم یہودی سالار النضاة کے معرکوں میں قتل ہوا تھا، میری معلومات کے مطابق کسی ایک مؤرخ نے بھی یہ بیان نہیں کیا کہ اس کا کوئی جنگی کردار تھا بلکہ انہوں نے یقین کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہ النضاة کے معرکوں میں قتل ہوا تھا، صرف واقعہ ہی نے اس کے جگہ میں شامل نہ ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ وہ بیمار تھا اور باوجود سخت بیمار ہونے کے اس نے قتل ہونے تک النضاة کو نہیں چھوڑا، حالانکہ اس کے ساتھیوں نے اُسے علاقہ الکثیر کی طرف بھاگ جانے کا مشورہ دیا تھا تاکہ وہ محفوظ رہے اس لئے کہ یہود کے تجربہ کار آدمی یہ توقع رکھتے تھے کہ الکثیر کے لوگ مسلمانوں سے ہرگز جنگ نہیں کریں گے بلکہ ان سے مصالحت کر لیں گے،

واقعہ ہی بیان کرتا ہے کہ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن جعفر سے پوچھا کہ عارث کی بیٹی زینب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ "آپ نے میرے باپ کو قتل کیا ہے؟" راوی کہتا ہے اس کا باپ عارث جگہ خیبر کے رہتا تھا یہ یہودیوں کا بڑا بہادر آدمی تھا اور اس کا بھائی زبیر بھی اسی دن مارا گیا تھا، زینب کا خاندان یہود کا سردار اور بڑا بہادر آدمی تھا (سلام بن معکم) جو بیمار تھا اور النضاة کے قلعوں میں تھا، اُسے کہا گیا کہ تم میں لڑائی نہیں ہوگی الکثیر چلے جاؤ، اس نے جواب دیا میں ایسا کبھی نہیں کروں گا اور بیماری کی حالت ہی میں مارا گیا، سلام بن معکم ابراہیم بن معکم کے متعلق الرزیق بن ابی العقیق کہتا ہے کہ

ولمات دعوا بئسیانہم فکان الطعان دعونا سلاما

وکانا دعوا دعونا بد سقینا سرة العدد السما

ترجمہ: اور جب انہوں نے تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کو پکلا تو ہم نے نیزہ باز سلام کو آواز دی اور جب ہم اس کو آواز دیتے تو ہم دشمن کے سرداروں کو تیر زہر پڑ دیتے، سلام بن معکم ان کا سالار علی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے بیماری لگا دی،

یہودیوں نے واپس آکر دروازے بند کر لئے مگر ان کو اضطراب اور پریشانی نے آیا اور ان کا مورال گرنے لگا، جناب بن منذر نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو اس نے یہود کے اضطراب اور مورال کی گلاٹھ کے موقع کو غنیمت جانا اور اسی دقت قلعہ الصعب میں داخل ہونے اور اُسے فتح کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا، اس منصوبے کے مطابق جناب نے اپنے جوانوں کے ساتھ قلعہ پر اچانک حملہ کر دیا اور قلعے کے اندر داخل ہو کر سخت جنگ کر کے اُسے فتح کر لیا اور تمام

اسلحہ اور غلہ پر قبضہ کر لیا جو بڑی مقدار میں تھا اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس جنگی کو دُور کر دیا جسے اسلامی فوج خودکام کی کمی اور طویل عرصہ تک خیر کے قلعوں کے محاصرہ کی وجہ سے برباشت کر رہی تھی قلعہ کا دفاع کر نیوالے بہت سے یہودی مارے گئے اور کئی قیدی ہوئے،

کثیر غذائی مواد پر قبضہ کرنے کے علاوہ اس قلعہ میں مسلمانوں نے زیر زمین بہت سا جنگی اسلحہ دفن پایا جس میں زریں، تلخیں اور

**قلعہ الصعب میں غلہ اور اسلحہ کی کثیر مقدار پھیلانوں کا قبضہ**

منجھنقیں بھی تھیں یہ گولہ باری کرنے والے ہتھیار ہیں جن کا کام قلعوں کو تباہ کرنا ہے اسی طرح انہوں نے جنگی آلات میں سے ٹینک بھی پائے، ٹینک، بکاؤ کرنے والا ترقی یافتہ ہتھیار ہے اس دور میں اسے رومی اور ایرانی فوجیں استعمال کرتی تھیں کیونکہ اس وقت وہ عالم میں ترقی یافتہ فوجیں تھیں، یہ بات کسی کو معلوم نہیں کہ خیبر کے یہودیوں نے یہ ٹینک کس طرح حاصل کئے جبکہ اس وقت یا اس سے پہلے جزیرہ عرب میں انہیں بنانے اور استعمال کرنے کے متعلق کوئی آدمی بھی کچھ نہیں جانتا تھا اور یہ کوئی مستبعد امر نہیں کہ خیبر کے یہودی انہیں شام سے لائے ہوں یا انہیں ان کے بنانے کے متعلق واقفیت ہو اور جب انہیں اسلامی جنگوں کے متعلق پتہ چلا ہو تو انہوں نے مقامی طور پر انہیں تیار کر لیا ہو، پھر ایک دوسرے سوال پیدا ہوتا ہے کہ قلعہ الصعب کے یہودیوں سے مسلمانوں نے جو ٹینک غنیمت میں حاصل کئے وہ حملہ کرنے والے ہتھیار ہیں اور شہروں اور قلعوں پر حملہ کرنے میں ان سے کام لیا جاتا ہے پس کیا یہودی مدینہ پر



عمل کی تیاری کر رہے تھے اور انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے یہ ٹینک تیار کئے تھے اس سوال کا جواب ہاں میں ہے کیونکہ خیبر میں یہودیوں کے پاس ان ٹینکوں کی موجودگی کی صحیح تفسیر یہی ہے اور خاص طور پر جب ہم اس امر پر غور کریں کہ یہود کے نقطہ نظر سے تو خیبر کا معرکہ دفاعی معرکہ تھا جو ٹینکوں کا محتاج نہیں تھا اور ٹینک تو حملہ کرنے والا ہتھیار ہے۔

جب مسلمان قلعہ الصعب پر قابض ہو گئے تو اس

**نبوی جنگی آداب**

وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ غنائم کی تقسیم سے قبل، کوئی آدمی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے بل انسانی زندگی کے لئے جو چیز ضروری ہو اسے لے سکتا ہے اس نے اعلان کیا کہ کھاد اور چارو ڈالو لیکن اھواد نہیں یعنی اُسے اپنے علاقوں میں نہ لے جاؤ۔ تو انہوں نے اس قلعے سے اپنا کھانا اور جانوروں کا چارہ لے لیا اور دوسری کسی چیز سے فائدہ نہ اٹھایا اور نہ غمس لگایا پھر غنائم اور سامان کو حدیث نبوی کے پڑاؤ میں منتقل کر دیا گیا۔

مسلمانوں نے قلعہ الصعب میں شکست خوردہ یہود کے متردکات میں پُرانی شراب کی بڑی مقدار بھی پائی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے برتنوں کو توڑنے اور اُسے گرانے

**شراب کا گرانا اور اس کے برتنوں کو توڑنا**

کا حکم دے دیا، مسلمانوں کی فوج میں سے ایک آدمی نے اس شراب کو پی لیا، اس آدمی کو عبد اللہ اخطار کہتے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے جوتے مارے اور تمام حاضرین کو بھی اُسے جوتے مارنے کا حکم دیا،

**اسے لعنت نہ کرو**

حضرت عمر بن الخطاب نے، شراب پینے کی وجہ سے اس آدمی پر لعنت کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔۔ اسے لعنت نہ کرو۔۔۔۔۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ہے محبت کرتا ہے، پھر عبد اللہ چلا گیا گویا وہ انہی میں سے ایک آدمی ہے اور ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا، اسی طرح فوج نے قلعہ الصعب میں تانبے اور مٹی کے برتن بھی پائے جن میں یہودی کھاتے پیتے تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں دھولو اور ان میں پکاؤ اور

کھانا اور پیو، واقدمی قلعہ الصعب کے معرکہ کے متعلق بیان کرتا ہے (ابن سبرہ سے جو غیر کی فتح میں شامل تھا) پھر ہمارے علمدار نے حملہ کیا اور ہم نے بھی اس کے ساتھ حملہ کیا اور ہم نے یہودیوں کو قلعہ کے اندر داخل کر دیا اور خود بھی ان کے پیچھے اس کے اندر داخل ہو گئے، جب ہم قلعے میں ان کے پاس گئے تو وہ بکریوں کی طرح تھے جو ہمارے سامنے آیا ہم نے اسے قتل کر دیا اور ان میں سے ہم نے قیدی بھی بنائے، اور وہ پتھروں پر سے جدھر منہ آیا بھاگ کھڑے ہوئے وہ قلعہ الزبیر میں جانا چاہتے تھے اور ہم نے انہیں بھاگنے دیا، مسلمان قلعے کی دیواروں پر چڑھ گئے اور انہوں نے بہت سے نعرے بگمیر لگائے اور ہم نے بگمیر کے نعروں سے یہودیوں کو منتشر کر دیا میں نے اسلم اور غفار کے جوانوں کو قلعے کے اُپر نصب رکھتے دیکھا خدا کی قسم ہم نے وہاں پر بوجہ، کھجور، گھی، شہد، تیل اور گوشت کے وہ ذخائر دیکھے جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ کھانا، چارہ ڈالو اور اٹھا کر نہ لے جاؤ، منادی نے کہا، قلعے کو اٹھا کر اپنے علاقے میں نہ لے جاؤ، مسلمان اس قلعے میں اپنی اپنی جگہ پر اٹھا کھانا اور اپنے جانوروں کا چارہ لے جاتے، کسی کو اس کی مزدور کی چیز کے لینے سے منع نہ کیا جاتا اور کھانے کا غصہ بھی نہ لگایا گیا وہاں مسلمانوں کو کپڑے، برتن اور مختلف قسم کی شراب کے ٹکے بھی ملے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے توڑ دیا گیا اور شراب قلعے میں بہہ پڑی، بڑے بڑے ٹکے تو اٹھائے بھی دھلتے تھے، ابو ثعلبہ غنشی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے قلعے میں تانبے اور سنی کے برتن بھی پائے جن میں یہود کھاتے پیتے تھے ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، ان برتنوں کو دھو لو اور ان میں کھانا پکاؤ اور پیو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور کھانا پیو، وہاں سے ہم نے بہت سی بکریاں، گائے اور گدھے بھی نکالے اور جنگ کے بہت سے ہتھیار بھی نکالے، یعنی منجلیق، ٹینک اور دیگر سامان وغیرہ، یہاں معلوم ہو گیا کہ ان کا خیال تھا کہ ان کا محاصرہ لمبا نہ رہے گا پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کر دیا۔

عبد الحمید بن جعفر نے اپنے باپ سے میرے پاس بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ قلعہ الصعب کے بالائی حصے سے کپڑوں کے باندھے ہوئے بیس بٹل نکلے جو زمین کے موٹے کپڑے تھے، محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ڈیڑھ ہزار منجلی چاندیں تھیں، کہا جاتا ہے کہ ہر آدمی اپنے گھر والوں کے لئے چاد لایا ہوا وہ لکڑیوں کے دس گٹھے ملے جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے جلا دیا گیا جو کئی دن تک جلتے رہے اور شراب کے مٹھے اور شیکریے، توڑ اور انڈیل دیتے گئے، ایک مسلمان نے شراب پینی لی تو اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا جس وقت اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے اسے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اسے آپ نے اور تمام حاضرین نے جوتے لگائے، اس شخص کو عبداللہ انصاری کہا جاتا تھا یہ شخص، شراب نوشی سے باز نہ رہ سکتا تھا، اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار مارا تھا، حضرت عمر بن الخطاب نے کہا کہ اللہ اس پر لعنت فرما، اس کو بہت دفعہ مار پڑ چکی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر ایسا نہ کر یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے، پھر عبداللہ جا کر مسلمانوں کے ساتھ بیٹھ گیا گو یا وہ ان کا ایک آدمی ہے،

حضرت ام عمارۃ (یہ غیر میں حاضر تھیں) بیان کرتی ہیں کہ ہم نے قلعہ الصعب میں اتنا کھانے کا سامان پایا کہ میرا خیال تھا کہ اتنا خیر میں نہیں ہوگا اس قلعے سے مسلمان ایک ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ تک کھاتے رہے اور اپنے جانوروں کو چارہ بھی دلتے رہے کسی کو ان باتوں سے رکاوٹ نہ تھی، کھانے میں خُص بھی نہ لگایا گیا، کپڑوں کی بہت سی مقدار کو فروخت کر دیا گیا، اور وٹاں سے موتی بھی ملے ان کے بلے میں کہا گیا کہ انہیں کون خریدے گا مسلمانوں نے اور یہودیوں سے مسلمان ہرنے والوں اور بدوؤں نے کہا کہ ہم سب خریدیں گے، مگر مسلمانوں میں سے جو شخص خریدے گا اس کا حساب مالِ ضحیت سے ہوگا،

واقعہ ہی بیان کرتا ہے کہ جب عینہ نے قلعہ الصعب کی طرف دیکھا کہ مسلمان وٹاں سے کھانا، چارہ اور کپڑے جا رہے ہیں تو اس نے کہا کوئی ہم کو اس کھانے سے کھلائے گا اور ہمارے جانوروں کو چارہ ڈلے گا، اس کے اہل بڑے صاحبِ عزت تھے، مسلمانوں نے انہیں بڑا بھلا کہا اور عینہ سے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے ذوالرقیبہ دیا ہے تیرے لئے وہی کافی ہے تو وہ خاموش ہو گیا،

لے ذوالرقیبہ، خیر کے پاس ایک پہاڑ ہے، عینہ کو، اس کے دینے کا ذکر بطور مذاق کے ہے،

## مسلمانوں کے تپہ کا بھاری ہونا

قلعہ ناظم اور قلعہ الصعب کے سقوط سے جنگ میں مسلمانوں کا پتہ

بھاری ہو گیا اور گنبر اسٹ اور نا امیدی یہودیوں کے دلوں میں سرایت کرنے لگی اور ان کا مورال گرنے لگا حالانکہ انہیں یہ تصور بھی نہ تھا کہ ان کی فوجیں اسلامی فوج کے سامنے پسپا ہو جائیں گی (یہود کی فوج کس ہزل جانا بادل سے زیادہ تھی) جبکہ مسلمانوں کی فوج کی تعداد چوبہ سو جانا بادل سے زیادہ نہ تھی پھر وہ جانا بادل کھلے میدان میں بغیر کسی اسٹ کے، یہودیوں کے ان بڑبڑوں کے سامنے تھے جو ہزاروں تیر اندازوں سے بڑھے تھے جن جیسا کوئی ماہر تیر انداز نہیں تھا جیسا کہ حباب بن مُغذرنے گواہی دی ہے،

قلعہ ناظم اور قلعہ الصعب، یہودی دفاع کی مضبوط ترین فرنٹ لائن تصور کئے جاتے تھے جن کی مضبوطی اور ان کی فصیلوں کے پیچھے پھراؤ کرنے والے جوانوں کی بہادری سے جیسی نبوی کے حملوں کو روکنے کے متعلق، یہودیوں کی بڑی امیدیں وابستہ تھیں، اور یہودی لیڈروں کو ایک لحظہ کے لئے بھی شک نہیں ہوا کہ یہ فوج ان دونوں قلعوں میں داخل ہوئے بغیر، ان کی فصیلوں کے سامنے اتنا لمبا عمر قیام کرے گی یہی خیال، خیبر کے یہودیوں کا بھی تھا، کہ یہ لوگ اپنے مقصد کو لپٹا کئے بغیر واپس جانے پر مجبور ہو جائیں گے..... لیکن جو کچھ ہوا اچانک ہوا جس نے یہودیوں اور ان کے مددگاروں کو حیران کر دیا کہ اسلامی فوج، ان دنوں قلعوں میں داخل ہو گئی اور ان کا ان دنوں قلعوں میں داخل ہونا، خیبر میں یہودی مقامات کے انجام کا آغاز بن گیا،

مؤرخین کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ النظاۃ میں قلعہ ناظم اور الصعب کے علاوہ بھی قلعے موجود تھے لیکن ان قلعوں کی کوئی جنگی اہمیت نہ تھی اس لئے اسلامی فوج کی تیاریت نے ان

## النظاۃ کے علاقہ کی صفائی کرنیوالی پارٹی

قلعوں کے محاصرہ کرنے یا ان پر حملہ کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کیونکہ اسلامی فوج کی انہیں جنس نے یقین دلایا تھا کہ النظاۃ میں قلعہ ناظم، قلعہ الصعب اور قلعہ الزبیر کے علاوہ کوئی قابل خوف چیز موجود نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلعے تقریباً یہودی جانا بادل

سے خالی تھے اور نہ ہی ان میں قابل ذکر قلعہ بندیاں تھیں، اس کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (قلعہ ناعم اور قلعہ الصعب پر قبضہ کرنے کے بعد) نے فوج کی ایک ٹکڑی کو ان قلعوں کی نگرانی کے لئے النظاۃ کے علاقہ میں رہنے کا حکم فرمایا تاکہ اگر مسلح یہودیوں میں سے کچھ آدمی ان قلعوں میں چھپے ہوئے ہوں تو ان کا تعاقب کر کے انہیں ختم کر دیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ اطلاع ملی تھی کہ بعض جانباز یہودی ہمیشہ النظاۃ کے بعض قلعوں میں چھپے رہتے ہیں،

واقعی بیان کرتا ہے کہ قلعہ ناعم، قلعہ الصعب اور النظاۃ کے تمام دوسرے قلعوں سے نکل کر یہودی قلعہ الزبیر میں منتقل ہو گئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے جا کر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو قلعہ بند کر دیا، یہ ایک مضبوط قلعہ ہے اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کی مضبوطی اور صعوبت کی وجہ سے سوار اور پیادل اس پر چڑھ نہیں سکتے (النظاۃ کے بقیہ قلعے کوئی قابل ذکر چیز نہیں النظاۃ کے بعض قلعوں میں ایک ایک یا دو دو آدمی رہ گئے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نگرانی کے لئے کچھ آدمی مقرر کر دیئے انہیں جب کسی کا پتہ چل جاتا تو اسے قتل کر دیتے) ،

قلعہ الزبیر کی فتح

جب مسلمان قلعہ الصعب پر قابض ہو گئے، تو یہودی قلعہ الزبیر میں منتقل ہو گئے یہ النظاۃ کا

تیسرا قلعہ تھا اور زبیر کے نصف اول میں واقع تھا، اور بڑا مضبوط تھا اور ایک پہاڑ کی ایک بلند چوٹی پر تھا جس کے راستے بڑے دشوار گزار تھے، یہودیوں نے قلعہ الزبیر کو، مضبوطی کے مطابق تیسری دفاعی لائن بنایا ہوا تھا وہ قلعہ الصعب کو کھونٹے کے بعد اس میں منتقل ہو گئے اور قلعہ الزبیر میں قلعہ بند ہو کر، مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاری کرنے لگے انہوں نے قلعہ کے بڑوں کو جانبازوں سے بھر دیا اور تیر اندازوں کے دستوں کو ان مقامات پر بٹھایا، جہاں سے وہ مسلمانوں کی فوجوں کو دیکھ سکتے تھے، قلعہ الصعب پر قبضہ کرنے کے بعد، مسلمانوں نے قلعہ الزبیر کا محاصرہ کر لیا،

قلعہ میں داخل ہونے کی صعوبت

مسلمانوں نے قلعہ الزبیر میں داخل ہونے اور اس کو فتح کرنے

کی کئی کوششیں کیں، لیکن اس قلعہ کی مضبوطی اور اس کے راستوں کی دشواری اور ان راستوں کے یہودیوں کے تیروں کی زد میں ہونے کی وجہ سے وہ اس میں داخل نہ ہو سکے، دوسری جانب انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کرنے اور مبارزت طلب کرنے کے لئے قلعے کے دروازے بھی نہ کھولے جیسا کہ انہوں نے قلعہ ناظم اور قلعہ الصعب کے محاصرہ کے دوران کیا تھا، معلوم ہوتا ہے کہ جس بلندی پر یہ قلعہ واقع تھا اس کے متعلق انہیں یقین تھا کہ مسلمان اس کے راستوں کی دشواری کی وجہ سے اس میں داخل ہونے اور اسے فتح کر کے یہاں تک نہیں پائیں گے،

مسلمانوں کو اس قلعے کا لمبا محاصرہ کرنے میں کوئی دلچسپی نہ تھی بلکہ وہ قلعہ سے باہر یہود کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کے مشاق تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اس

## یہودیوں کو قلعے سے باہر لڑنے پر مجبور کرنا

جنگ میں فتح ان کی ہوگی، اسی دوران میں کہ مسلمان، یہودیوں کے اس قلعہ میں محفوظ ہونے کی وجہ سے نرج ہو رہے تھے اور غور و فکر کر رہے تھے اور قلعہ الزبیر پر قابض ہونے کی اسکیمیں بنا رہے تھے کہ اچانک ایک یہودی جس کا نام عزال تھا، پوشیدہ طور پر مسلمانوں کے پڑاؤ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے آیا، اس نے ملاقات کے دوران آپ کو بتایا کہ آپ کی فوج اس قلعہ میں داخل ہونے اور ہتھیاروں کے زور پر اسے فتح کرنے کی ہرگز قوت نہیں پائے گی اور قلعہ الزبیر کے یہودیوں کو خواہ محاصرہ کس قدر طویل ہو قلعہ کی مضبوطی اور ملافعت کرنے والوں کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں ہوگا ان کے پاس ضروری خرچ جمع ہے جو طویل مدت تک ان کے لئے کافی ہوگا، مال اس یہودی (عزال) نے آپ کو بتایا کہ وہ آپ کو ایسا طریقہ بتانے پر تیار ہے جس سے قلعہ الزبیر کی فتح آپ کے لئے آسان ہو جائے گی اور یہودی مجبور ہو کر جنگ کے لئے باہر نکل آئیں گے، لیکن وہ یہ طریقہ اس صورت میں بتائے گا کہ مسلمان اُسے اس کے مال و جان اور اولاد کی امان دیں..... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اور اس کے اہل و مال اور اولاد کی امان دے دی،

عزال یہودی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ قلعہ الزبیر میں محفوظ ہونے والے

یہودیوں کے لئے، زمین کے نیچے پانیوں کے چشمے ہیں جو خاص طور پر جنگ کے دنوں کے لئے بند کر دیئے جاتے ہیں وہ رات کے وقت خفیہ تہہ خانوں کو عبور کر کے جو قلعہ کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے ہیں ان میں اتر کر ضرورت کے مطابق پانی لے جاتے ہیں یہ چشمے قلعہ کے باہر ہیں اور مسلمان سہولت کے ساتھ ان پر قبضہ کر سکتے ہیں، قبضہ ہو جانے کی صورت میں یہودی، اطاعت اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے یا مسلمانوں کے پانی روک دینے کے بعد، جنگ کے لئے باہر نکل آئیں گے پھر اس یہودی نے پانی کے چشموں تک مسلمانوں کی رہنمائی کی، مسلمانوں نے ان پر قبضہ کر کے قلعہ الزبیر کے یہودیوں پر پانی بند کر دیا، یہودیوں نے سمجھ لیا کہ اب دو راستوں میں سے ایک راستہ کو اختیار کرنا پڑے گا یا تو مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لیں یا ان سے جنگ کرنے کے لئے باہر نکلیں اور ان سے پانی کے چشمے واپس لیں یا پانی سے مر جائیں انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کو ترجیح دی اور قلعے کے دروازے کھول کر مسلمانوں پر سخت حملہ کیا، فریقین کے درمیان سخت جنگ ہوئی جو مسلمانوں کی فتح پر ختم ہوئی جنہوں نے یہودیوں کو شکست دی پھر قلعہ میں داخل ہو کر اُسے فتح کر لیا،

واقعی بیان کرتا ہے کہ تمام یہودی قلعہ ناعم، قلعہ الصعب اور النظاۃ کے در سے قلعوں سے نکل کر قلعہ الزبیر میں منتقل ہو گئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے وہاں جا کر ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو قلعہ بند کر دیا، قلعہ الزبیر ایک مضبوط قلعہ ہے اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کی مضبوطی اور صعوبت کی وجہ سے سوار اور پیدل اس پر چڑھنے کی قدرت نہیں رکھتے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ الزبیر میں رہنے والوں کا تین دن محاصرہ کیا کہ آپ کے پاس عزال نام ایک یہودی آکر کہنے لگا کہ ابوالقاسم اگر میں آپ کو ایک ایسی بات بتاؤں جس سے آپ اہل نظاۃ سے راحت حاصل کر کے الشق کی طرف نکل جائیں تو کیا آپ مجھے امان دیں گے، اہل الشق آپ کے رعب سے مر چکے ہیں، راوی کہتا ہے کہ آپ نے اسے اور اس کے اہل و مال کی امان دے دی، یہودی نے کہا اگر آپ ایک ماہ تک بھی ان کا محاصرہ جاری رکھیں گے تو وہ آپ کی پرواہ نہیں کریں گے، کیونکہ زیر زمین ان کے چشمے ہیں وہ رات کے وقت باہر نکل کر اور ان سے پانی پی کر پھر قلعے میں واپس چلے جاتے ہیں اور آپ سے محفوظ ہو جاتے ہیں، اگر آپ ان کا پانی بند کر دیں تو وہ آپ کے سامنے آجائیں گے، رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے جا کر ان کا پانی بند کر دیا ،

یہودیوں کو  
جنگ پر مجبور کرنا،

جب مسلمانوں نے ان کا پانی بند کر دیا تو وہی کچھ  
ہوا جو یہودی نے کہا تھا، صرف حضرت نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی پر قبضہ کرنے اور یہودیوں

کے پانی کو بند کر لینے سے قلعہ کا دفاع کرنے والے جنگ کے لئے باہر نکلنے پر مجبور ہو گئے  
المنظاة کے یہودی — اور قلعہ الذبیر والے بھی ان میں سے تھے — بڑے جہاد  
اور تیز تھے، سب جانباڑوں نے قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر سخت حملہ کیا اور قلعہ سے مسلمانوں  
کو دُور کرنے اور ان سے پانی کے چشموں کو واپس لینے کے لئے شدید جنگ کی، لیکن مسلمان،  
یہودیوں کے حملے کے سامنے ثابت قدم رہے اور قلعہ کے آگے سخت معرکہ لڑائی ہوئی پھر مسلمانوں  
نے دفاع کو چھوڑ کر حملہ شروع کر دیا اور ایک جان ہو کر ان پر حملہ کیا جس سے وہ تیز تر ہو گئے  
اور یہودیوں نے قلعہ میں رہنے کے لئے، قلعہ کی طرف واپس جانے اور اس کے دروازوں کو  
بند کرنے کے لئے جلدی کی جیسا کہ وہ قلعہ ناعم اور قلعہ الصعب کے معرکوں میں کرتے تھے لیکن  
مسلمانوں نے انہیں اس کا موقع نہ دیا اور ان کو بھگا دیا اور قلعہ کے دروازوں کے پاس پہنچیں  
سے جنگ کر کے قلعہ میں داخل ہو گئے، اور ان کو دروازوں کے بند کرنے سے روک دیا  
اور پھر قلعے پر قابض ہو گئے،

مسلمانوں کے نقصانات

قلعہ الذبیر کے معرکہ میں مسلمانوں کے  
کئی آدمی شہید ہو گئے اور یہودیوں نے بھی

دس مقتولوں کی اذیت اٹھائی، مگر کسی مورخ نے ان غنائم کے متعلق کچھ نہیں بتایا جو قلعہ  
الذبیر پر قبضہ کرتے وقت مسلمانوں کے ہاتھ آئیں،

قلعہ اُبی کی فتح

ہم اس فصل میں پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خیبر شہر کی مدد  
تعمیر تھیں، پہلی قسم میں پانچ مضبوط قلعے تھے جن میں

یہودیوں نے قلعہ بند ہو کر ان میں سے بعض کو، خیبر کی پہلی دفاعی لائن بنایا اور مسلمانوں  
کے حملہ کو روکنے کے لئے ہزاروں جانباڑوں سے بھر دیا اور وہ مندرجہ ذیل قلعے تھے،

۱۔ قلعہ ناعم، جسے مسلمانوں نے حضرت علی بن ابی طالب کی قیادت میں فتح کیا۔  
محکمہ دلائل وبراہین کے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



۱۲۔ قلعہ الصعب، جسے مسلمانوں نے حضرت حباب بن منذر کی قیادت میں فتح کیا۔  
 ۳۔ قلعہ الزبیر، اس قلعے کی فتح کے وقت جس سالار نے مسلمانوں کی قیادت کی  
 اس کے نام کا مجھے پتہ نہیں چل سکا۔

ان تینوں کو النطاۃ کے قلعے کہا جاتا تھا کیونکہ یہ النطاۃ کے علاقے میں واقع تھے،  
 دوسرے دو قلعوں کا نام قلعہ ابی اور قلعہ البزاة تھا یہ دونوں قلعے علاقۃ الشق میں واقع تھے  
 اس لئے انہیں الشق کے قلعے کہا جاتا تھا ان قلعوں کو مسلمانوں نے زبردست جنگ کے بعد  
 بزور فتح کیا تھا جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل بیان ہوگی۔ انشاء اللہ،  
 مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ علاقۃ الشق میں یہودیوں کے اور بھی بڑھتے سے قلعے تھے،  
 لیکن میری معلومات کے مطابق مؤرخین نے ان اور قلعوں کے سوا، اور کسی کا ذکر نہیں کیا، جس  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے (قلعہ ابی اور قلعہ البزاة کے سوا) الشق کے دیگر تمام قلعوں  
 پر بغیر جنگ کے قبضہ کر لیا تھا جس کی وجہ سے مؤرخین نے ان قلعوں کی طرف صرف اشارہ کرنے  
 پر ہی اکتفا کیا ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں انطاہ اور الشق کے تمام قلعے غیر کی پہلی قسم میں واقع  
 ہیں جو پہلی دفاعی لائن کی نمائندگی کرتے ہیں اور اس شہر کے اہم قلعے ہیں جہاں مسلمانوں اور  
 یہودیوں کے درمیان زبردست معرکے ہوئے،

اس فصل میں ہم پہلے بیان کر چکے  
 ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے جنگ کے آغاز میں اپنی فوج  
 کے ساتھ النطاۃ کے بالائی حصے

اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 پڑاؤ کا پہلی جگہ پر منتقل ہونا

میں پڑاؤ کیا تھا اور آپ کا ہیڈ کوارٹر النطاۃ کے اور الشق کے قلعوں کے درمیان میں واقع تھا،  
 اس لحاظ سے آپ کی فوج کسی وقت بھی اور خصوصاً رات کے وقت میں یہودیوں کے شغول  
 کا نشانہ بن سکتی تھی کیوں کہ آپ اپنی فوج کے ساتھ انطاہ اور الشق کے قلعوں کے سلسلے کے  
 درمیان میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے اور ایسے مقام پر تھے جسے گھمروں کے جھنڈ گھیرے ہوئے تھے  
 جن میں سے یہودی فوج کی ٹمکریاں، قلعے سے نکل کر، آسانی کے ساتھ رات کے وقت مسلمانوں  
 پر حملہ کر سکتی تھیں، رات کے حملے کو شغول کہا جاتا ہے اس بات نے جنگی امدد کے شہرہ نامہ حضرت

حباب بن منذر کو — جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے — اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرور بنے اور آپ کے سامنے تجویز پیش کرے کہ آپ اپنے ہیڈ کو اڑ کر بدل لیں اور اپنے پڑاؤ کو اس علاقہ سے منتقل کر کے یہود کے قلعوں سے دُور لے جائیں اس نے عرض کیا (یا رسول اللہ، آپ قلعوں کے قریب ہو گئے ہیں اور کھجوریں اور چشموں کے درمیان اُتر پڑے ہیں مجھے اہل نطاة کے بارے میں علم ہے کہ کوئی قوم ان سے زیادہ صحیح تیر مارتے ہیں ماہر نہیں اور وہ ہم سے بلندی پر ہیں اور وہ نیچے آنے میں اپنے تیروں سے بھی زیادہ تیز ہیں اور میں ان کے شیخوں مانسے سے بھی بے خوف نہیں ہوں وہ کھجوروں کی ادٹ میں داخل ہو جائیں گے، یا رسول اللہ کسی اور جگہ چلے جائیے جہاں چٹے اور دباؤ نہ ہو، ہم اپنے اور ان کے درمیان پتھروں کو ادٹ بنا لیں گے تاکہ ان کے تیر نہیں گزند پہنچائیں) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کے ساتھ النطاة اور الشق کے درمیان جس جگہ پر پڑاؤ ڈالا اُسے ”المنزلہ“ کہا جاتا تھا جیسا کہ اس فصل میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبابؓ کے مشورے کے مطابق ”المنزلہ“ سے اپنے پڑاؤ کو تبدیل کر کے وادی الریحہ میں پڑاؤ ڈالا اور وہیں اپنا ہیڈ کو اڑ کر بھی بنایا اور اس وادی سے یہودیوں کے مقابلہ کے لئے اپنے دستے بھیجے گئے — آپ لگاتار اسی طرح کرتے رہے —، یہاں تک کہ آپ کی فوج نے النطاة کے تمام قلعوں پر خصوصاً تین بڑے جنگی قلعوں پر قبضہ کر لیا، (قلعہ ناعم، قلعہ الصعب، اور قلعہ الزبیر پر)

النطاة کے قلعوں پر حبشہ نبوی کے قابض ہونے سے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ وادی الریحہ سے (جو النطاه کے زیریں علاقے میں تھی) اس کے بالائی علاقے میں منتقل ہو گئے، آپ نے جس پہلی جگہ کو ایک دن کے لئے اپنا پڑاؤ بنایا تھا..... وہیں دوبارہ (المنزلہ میں) آپ نے اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ ڈالا تاکہ آپ الشق کے قلعوں میں جو خیبر کے نصف اول کے بقیہ علاقے میں واقع تھے، یہود کے خلاف اپنے حملوں کی کارروائیاں جاری رکھ سکیں النطاة اور الشق کے قلعوں کے درمیان ”المنزلہ“ کے مقام پر منتقل ہونے کا سبب یہ تھا کہ النطاة کے قلعوں پر قبضہ کے بعد، آپ کی فوج اس طرح دو آگوں کے درمیان نہ تھی جیسا کہ پہلی دفعہ اس جگہ کو پڑاؤ بنانے کے وقت تھی اس وقت النطاة کے

مضبوط تھے ان یہودیوں کے ہاتھ میں تھے جو غیر کے یہودیوں کے شجاع ترین اور جس با آزادی تھے اب یہ قلعے مسلمانوں کے قبضے میں تھے جس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فوج، یہودیوں کے شیخوں اور ان کے تیروں سے جو مسلمانوں کے پڑاؤ میں آکر مسلمانوں کو دشمنی کر دیتے تھے، محفوظ ہو گئے تھے کیونکہ پہلے دن یہودیوں کے تیروں سے پچاس مسلمان دشمنی ہو گئے تھے، قلعہ الزبیر کے یہودیوں سے خالی ہو جانے کے بعد، جیش نبوی پشت کی جانب سے محفوظ ہو گیا تھا اور قلعہ الزبیر النظاۃ کے قلعوں میں سے آخری جنگی قلعہ تھا۔

اہل سیر اور مغازی کہتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم النظاۃ سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فوج کو الرجیع سے المنزلہ منتقل ہونے کا حکم دیدیا اور آپ یہود کی لڑائی اور شیخوں سے محفوظ ہو گئے حالانکہ آپ ان سے بے خوف نہیں تھے۔ کیوں کہ اہل النظاۃ بڑے تیز اور بہادر یہودی تھے۔

النظاۃ کے قلعوں کو کھونے اور اس کے زبردست معرکوں میں اپنے بڑے بڑے سالاروں کا نقصان اٹھانے کے بعد ان کی شکست انہیں الشق کے قلعوں میں لے گئی

یہودیوں کا الشق کے قلعوں میں منتقل ہونا

اور ان کی بڑی فوجوں نے قلعہ اُمامی جسے قلعہ اُبی کہتے تھے میں ڈیرے ڈال دیئے اور اس قلعہ میں قلعہ بند ہو کر اسلامی فوج کے مقابلہ کے لئے تیاری کرنے لگے جو ان پر مسلسل حملے کر رہی تھی۔

قلعہ اُبی بڑا مضبوط قلعہ تھا جو پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور اس کے دشوار گزار راستوں کی وجہ سے اس میں داخل ہونا

قلعہ کا محاصرہ

بڑا مشکل تھا لیکن وہ النظاۃ کے ان قلعوں سے زیادہ مضبوط نہ تھا جن میں مسلمان جنگ کے سخت مراحل سے گذر کر داخل ہو چکے تھے، اس لئے انہوں نے جلد عہد کرنے میں کوئی تردد نہ کیا، جیش نبوی نے اس میں داخل ہونے کے لئے اس کا محاصرہ کر لیا، ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس جنگی فوج کے منتظم تھے اور مذکورہ قلعہ پر ”المنزلہ“ کے ایک مقام سے جسے ”السموان“ کہا جاتا تھا، دستے بھیج رہے تھے۔

یہودیوں نے جنگ میں بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کے حملوں کا بڑی بے جگری سے مقابلہ

کیا جسے مسلمان النظاۃ کے معرکوں میں دیکھ چکے تھے انہوں نے قلعہ ابی کا بڑی بے خوفی سے دفاع کیا اور مسلمانوں سے سخت جنگ کی، جس فوج کو قلعہ ابی پر حملہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی اس کے سالار مشہور شہسوار حضرت ابو وجانہ انصاری تھے،

قلعہ ابی کے دفاع میں یہودیوں کا شوقی قتال اس حد تک بڑھا کہ انہوں نے موت کو ہی سمجھتے ہوئے مصامحہ کرنے والی مسلمان فوج کے مقابلہ کے لئے قلعے کے

## مبارزت کیلئے یہودیوں کا دروازے کھول دینا

دروازے کھول دیئے اور ان یہودی شہسواروں نے قلعے کے باہر مسلمانوں کو دعوت مبارزت

دے دی۔

www.KitaboSunnat.com

قلعہ ابی سے ایک شہسوار جسے عزول کہتے تھے، باہر نکلا اور اس نے قلعے کی

## دو یہودی سالاروں کا قتل

فصلیوں کے سامنے اپنے گھوڑے پر بھیرا لگا کر مبارزت طلب کی، اس کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی صفوں سے حضرت جباب بن منذر انصاری نکلے، تھوڑی دیر دونوں نے جولاہی کی، اس کے بعد حضرت جباب بن منذر نے، یہودی شہسوار عزول پر حملہ کر کے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا، وہ قلعے کی طرف بھاگا مگر حضرت جباب نے قلعے میں داخل ہونے سے قبل اس کی ٹانگ کاٹ دی پھر وہ مر گیا،

پھر حضرت جباب بن منذر مسلمانوں کی صفوں میں واپس آگئے، یہودی سالار عزول کے قتل کے بعد ایک اور یہودی شہسوار (مورخین نے اس کا نام نہیں لکھا) نے قلعے سے باہر نکل کر مسلمانوں کو لٹکار کر مبارزت طلبی کی، تو مشہور انصاری شہسوار حضرت ابو وجانہؓ ساک بن خثیر نے اس کے چیلنج کو قبول کیا، دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور دونوں بے ذوق و شوق سے نبرد آزما کرتے رہے یہاں تک کہ ابو وجانہؓ نے یہودی شہسوار کا کام تمام کر دیا۔

مبارزت طلب کرنے اور قلعہ گھونٹنے سے یہودیوں کا رُکنا

قلعہ کے دروازوں کے اُگے دو پہری سالاروں کے قتل ہونے کے بعد، قلعہ میں موجود دوسرے یہودیوں

کے دلوں پر رعب چھا گیا اور وہ مبارزت طلبی سے رُک گئے اور پھر انہوں نے قلعہ میں پناہ لینے اور اس کا دفاع کرنے اور اس کی دیواروں کے پیچھے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے قلعہ کے دروازے بند کرنے کی کوشش کی، لیکن اسلامی فوجوں کے ہراول دستوں کے سالار حضرت ابو دجانہ انصاریؓ نے ان کو ایسا کرنے کا موقع نہ دیا انہوں نے اپنی فوج کو مرحمت کے ساتھ یہودیوں پر حملہ کرنے کا حکم لے دیا اسلامی فوجوں نے حضرت ابو دجانہؓ کی سرکردگی میں قلعہ پر اچانک حملہ کر دیا، یہودیوں نے مسلمانوں کا شدید مقابلہ کیا اور قلعہ کے ارد گرد فریقین کے درمیان سخت معرکہ لڑی ہوئی، لیکن باوجودیکہ یہود نے بڑے ذوق و شوق سے مقابلہ کیا تھا، مگر انجام کار انہیں شکست ہوئی اور قلعہ کی فصیلوں میں گھسنے والے یہودی، ہر جانب بھاگ اٹھے، مسلمانوں نے قلعہ پر قابض ہو کر، تمام ہتھیاروں، مویشیوں اور غلے پر قبضہ کر لیا مگر کسی ٹوٹنے سے یہ بیان نہیں کیا کہ اس قلعے سے کوئی یہودی قیدی بھی ان کے ہاتھ لگا تھا، بقیہ لوگوں نے قلعہ انزار میں پناہ لے لی، یہ اشق کا دوسرا قلعہ ہے جس میں یہودیوں نے مسلمانوں کا سخت مقابلہ کیا اور اس میں محفوظ ہو گئے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ کو تباہ کرنے کے لئے، اس پر منہیق نصب کرنے کا فیصلہ کیا، اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی انشاء اللہ،

واقعی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے موسیٰ بن عمر الحارثی نے ابی عیفر محمد بن سہل بن ابی حشمہ سے بیان کیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اشق کی طرف منتقل ہو گئے تو وہاں پر کئی قلعے تھے، پہلا قلعہ اُبی تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ سمران پر حملہ کیا، اہل قلعہ نے شدید جنگ کی اور عنزال نامی ایک یہودی نے قلعے سے باہر نکل کر مبارزت طلب کی، اس کے مقابلہ میں حضرت حباب بن منذرؓ نکلے، دونوں نے ایک دوسرے پر وار کئے، پھر حضرت حبابؓ نے اس پر حملہ کر کے اس کا نصف دایاں ہاتھ کاٹ دیا، عنزال کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور وہ نہتا ہر گیا اور شکست کھا کر واپس لوٹتے ہوئے گر پڑا اور اسے مار دیا گیا پھر دوسرا یہودی باہر نکلا اور اس نے لٹکار کر مبارزت طلب کی، تو آل جمحی میں سے ایک

مسلمان نے اس کا مقابلہ کیا اور عیسیٰ مارا گیا، اور یہودی اپنے جگہ پر کھڑا ہو کر مبارزت طلب کرتا رہا اس کے مقابلہ میں حضرت ابودجانہؓ نکلے آپ نے خود کے اوپر ایک ٹرخ پیٹی باندھی ہوئی تھی اور آپ کی چال میں ایک ناز دلا پایا جاتا تھا، حضرت ابودجانہؓ نے جلدی سے اس پر حملہ کر کے اس کی ٹانگ کاٹ دی پھر اسے مار دیا اور اس کا سامان اور زرہ اور تلوار لیکر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت ابودجانہؓ کو وہ چیزیں عطیہ کے طور پر عنایت فرمادیں، اس کے بعد یہودی، مبارزت سے کٹاؤ کٹی کرنے لگے تو مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور قلعہ پر حملہ کر کے اس میں داخل ہو گئے ان کے آگے آگے حضرت ابودجانہؓ تھے قلعہ میں انہوں نے بڑا مال و متاع، بکریاں اور غنم پایا، اور وہاں سے تمام جانناز بھاگ گئے اور بہنوں کی طرح دیواروں پر چڑھ گئے اور الشق کے قلعہ النزار میں چلے گئے، النظاۃ کی چوٹیوں میں جو لوگ باقی رہ گئے تھے، انہوں نے قلعہ النزار میں آکر اس کے دروازے بند کر لئے اور ابھی طرح محفوظ ہو گئے،

## قلعہ النزار کی فتح،

قلعہ النزار، الشق کے قلعوں میں سے دوسرا قلعہ تھا اور خیبر کی پہلی قسم کا پانچواں اور آخری قلعہ تھا، جس میں یہودیوں نے قلعہ بند کر کے تمام قلعوں سے بڑھ کر دفاعی جنگ لڑی جیسا کہ اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے،

## خیبر کا مضبوط ترین قلعہ،

یہودیوں کی آخری امید، قلعہ النزار سے وابستہ تھی، کیونکہ وہ علی الاطلاق خیبر کے تمام قلعوں سے مضبوط تر تھا اس لئے النظاۃ اور الشق میں شکست کھانے والے یہودیوں کے سالار، بلکہ خیبر کے نصیحت مانی یہودی بھی (یعنی ابی الحقیق کے بیٹوں کی پارٹی جو بنی نغیر میں سے تھے) یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ مسلمانوں کی فوج اس قلعہ کی مضبوطی اور اس کی قلعہ بندیوں کی قوت کی وجہ سے اس میں داخل ہونے سے عاجز رہے گی،

## قلعہ النزار میں عورتیں اور بچے

کی وہ ان چاروں قلعوں میں عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دیتے تھے، محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ،

انہوں نے ان قلعوں کو جنگی علاقہ قرار دیا ہوا تھا، اور جنگ نہ لڑنے والوں کو ان میں رہنا ممنوع تھا اور یہ اس خوف کی بناء پر تھا کہ عہد میں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی بن جائیں مگر یہودی لیڈر (بادجودان چاردن قلعوں کی مضبوطی کے) اس بات پر یقین نہ رکھتے تھے کہ یہ قلعے مسلمانوں کے حملوں کے سامنے باعمر صہ تک ٹھہر سکیں گے، اس لئے انہوں نے انہیں صرف جاننازوں کے لئے خالی کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو روٹاں سے نکال دیا، لہذا جب مسلمانوں نے ان چاردن قلعوں پر قبضہ کیا تو کوئی عورت اور بچہ مسلمانوں کے ہاتھ نہ لگا، لیکن قلعہ النزار کی مضبوطی اور قوت پر بڑے اعتماد اور اس یقین کی وجہ سے کہ اسلامی فوجیں اس قلعہ کو فتح کرنے سے عاجز آجائیں گی اور فتح کے بعد طویل عرصہ کے محاصرے آتا جائیں گی اور جس رستے آئی ہیں اسی رستے واپس چلی جائیں گی یا یہودیوں کے ساتھ مذاکرات پر مجبور ہو جائیں گی اور چونکہ وہ طاقت مند پوزیشن میں ہوں گے اس لئے وہ مسلمانوں کے ساتھ صلح کے وقت اعلیٰ شرائط کو اپنے حق میں کریں گے..... انہوں نے قلعہ النزار کو، اپنے بہترین جاننازوں سے بھر دیا، پھر اس میں عورتوں اور بچوں کو بھی اکٹھا کر دیا اور وہ کوئی درہزار کے قریب تھے پھر وہ بڑی مضبوطی سے قلعہ میں جھگٹے اور ٹڈر ہو کر قلعہ کا دفاع کرتے گئے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس قلعے کے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو جانے سے یہودی مقاصد کا کچھ طور پر خاتمہ ہو جائے گا اور وہ خیر کے نصف ثانی کے دفاع کی قوت نہیں رکھ سکیں گے کیونکہ وہاں کے رہنے والوں کی شجاعت بہادری اور جنگ میں استقلال، الشن اور النطاۃ کے یہودیوں جیسا نہیں، اس بات کو خیر کے نصف ثانی کے یہودی لیڈر اور سالار بھی اچھی طرح سمجھتے تھے ان کے ایک لیڈر کانان بن ابی الحقیق نضری نے (جب النطاۃ اور الشن کا آخری قلعہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا) کہا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) النطاۃ سے فارغ ہو گئے ہیں اور یہاں کوئی ان سے جنگ کرنے والا نہیں رہا، جس وقت ان نطاۃ قتل ہوئے تھے یہودی اسی وقت قتل ہو گئے تھے،

ابن کثیرؒ اسلامیہ والنہایہ میں بیان کرتے ہیں کہ قلعہ ابی سے تمام جانناز بھاگ گئے اور گورہ کی

## قلعہ النزار کا محاصرہ

طرح دیواروں پر چڑھ گئے اور الشن کے قلعہ النزار میں جا کر اچھی طرح قلعہ بند ہو گئے، قلعہ النزار کے رہنے والے، الشن کے رہنے والوں سے زیادہ جنگ باز تھے،

الشن کے علاقہ میں بہت سے قلعے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے ان سب کو خالی کر دیا تھا اور سب کے سب قلعہ النزار کی مضبوطی کی وجہ سے

## قلعہ النزار کے سوا، الشن کے تمام قلعوں کا خالی ہو جانا

اس میں اکٹھے ہو گئے تھے، پھر قلعہ النزار کی فتح کے بعد یہ قلعہ الکتیبہ کی طرف بھاگ گئے جو خیبر کے نصف ثانی میں واقع ہے،

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے قلعہ ابی کے سقوط کے بعد، شکست خوردہ ملائین قلعہ النزار میں آگئے

## قلعہ النزار پر حملہ

تھے، مسلمانوں نے ان پر حملہ کرنے میں جلدی کی اور انہیں آرام کرنے کی فرصت ہی نہ دی بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ان کا گھیراؤ کر لیا اور ان پر سختی سے دباؤ ڈالنے لگے تاکہ وہ اطاعت اختیار کر لیں،

لیکن یہودیوں نے مسلمانوں کا سخت مقابلہ کیا اور باوجود شدید مقابلہ کرنے

## یہودیوں کی سخت مقاومت

کے وہ قلعے باہر نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور نہیں ہوئے اور نہ ہی انہوں نے مبارزت طلب کی جیسا کہ انطاۃ اور الشن میں قلعہ ناعم، قلعہ الصعب، قلعہ الزبیر اور قلعہ ابی کے محاصرہ کے وقت کی تھی۔ یہود نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے قلعہ النزار کے بڑوں اور سپرے کی جگہوں کو جاننازوں سے بھر دیا (خصوصاً تیراندازوں سے) اور قلعہ میں پناہ لیکر مسلمانوں پر تیروں کی بارش کرنے لگے وہ بڑے ماہر تیرانداز تھے اور مسلمانوں کو قلعے کی فصیلوں سے ہٹانے کے لئے، اس کی چوٹیوں سے ان پر پتھر پھینکنے لگے،

یہودیوں کے جواب میں مسلمان بھی

## آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کے تیروں سے زخمی ہونا

ان پر دھسی ہی تیراندازی کر رہے تھے، مگر یہودیوں کے تیر مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا رہے تھے، کیوں کہ یہودی انہیں قلعہ کے بڑوں سے مارتے تھے اور مسلمان اس قلعے کے نیچے پڑاؤ کئے ہوئے



تھے ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ ، یہودیوں پر تیرا ملازمی کہہ رہے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہود کا نشانہ خاص طور پر وہ جگہ تھی جہاں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑاؤ کئے ہوئے تھے کیوں کہ وہاں پہلے پناہ تیر پڑے تھے اس لئے آپ کسی یہودی کا تیر گئے سے زخمی ہو گئے اور یہود کے خلاف کارروائی کرنے کے دوران ان کے تیر گئے سے آپ کے پڑے پھٹ گئے ،

مؤرخین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ  
**قلعہ پر منجیق نصب کرنا**  
 انزار کے یہودی لمبا عرصہ تک ڈٹے رہے

اور انہوں نے پیش نبوی کی پیادہ فوج کی ان تمام کوششوں کو جو انہوں نے قلعہ میں داخل ہونے اور اُسے بزور قوت فتح کرنے کے لئے کیا کیوں روک دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ انزار بڑا مضبوط تھا اس تک پہنچنا بڑا دشوار تھا کیونکہ وہ پہاڑ کی بلند چوٹی پر واقع تھا پھر اس میں بے شمار جاندار تھے جو بڑے چوکس اور سخت مقابلہ کرنے والے تھے اس بات سے مسلمان اکتائے کیونکہ لمبا عرصہ تک محاصرہ کرنے کے باوجود اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تھا اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ قلعہ کے برجوں اور فصیلوں کو تباہ کرنے اور بڑی بڑی چٹانوں کو راہ سے ہٹانے کے لئے تباہ کن آلات استعمال کئے جائیں ، تاکہ اسلامی پیادہ فوج قلعہ میں اس راستے سے داخل ہو جائے ، قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے گھوڑوں کے لئے کوئی راستہ نہ تھا اس لئے مسلمانوں کے حملے صرف پیادہ فوج پر ہی منحصر تھے ،

مسلمانوں نے انطاۃ کے قلعہ الصعب سے کچھ منجیقیں بھی حاصل کی تھیں یہ وہ واحد ہتھیار تھا جسے اس زمانے میں قلعوں کے تباہ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا ، نیز انہوں نے بعض ٹیک بھی حاصل کئے تھے جن کے لہے کے گولے پیدل فوج کو ، قلعوں پر حملہ کے وقت دشمن کے تیروں سے بچاتے تھے ، جب اسلامی فوجوں کے لئے قلعہ انزار میں داخل ہونا مشکل ہو گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ کو تباہ کرنے اور یہودیوں کو اطاعت اختیار کرنے یا بھاگ جانے پر مجبور کرنے کے لئے منجیق نصب کرنے کا حکم دیا ، مگر کسی مؤرخ نے یہ بیان نہیں کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ پر منجیق سے کوئی گولہ پھینکا تھا یا نہیں ؟ لیکن قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے گولے پھینکے تھے ، منجیق کے نصب کرنے کے بعد ،

مسلمان قلعہ النزار میں داخل ہو گئے جب مغنیق کے گولوں نے قلعے کی فصیلوں میں راستے بنائے تو بلاشبہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان قلعے کے اندر سخت جنگ ہوئی اور آتش گولوں نے اس میں آگ لگادی جس سے مسلمان قلعے میں داخل ہو گئے، اس قلعے میں یہودیوں کے بڑی طرح شکست کھانے کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے لئے بہت سی غنیمتیں چھوڑیں جن میں دو ہزار قیدی عورتیں اور بچے بھی تھے اور یہودیوں کے بقیہ جانناز خوفزدہ ہو کر انہیں قلعہ النزار میں چھوڑ گئے تھے..... بلاشبہ جس چیز نے مسلمانوں کے لئے اس مضبوط قلعہ کو فتح کرنا آسان بنایا وہ مغنیق سے گولے برسانا تھا جس کے نصب کرنے کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا وہ اس مضبوط قلعہ میں یہودیوں پر تباہ کن شکست کیسے نازل ہو سکتی تھی، جس نے انہیں اس حال میں کر دیا کہ وہ خوفزدہ ہو کر، خیر شہر کے نصف تانہ میں بھاگ گئے اور بچوں اور عورتوں کو مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ گئے!..... انہیں یہ شکست کیسے ہوئی جبکہ یہ لوگ محاصرہ کے سامنے ڈٹ گئے تھے اور انہوں نے مسلمانوں کی تمام حملہ آوراں کو ششوں کو رد کر دیا تھا، یہاں تک کہ مسلمان زچ ہو گئے اور اس قلعے کے گرد لبا عرصہ تک محاصرہ کرنے سے ڈرتے گئے، ایک اور اعتبار سے جس بات نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تباہ کن آلات کے نصب کرنے کا حکم دینے پر آمادہ کیا، وہ یہ تھی کہ یہ طاقتور ترین ہتھیار تھا جسے اس قلعہ میں یہودیوں کے خلاف استعمال کیا جاسکتا تھا تاکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ کن معرکہ پر مجبور ہو جائیں جس سے وہ کنارہ کش رہنا چاہتے تھے ایک اور قرینے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ قلعہ النزار کے یہودی، قلعے کے اندر سخت لڑائی کے بعد بھاگے تھے اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ گتھم گتھا ہوتے بغیر اس قلعے سے بھاگتے تو وہ رات کی تاریکی میں عورتوں اور بچوں کو ساتھ لے کر کھسک جاتے جبکہ وہ اس قلعہ میں دو ہزار سے بھی زیادہ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ گئے تھے،

بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ جب یہودیوں نے مسلمانوں کے محاصرے

## ایک فصاحت طلب واقعہ

کا بے عرصے تک مقابلہ کیا اور محاصرے کی کارروائی کی قیادت کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی ان کے تیروں سے زخمی ہو گئی اور قلعہ النزار کے یہودی تیر اندازی

کر ہے تھے تو آپ نے اپنے بابرکت ہاتھ میں سنگرزیدوں کی ایک ٹمھی لی اور اُسے قلعہ النزار کی طرف پھینکا تو قلعے پر ایک لڑزہ طاری ہو گیا اور وہ یہودیوں سمیت زمین میں دھنس گیا یہاں تک کہ مسلمانوں نے اگر انہیں ہاتھوں سے پکڑ لیا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیوں نے قلعہ النزار کا بڑی بے جگری سے دفاع کیا جس کی وجہ سے سلمان جنگ کے روایتی طریقوں کے مطابق قلعہ میں داخل نہ ہو سکے، اس لحاظ سے یہ قلعہ ایک حجزہ کے ذریعہ فتح ہوا یعنی وہ زمین میں دھنس گیا یہاں تک کہ اُسے آنکھ سے دیکھا جاسکتا تھا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کت بھر سنگرزیدے پھینکنے کے بعد، مسلمانوں کے لئے اس قلعہ میں موجود یہودیوں کو پکڑنا آسان ہو گیا،

ہم اس حدیث کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں، نہ اس وجہ سے کہ ہم ان معجزات کے منکرین جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو مشرف فرمایا ہے، انبیاء کے معجزات تو تو اتر سے ثابت ہیں، ہم نے اس بات کے قبول کرنے سے صرف اس لئے انکار کیا ہے کہ جن لوگوں نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے، انہوں نے اہل حدیث کے مقررہ طریق کے مطابق ثقات کے سلسلہ کی کوئی متصل سند بیان نہیں کی، خصوصاً اس قسم کے خادق عادت معجزہ کے نقل کرنے میں جیسی سند کی ضرورت ہوتی ہے وہ بیان نہیں کی بلکہ ان مؤرخین نے بغیر کسی سند کے اس واقعہ کو بیان کرنے پر ہی اکتفا ہے،

واقعہ ہی بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ النزار کو فتح کیا تو اہل شق میں کچھ قلعے باقی رہ گئے وہاں کے مکین بھاگ کر اہل کتبہ، فدیح اور سلم کی طرف چلے گئے، محمد بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ النزار کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ خیبر کا آخری قلعہ ہے جس میں لڑائی ہوتی ہے، جب ہم نے اس قلعہ کو فتح کیا تو آپ کے خیبر سے چلے جانے تک کوئی لڑائی نہیں ہوئی،

**قلعہ النزار آخری قلعہ تھا  
جس میں جنگ ہوئی**

جو قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے ہیں  
بنی نضیر کے سردار جی بنی اخطب کی

**صَفِيَّةٌ يَهُودِيَّةٌ كَيْسِيَّةٌ الْمُؤْمِنِينَ بَنِي**

بہی صفیہ بھی تھی، جیسی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید دشمن تھا اور صفیہ خبیثہ کے سردار کنانہ بن ابی العقیق کی بیوی تھی اس سے پہلے صفیہ، سلام بن مکھم نضری کی بیوی تھی، صاحب سیرۃ حبشیہ کے بیان کے مطابق اس نے اسے دخول سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی،

صفیہ جن دنوں کنانہ کی بیوی تھی، اس نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا چاند اس

## صفیہ کی گود میں ماہتاب

کی گود میں آبلڑا ہے، جب اس نے اپنا خواب اپنے خاندان کے پاس بیان کیا جو خبیثہ کا بادشاہ تھا تو اس نے غضبناک ہو کر صفیہ کے چہرے پر زور سے تھپڑ مارا جس سے اس کی آنکھ سبز ہو گئی، پھر اسے کہنے لگا کیا تو اس بات کی معافی ہے کہ میثرب کا بادشاہ (یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا خاندان ہے،

اگرچہ مؤرخین کا اس بات پر اجماع ہے کہ صفیہ جلد قیدیوں کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھ آئی تھی لیکن انہوں نے قیدیوں کے ساتھ اس کے قیدی

## اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ سے کیسے شادی کی

بننے کے طریق کے متعلق اختلاف کیا ہے..... ابن ہشام بیان کرتے ہیں کہ صفیہ کو قلعہ القموص سے پکڑا گیا تھا جو اس کے خاندان، کنانہ، کا قلعہ تھا اور جو خبیثہ کی دوسری نصف میں واقع ہے، مگر واقعہ کا بیان ہے کہ صفیہ قلعہ النزار سے مسلمانوں کے ہاتھ آئی تھی جو خبیثہ کے نصف اول میں واقع ہے جہاں ابوالحقیق کے قلعوں کی کوئی چیمبڑ موجود نہیں، اس کے سبب کا ذکر کرتے ہوئے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن محمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہ میں نے جعفر بن محمود سے کہا کہ صفیہ، قلعہ النزار میں کیسے چلی گئی جو اشنق میں واقع ہے اور ابی العقیق کی آل کا قلعہ سلام میں ہے (یعنی دوسری قسم میں) اور قلعہ النزار کے سوا، المنظاہ اور اشنق کے قلعوں میں سے کسی مرد یا عورت کو بھی قیدی نہیں بنایا گیا تو اس نے جواب دیا کہ خبیثہ کے یہودیوں نے عورتوں اور بچوں کو اکتیبر میں بھیج دیا تھا اور المنظاہ کے قلعوں کو جاننازوں کے لئے خالی کر دیا تھا، پس ان میں سے قلعہ النزار کے سوا، کسی کو قیدی نہیں بنایا گیا، صفیہ اور اس کی عم ناز بہن اور دیگر عورتیں ان کے ساتھ تھیں..... کنانہ نے دیکھا کہ قلعہ النزار زیادہ مضبوط ہے

تو اس نے اُسے اس رات، جس کی صبح کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم الشق کی طرف منتقل ہوئے اُسے دہاں سے نکالا، یہاں تک کہ وہ ادراک کی عمر زاہد بن ادران و دونوں کے ساتھ جو یہودی بچے تھے قید ہو گئے اور اکتیبہ میں یہودیوں کی عورتیں اور بچے دو ہزار سے بھی زیادہ تھے، اور ایک دوسری جگہ واقفی نے خود صفیہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتی ہے کہ یہودیوں نے اپنے بچوں کو اکتیبہ میں رکھا اور انطاۃ کے قلعوں کو جان باندوں کے لئے خالی کر دیا، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیراً آئے اور آپ نے انطاۃ کے قلعوں کو فتح کیا تو کاندہ نے مجھے آکر کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انطاۃ سے فارغ ہو گئے ہیں اب یہاں اُن سے لڑنے والا کوئی نہیں، جب اہل انطاۃ قتل ہوئے تھے یہودی اسی روز ہی قتل ہو گئے تھے، عربوں نے ہم سے جھوٹ بولا (یعنی فطھانیوں نے جنہوں نے یہودیوں کا ساتھ چھوڑ دیا تھا) پس وہ مجھے الشق کے قلعہ النزار میں لے آیا۔ اور اس نے کہا کہ یہ ہمارا سب سے مضبوط قلعہ ہے۔ پھر وہ چلا گیا اور میرے پاس میری عم زاد بہن اور عورتوں کو لے آیا پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکتیبہ میں پہنچنے سے قبل ہی مجھے انصار میں تیسری بنا لیا گیا،

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق، صفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت دمیہ کلبی کے حصے میں آئیں، ایک آدمی نے

اِس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صفیہ کو اسلام قبول کرنے اور اپنے اہل کی طرف واپس جانے کے درمیان اختیار دینا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر صفیہ کا حال بیان کیا اور کہا آپ نے، قرظیہ اور نظیر کی سیدہ صفیہ کو، دمیہ کو عطا فرمایا ہے وہ صرف آپ نے فرمایا اُسے بلا لاؤ جب آپ نے اُسے دیکھا تو وحی سے فرمایا، اس کے سوا قیدیوں میں سے کسی اور لڑکی کو لے لو، اس نے تعمیل حکم کی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنے لئے پسند فرمایا اور اُسے آزاد کرنے کے بعد اُس سے شادی کر لی، اس اختیاری شادی سے صفیہ بنت جہی بن اخطب امہات المؤمنین میں سے بن گئی جو حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق اور حضرت حفصہ بنت عمر بن

المخاطب اور تمام ازواجِ انبی کے ساتھ برابر کے حقوق رکھتی تھی،

## ایک خبیث تہمت کی تردید

اس جگہ ایک نقطہ کی وضاحت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے وہ یہ

کہ دجیہ کلبی سے صفیہ کو واپس لینے اور اسے اپنی بیوی بنانے کے لئے منتخب کر لینے کی وجہ سے بعض بیاردل لوگوں (خصوصاً یہودیوں وغیرہ) نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت تراشی ہے کہ آپ نے صفیہ کو جسمانی رغبت کے پیش نظر واپس لے کر اس سے شادی کی تھی جیکہ واقعہ کے سیاق سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جذبہ کے تحت صفیہ کو اپنی بیوی بنایا وہ اس سے کہیں اعلیٰ اور بالا ہے اور وہ یہ ہے کہ صفیہ ایک بادشاہ کی بیٹی تھی اور ایک بادشاہ کی بیوی تھی اور اس قسم کی عورت کو درودِ سحر قیدیوں کی طرح ہبہ نہیں کیا جاتا، اس لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجیہ سے اسے واپس لے لیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایک شریف انسانی جذبہ کے تحت ایسا کیا جس سے اس عظیم سیدہ عورت کی اپنی قوم میں عزت قائم ہوئی اور یہ سلامی اصول کے مطابق ہے (کہ ذلیل قوم کے صاحبِ عزت کا اکرام کرو) اور اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عزت اور دلجوئی کی بات نہ تھی کہ وہ ایک عام آدمی کی ملوکہ ہونے کی بجائے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہو،

صفیہ کو، دجیہ کلبی سے واپس لینے کا باعث جسمانی رغبت نہیں جیسا کہ بعض بیاردل لوگوں کا دعوئے ہے بلکہ اس بات کا باعث اس سے کہیں اعلیٰ اور بالا ہے وہ یہ کہ چونکہ یہ عورت اپنی قوم کی سردار اور بڑے اعزاز و اکرام کی حامل تھی اس لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ ہمدردی کے طور پر ایسا کیا ..... اور اس کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ آپ نے صفیہ کو واپس لے کر آزاد کر دیا اور آزاد کرنے کے بعد اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اپنے اہل (یہودیوں) کے پاس چلی جائے اور چاہے تو اسلام قبول کرے اور اپنی مرضی سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی رہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں سلام کی محبت ڈال دی اور اس نے اپنی مرضی سے یہودیت کو چھوڑ دیا تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے شادی کر لی، حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

اکی، اُن سے بڑھ کر مجھے کسی سے نفرت نہیں تھی، انہوں نے میرے باپ، میرے خاندان اور میری قوم کو قتل کیا تھا، آپ نے فرمایا، صفیہ، میں نے جو کچھ تیری قوم کے ساتھ کیا ہے اس کی تجھ سے معذرت چاہتا ہوں تیری قوم نے یہ یہ کام کئے تھے (اور آپ ان اسباب کو بیان کرنے لگے جن کی وجہ سے آپ نے ان سے سلوک کیا) حضرت صفیہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ مجھ سے مسلسل معذرت کرتے رہے یہاں تک کہ میرے دل سے نفرت جاتی رہی ابھی میں اپنی جگہ سے اٹھی بھی نہیں تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر مجھے کوئی آدمی محبوب نہ تھا، پھر وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اچھے اخلاق والا کبھی نہیں دیکھا، اگر وجہ کبھی سے صفیہ کو واپس لینے کا باعث، شریف انسانی جذبہ نہ ہوتا تو آپؐ اُسے آزاد کرینے کے بعد، عزت و احترام کے ساتھ اپنی قوم کی طرف واپس چلے جانے اور اپنے ساتھ شادی کر کے انہیں ام المومنین بننے کے درمیان اختیار نہ دیتے اور اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنی لونڈی بنا لیتے تو آپؐ ایسا بھی کر سکتے تھے اور اس صورت میں کسی معترض کے لئے اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہتی کیونکہ اس زمانے کے بین الاقوامی قوانین جنگ آپؐ کو اس بات کی اجازت دیتے تھے کہ آپؐ صفیہ کے ساتھ غلاموں کی طرح سلوک کرتے اور اس کی رضامندی کے بغیر اسے اپنی لونڈی بنا لیتے کیونکہ وہ جنگی قیدی تھی جو اس دور کے بین الاقوامی جنگی قانون کے مطابق ملوکہ بھی جاتی تھی، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم سیئہ عورت کی حکمرانی کی خاطر اُسے تمام قیدیوں کے درمیان مطلق آزادی دی، کہ وہ درداستوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے، خواہ یہودیت پر قائم رہ کر اپنے خاندان کی طرف واپس چلی جائے اور خواہ اسلام میں داخل ہو جائے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن جائے اور اس کے اور دختر ابی بکر کے درمیان حقوق و واجبات میں کوئی فرق نہ ہوگا تو صفیہؓ نے اپنی مرضی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کرنے کو پسند کر لیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سیدہ کا بے حد اکرام کرتے تھے اور اس کے حواس اور تیز فہم ہونے کی وجہ سے اس کے جذبات و احساسات کا خیال رکھتے تھے کیونکہ وہ اپنی قوم میں ایک معزز عورت تھی جو اپنے والد اور خاندان کو کھو چکی تھی، (جو دونوں اپنی قوم کے بادشاہ تھے)

حضرت صفیہؓ اس شریفانہ اور ہمدردانہ سلوک کے متعلق جو ایک شریف ترین دل سے





عہد میں ایران کو فتح کیا تھا، مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ مملکتِ فارس پر جیشِ اسلامی کے قبضہ کے بعد، مدینہ میں بہت سی ایرانی بیٹیوں کو لایا گیا جن میں یزدگردِ کسریٰ کی بھی تین بیٹیاں تھیں، حضرت فاروقؓ نے حکم دیا کہ انہیں بھی جملہ قیدیوں کے ساتھ فروخت کر دیا جائے مگر حضرت علیؓ نے ان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ ان کے ساتھ خاص سلوک ہونا چاہیے کیونکہ یہ بادشاہ کی بیٹیاں ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا بادشاہوں کی بیٹیوں کے ساتھ عام لوگوں کی عورتوں کا معاملہ نہیں ہونا چاہیے، جب حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے مشورہ طلب کیا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کی قیمت ڈالی جائے اور جوان کی قیمت ادا کرے وہ انہیں لے جائے تو حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علیؓ کی رائے کو درست خیال کیا، پس ان کی قیمت ڈالی گئی تو حضرت علیؓ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا اور ان میں سے ایک کی شادی حضرت حسینؓ سے، دوسری کی حضرت محمد بن ابی بکر سے اور تیسری کی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کر دی یہ سب کچھ ان کی تکویم اور دلجوئی کے لئے کیا لئے کیا گیا، کیونکہ وہ معزز عورتیں تھیں جو شامہِ عنزت کے بعد ذلیل ہو گئی تھیں، اس شادی سے انہیں بڑی سعادت حاصل ہوئی جس نے انہیں ماضی کے ایسے فراکشوں کو دیکھنے، کسریٰ کی لڑکی سے حضرت حسینؓ کے ہاں ان کے بیٹے علیؓ پیدا ہوئے جن کا لقب بنی العابدین ہے، حضرت علی بن حسینؓ کے بعد، ہاشمی شجرہ کی تمام شاخوں کو، کسریٰ کی بیٹی نے جنم دیا، یہی وجہ ہے کہ جب ہشام بن عبدالملک اور زید بن علی بن حسینؓ کا زیدؓ کی خلافت کے متعلق جھگڑا ہوا تو ہشام نے انہیں کہا، تم لوئندی کے بیٹے ہو کر خلافت کی امید کیسے کرتے ہو، تو حضرت زیدؓ نے اسے جواب دیا، لوئندی کے بیٹے کو وہ بات حاصل ہے جو خلافت سے اعلیٰ ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے لوئندی زادہ ہو کر نبوت کو حاصل کیا تھا، تو ہشام کا منہ بند ہو گیا اور وہ کوئی بات نہ کر سکا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ ہر کام میں شرافت کو مد نظر رکھتے تھے نیز اس واضح حقیقت کی روشنی میں ان لوگوں کا ضبطِ باطن بھی واضح ہو جاتا ہے جو حضرت صفیہؓ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد آپ کی ذاتِ گرامی پر طعن کرنا ہوتا ہے،

ذرا غور فرمائیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میہود کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ کو کیسے آزاد فرمایا اور ارمسے اپنے خاندان کے واپس واپس جانے یا اسلام میں داخل ہو کر آپ کی بیوی بن کر رہنے کے درمیان کیسے پوری آزادی عطا فرمائی، پھر دیکھئے کہ حضرت علی نے، کسرتی کی بیٹیوں کی کیسے عزت افزائی کی کہ ان کو آزاد کر کے انہیں ان لوگوں کے بیٹوں کے ساتھ بیاہ دیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بلند مرتبہ تھے اور جو سوشیا لوجی کے نقطہ نظر سے، کسرتی کی بیٹیوں کی بیگاہوں میں بادشاہوں کے بیٹوں کا درجہ رکھتے تھے، یہ سب کے سب غلفاء کے بیٹے تھے اور کسرتی نقطہ نظر سے غلفاء بادشاہ ہی ہوتے ہیں،

کیا اسلام، نبی سلام اور غلفائے سلام سے کئی رکھنے والے ان روشن حقائق اور بلند اور شریفانہ مقاصد کو سمجھنے کی کوشش کریں گے، جنہیں وہ حد سے بڑھے ہوئے ظالمانہ شکوک کے سیاہ پردوں میں چھپانا چاہتے ہیں،،



# فصل چہارم

- خیبر کے نصف ثانی پر مسلمانوں کا حملہ ،
- اس علاقے کے یہودی تعلقوں کا محاصرہ ،
- خیبر میں یہودیوں کا آخری بار اطاعت اختیار کرنا ،
- معاہدہ حبلا وطنی ،
- اس بات کی تحقیق ، کہ خیبر کا نصف ثانی بزور قوت فتح ہوا تھا یا صلح سے ،
- خیبر میں کھیتی باڑی کرنے کے مقابل ، یہود کو نصف آمدنی پر رہنے کی اجازت ،
- فتح خیبر کے بعد ، اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی کوشش ،
- فتح خیبر کے بعد ، مہاجرین حبشہ کی واپسی ،
- فدک کے یہودیوں کا ، جنگ کے بغیر مسلمانوں کی اطاعت اختیار کرنا ،
- وادی القرظی میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان جنگ ،
- تیماد کے یہودیوں کا مسلمانوں سے مصالحت کرنا اور ہجیر دینا ،
- اہل مکہ کو ، خیبر میں مسلمانوں کی فتح کے متعلق کیسے اطلاع ملی ،
- معرکہ خیبر میں فریقین کے مقتولین ،
- اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی فوج کے ساتھ مدینہ کو واپسی ،

www.KitaboSunnat.com  
 قلعہ البنزاق کے فتح ہونے سے، خیبر سہیل کے نصف آڑوں پر فوج کا مکمل قبضہ ہو گیا، پیراں پانچ قلعوں میں سے آخری قلعہ تھا، جنہیں یہودیوں نے یکے بعد دیگرے حملہ آور اسلامی فوج کے مقابلہ میں دفاعی لائنیں بنایا ہوا تھا جس کا مقصد خیبر کے تمام علاقے پر قبضہ کرنا تھا تا کہ عرب مسلم علاقے کے اس خطے سے کینے اور ذیل یہودیوں کے وجود کا خاتمہ کر دیا جائے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ یہودیوں نے ان پانچوں قلعوں کے دفاع میں ایسی جنگ کی جس کو انصاف پسند مؤرخ جراث و شجاعت اور بے خوفی کی جنگ کے بغیر کچھ کہہ نہیں سکتا بلکہ وہ حملہ آورانہ جنگ تھی، یہیں معلوم ہے کہ کس طرح یہودی جاننازلوں نے قلعے کے دروازے کھول کر مسلمانوں کو تلوار کے ساتھ دعوت مبارزت دی بلکہ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ وہ اپنے قلعوں کے دروازے کھول کر، ان قلعوں سے باہر کیے مسلمانوں سے گٹھ جٹے تھے اور ان کے حملوں کو روک دیتے تھے اور انہوں نے کئی بار ان کے حملوں کو ناکام بنا دیا تھا یہاں تک کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آزرده خاطر ہو گئے بلکہ ان پانچوں قلعوں سے دفاع کرنے والے یہودیوں کی جراث اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ انہوں نے ان کے دروازے کھول کر مسلمانوں پر سخت حملے کئے جن سے مسلمان بہتر پتر ہو گئے اور وہ انہیں بھگاتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیڈ کوارٹر تک آئے، اس سے پتر چلا ہے کہ خیبر کے یہودی، جراث و شجاعت اور جنگ میں ثابت قدمی کے لحاظ سے، یثرب کے یہودیوں سے مختلف تھے، وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی بھی معرکہ میں اپنے قلعوں سے باہر ہو کر، خیبر کے یہودیوں کی طرح ڈوبدو ہو کر نہیں لڑے، تاریخ گواہی دیتی ہے کہ جب تک میدان جنگ میں یہودیوں کے تمام جانناز لیدر نہیں ماسے گئے اس وقت تک خیبر مسلمانوں کے ہاتھوں فتح نہیں ہوا۔

سے بعض مورخین نے بیان کیا ہے جن میں ابن ہشام بھی ہے کہ خیبر کے یہودی اصل میں عربی تھے جنہوں نے یہودیت کو اختیار کر لیا تھا، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عرب کا خاندان جس کے شہسواروں نے

## خیبر کے نصف ثانی پر حملہ

خیبر کے نصف اول میں یہودیوں کے ناکام ہونے کے بعد، وہ پورے کاپورا علاقہ

اسلامی فوج کے قبضہ میں آگیا اور پانچوں قلعوں پر مسلمانوں کے قبضہ کے بعد، شکست خوردہ یہودی ان قلعوں سے، خیبر کے نصف ثانی میں منتقل ہو گئے اور اس حصے میں اپنے قلعہ بند بھائیوں کے ساتھ شامل ہو گئے، اس علاقے میں بہت سے مضبوط قلعے تھے جن میں سے تین اہم قلعے تھے۔ القموص، الوطیح اور السلام، خیبر کے نصف ثانی میں قلعہ القموص سب سے مضبوط قلعہ تھا جو ابی الحقیق کے بیٹوں کا تھا جو جیری بن اخطب کے خاندان میں سے تھے پھر بنی نضیر بھی اس میں آگئے جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قتل کی سازش کرنے کا وجہ سے مدینہ سے جلا وطن کر دیا گیا تھا ان لوگوں نے مدینہ میں پرامن طور پر رہتے ہوئے اور معاہدہ تحائف کی موجودگی کے باوجود یہ سازش کی تھی،

اسلامی مؤرخین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا خیبر کے نصف ثانی

پر مسلمانوں نے بزرگ قوت غالبہ حاصل کیا تھا یا صلح کے ساتھ اور بغیر جنگ کے

## کیا خیبر کا نصف ثانی بزورِ قوت فتح ہوا تھا یا صلح سے

حاصل کیا تھا، بعض کا بیان ہے کہ نصف ثانی صلح کے ساتھ فتح ہوا تھا اور نصف اول کے کھو دینے کے بعد یہودی مقادمت کا خاتمہ ہو گیا تھا، پس انہوں نے کسی قسم کی مقادمت نہیں کی بلکہ مذاکرات کا مطالبہ کرنے میں جلدی کی اور پھر صلح کی اساس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار کر لی، اسی وجہ سے یہ فریق کہتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام خیبر کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم نہیں کیا، آپ نے صرف اس کا نصف حصہ تقسیم کیا، اور دوسرے نصف حصے کو بغیر تقسیم کئے اپنے تصرف میں رکھا تاکہ آپ اُسے بطور فی دلمہ مسلمانوں کے مفاد کے لئے صرف کر سکیں، یہ حصہ قیمت میں نہ تھا اور ان کی دلیل وہ روایت ہے، بے

صلح فی، وہ پیر ہے جس پر مسلمان جنگ کی حالت میں بغیر جنگ کرنے کے قابض ہو ہو جائیں اور قیمت و دشمن کے اس مال کو کہتے ہیں جس پر مسلمان جنگ کرنے کے بعد قبضہ کریں،

یحییٰ بن سعید نے، بشیر بن بسار سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو در حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ اپنے لئے اور ایک مسلمانوں کے لئے۔

دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ خیبر کے دونوں حصے بزرگ قوت فتح ہوئے تھے اور کوئی بھی

حصہ صلح سے فتح نہیں ہوا اور یہی بات صحیح اور درست ہے جس پر جمہور محدثین اور اہل سیر

کے کلام سے دلالت ہوتی ہے..... خیبر کے تمام قلعے ہتھیاروں کے بل بوتے پر فتح ہوئے

تھے یا تو مسلمان ان میں داخل ہو گئے تھے یا جنگ کر کے داخل ہوئے تھے، ان خیبر کے

نصف ثانی کے در قلعے الوطیح اور اسلام، بغیر جنگ کے فتح ہوئے تھے، ان کے رہنے والوں

نے شدید محاصرہ اور منجیق کے گولوں کی تہدید کے بعد، مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی تھی،

اس اطاعت کے بدلے میں ان کے خون محفوظ ہو گئے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے

سے معافی دے دی گئی..... اس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی انشاء اللہ، اس قسم کی

اطاعت کو، قتال و حصار کے بعد کی اطاعت کی طرح تصور کیا جاتا ہے اور یہ اطاعت بزرگ

قوت، اطاعت کے حکم کے تحت ہوتی ہے نہ صلح کے، ابو داؤد نے ابن شہاب سے روایت

کی ہے کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو جنگ کرنے کے بعد، بزرگ

قوت فتح کیا تھا اور جنگ کے بعد خیبر کے کچھ لوگ جلا وطن ہو گئے تھے، ابن عبد البر کہتا ہے

کہ خیبر کے علاقے کے متعلق یہی بات درست ہے یہ فدک کے برخلاف بزرگ قوت فتح ہوا

تھا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کی زمینوں کو ان گھوڑ سواروں اور اونٹ

سواروں میں بطور غنیمت تقسیم کر دیا تھا جنہوں نے اس پر اونٹ یا گھوڑے درڑائے تھے

اور وہ اپنی حد یہی تھے، علماء نے ارض خیبر کے تقسیم ہونے میں اختلاف نہیں کیا بلکہ اختلاف

اس بات میں ہے کہ کیا جب شہر فتح ہو جائے تو زمین تقسیم ہوتی ہے یا دفع کی جاتی ہے؟

کوئی کہتے ہیں کہ امام کو تقسیم کرنے کا اختیار ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں

کیا اور وقعت کرنے کا بھی اختیار ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد حرق میں کیا،

حضرت امام شافعی کہتے ہیں کہ تمام زمین تقسیم ہوگی جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

خیبر میں زمین تقسیم کی کیونکہ زمین بھی کفار کے دیگر اموال کی طرح غنیمت ہے اور حضرت

مسلم ماہک انشاء اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتمام میں کو وقفہ جاننے کے حق میں نہیں کیونکہ زمین

باقی غنیمت سے مخصوص ہوتی ہے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی جماعت میں کیا کہا اس کو بعد میں آنیوں نے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

مناکث نے زید بن اسلم سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ اگر وہ پیچھے آنے والے لوگوں کے لئے زچھوڑتے تو جو بستی مسلمان فتح کرتے وہ انہیں اسی طرح حصہ دار تقسیم کرتے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو حصہ دار تقسیم کیا تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کی زمین حصہ دار تقسیم ہوئی تھی جیسا کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ خیبر کا بعض علاقہ، صلح سے، اور بعض بزرگ قوت فتح ہوا تھا یہ ایک وہم ہے اور غلط بات ہے دراصل یہ شہر اس لئے ہوا ہے کہ جن دقلوں کے رہنے والوں نے خون کی حفاظت کے بدلہ میں اطاعت، اختیار کی تھی ان کے مرد، عورتیں اور بچے مال غنیمت نہیں تھے جسے صلح خیال کر لیا گیا ہے اور میری زندگی کی قسم، کہ اس بات کو مردوں، عورتوں اور بچوں میں ایک صلح کی قسم خیال کیا جا تا ہے لیکن انہوں نے اپنی زمین کو، محاصرہ اور جنگ کے ذریعے چھوڑا تھا اور ان دروں دقلوں کی زمین کا حکم، خیبر کی دوسری زمین کی طرح تھا جو سب کی سب بزرگ قوت فتح ہوئی تھی اور مقوم غنیمت تھی، جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ خیبر کی نصف زمین صلح سے اور نصف بزرگ قوت فتح ہوئی ہے انہیں پیچھے بن سید کی اس حدیث سے جو اس نے بشیر بن یاسر سے روایت کی ہے شہر ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو دو حصوں میں تقسیم کیا نصف اپنے لئے رکھا اور نصف مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

ابو عمر (ابن عبدالبر) کہتا ہے کہ اگر یہ بات درست ہوتی تو اس کا مفہوم یہ ہوتا کہ جو نصف حصہ آپ کا تھا بقیہ نصف اس کے ساتھ تھا کیونکہ اسے چھتیس حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا ایک حصہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا اور آپ کے صحابہ اٹھارہ حصوں میں شامل ہوئے اور دوسرے لوگوں کا حصہ بقیہ حصہ میں پڑا اور وہ سب کے سب وہ لوگ تھے جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے اور پھر خیبر میں، اور جن دقلوں کے رہنے والوں نے حصار و قتال کے بعد اطاعت اختیار کی تھی وہ صلح نہ تھی اگر صلح ہوتی تو ان دقلوں میں سے

وہ ان کے مالک ہوتے، جیسے کفار میں سے صلح کرنے والے اپنی زمینوں اور دیگر اموال کے مالک ہوتے ہیں۔ اس بارے میں حق بات وہی ہے جو ابن اسحاق نے بیان کی ہے اور جو بات موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ابن شہاب سے بیان کی ہے وہ درست نہیں، یہ ابو عمر کا آخری کلام ہے، ابن تیم کتہے ہیں کہ میں نے کہا کہ مالک نے ابن شہاب سے بیان کیا ہے کہ خیبر کا کچھ حصہ بزور قوت فتح ہوا تھا اور کچھ صلح سے، اور الکتیبہ کا اکثر حصہ بزور قوت فتح ہوا تھا اور اسی میں صلح ہوئی تھی، مالک بیان کرتا ہے کہ الکتیبہ، خیبر کے زرعی کھیت میں جہاں چالیس ہزار کھجوریں تھیں، مالک، زمہری سے اور وہ ابن السیب سے بیان کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا کچھ حصہ بزور قوت فتح کیا تھا ان کثیر کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو دو حصوں میں تقسیم کیا..... نصف اپنی مصیبتوں کے لئے اور نصف مسلمانوں کے درمیان..... الشق اور النظاۃ اور ان دونوں کے ساتھ خیبر کے نصف اول کا جو علاقہ شامل تھا وہ مسلمانوں کا نصف تھا جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تقسیم کر دیا اور الوطیح، السلام اور الکتیبہ اور اس کا بشمولہ علاقہ خیبر کا نصف ثانی تھا جسے آپ نے تقسیم نہیں فرمایا بلکہ آپ نے اسے مسلمانوں کے مصائب اور ان کے عام مصالح کے لئے چھوڑ دیا۔

تمام اصحاب المغازی اور اصحاب السیر کے سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کے نصف ثانی کے

خیبر کے نصف ثانی کا،

جنگ کے بعد اطاعت اختیار کرنا،

یہودی قلعہ بند ہو گئے اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کی، نصف ثانی کے یہودیوں کی مقادمت اس درجہ پُرغیا اور سخت تھی کہ باوجود نصف ماہ سے زیادہ عرصہ تک سخت محاصرہ رکھنے کے مسلمان ان قلعوں میں داخل ہونے سے عاجز آ گئے، اسی بات نے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو، قلعوں کے تباہ کرنے کے لئے منجیق کے نصب کرنے کا حکم دینے پر آمادہ کیا۔ جب منجیقیں نصب ہو گئیں تو یہودیوں کو اپنی تباہی کا یقین ہو گیا، انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ



وہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اطاعت کی اساس پر مذاکرات کی درخواست کرتے ہیں پس فریقین کے درمیان اس شرط پر مذاکرات طے پاگئے کہ یہودی اطاعت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کے بدلہ میں ان کی خورنیزی نہ ہو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی نہ بنایا جائے ہم انشاء اللہ اس بات کو آئندہ مفصل بیان کریں گے کہ یہ اطاعت سختی نہ کہ صلح، کیونکہ یہ اطاعت سخت محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد ہوئی تھی۔

شاید اس فیصلہ کن قول سے، وہ شبہ دور ہو جائے جو بعض مورخین کو اکتیبہ کے کھیتوں سے پیدا ہوا

## فیصلہ کن بات

ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تقسیم نہیں کیا بلکہ انہیں مسلمانوں کے مصالح کے لئے چھوڑ دیا، واقعہ یہ ہے کہ اکتیبہ کی زمینیں سورۃ انفال کے قانون غنائم کے مطابق خمس تھیں جنہیں مسلمانوں کے مصالح کے لئے چھوڑا گیا تھا اس کا مفہوم یہ ہوا کہ خیر کی قسم ثانی کی زمینیں غیر مقسوم فی ہمیں تھیں بلکہ غنیمت تھیں جن پر خیر کی دوسری الاضیٰ کی طرح تقسیم کا قانون حاوی تھا۔ واقعہ (المغازی جلد ۱ ص ۶۹) بیان کرتا ہے کہ مجھ سے قلاب بن مزی نے، ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزام سے بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت میں مجھے لکھا کہ مجھے اکتیبہ کی زمینوں کے متعلق بتاؤ، ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمرو بن عبد الرحمن سے دریافت کیا اس نے جواب دیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الحقیق کے بیٹوں سے مصالحت کی تو الزطہ، الشق اور اکتیبہ کے پانچ حصے کئے اور اکتیبہ ان کا ایک حصہ تھا، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ میٹگنیاں رکھیں اور ایک میٹگنی کو نش ان لگایا اور اُسے اللہ تعالیٰ کا حصہ قرار دیا پھر فرمایا اے اللہ اپنے حصے (یعنی خمس جو مسلمانوں کے مصالح کے لئے خاص تھا) کو اکتیبہ میں بنا دے تو سب سے پہلے جو میٹگنی قرعہ میں نکلی اس پر اکتیبہ لکھا ہوا تھا تو اکتیبہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خمس ہوا، دو حصوں پر علامات نہ تھیں اور مسلمان اٹھارہ حصوں میں شریک تھے، ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں تحریر کر دی۔

اسی طرح واقعہ حزام بن سعد بن محیضہ سے بیان کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقہ نکل گیا تو اشق اور النطاة، غمس کے چوتھے تھے جس میں مسلمان شریک تھے، مجھ سے عبداللہ بن عون نے ابی مالک حمیری سے، اس نے سعید بن المسیب سے بیان کیا کہ مجھ سے محمد (ابن عبداللہ) نے زہری سے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ الکتیبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غمس تھا، وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکتیبہ والوں کو کھلاتے تھے اور اس سے اپنے اہل پر بھی خرچ کرتے تھے، ابن واقد کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ ثابت شدہ بات ہے کہ خیر میں وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غمس تھا اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشق اور النطاة میں سے کسی کو نہیں کھلایا اور اسے مسلمانوں کا حقہ قرار دیا، الکتیبہ سے تقریباً تین ہزار من کھجوریں آتی تھیں اور یہودیوں کو اس کا نصف ڈیڑھ ہزار من آتی تھیں، الکتیبہ میں جو کی بھی کاشت ہوتی تھی جن کی آمدنی پندرہ سو صاع ہوتی تھی جن کا نصف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا تھا، یعنی دفعہ ایک ہزار صاع گٹھلیاں بھی ہو جاتی تھیں جن کا نصف بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملتا تھا، اس تمام آمدنی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو کھجوریں، جو اور گٹھلیاں دیا کرتے تھے۔

## عفت و پاکیزگی کے اسباق

عفت و پاکیزگی کے اسباق

اعلیٰ اسباق دینے، ان کی پابندی، مجاہد فی سبیل اللہ کی پاکیزگی کے لئے اصل الاصول ہے ان میں نظام کی پابندی کرنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کا خوف بھی ہے حتیٰ کہ حقیر ترین امور میں بھی نظام کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیے، آپ نے غنیمت کی تقسیم سے قبل، سپاہی کو تھوڑی یا زیادہ چیز کے لینے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مناری نے اعلان فرمایا کہ خیانت (غنیمت کی تقسیم سے قبل سپاہی کا کسی چیز کو لینا) قیامت کے روز عار اور بے عزتی کا باعث ہوگی، سوئی اور دھاگہ بھی مے دو، واقعی بیان کرتا ہے ان دنوں فردہ بن عمرو (جو غنائم کی فروخت کا ذمہ دار تھا) کچھ سامان فروخت گیا تو ایک پٹیلے کے اپنے سر پر باندھی تاکہ سوج کی تمارت سے محفوظ ہو جائے اور پھر اسے باندھے ہوئے گھر واپس آگیا اسے یاد آیا تو اس نے پٹی کو اتار کر پھینک دیا، رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو اس کے متعلق پتہ چلا تو آپ نے فرمایا تو نے آگ کی ایک پٹی سے اپنے سر کو باندھا ہے، ان دنوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے نبی کے متعلق سوال کیا کہ مجھے اس سے کچھ بے دیا جائے آپ نے فرمایا کہ میرے لئے نبی سے سوئی اور دھاگہ لینا بھی جائز نہیں، اور نہ میں اس سے کچھ لے سکتا ہوں نہ دے سکتا ہوں، ایک آدمی نے آپ سے اونٹ کے ترانہ باندھنے والی رسی مانگی آپ نے فرمایا غنائم تقسیم ہو لینے دو پھر میں تجھے رسی دوں گا اور خواہ تو رترہ چاہے وہ بھی دوں گا۔

## صدق جہاد کے نادر نمونے

غیبر کے معرکہ میں، صدق جہاد اور ضائع الہی کے لئے جان کو قربان کرنے

کے ایسے مثالی نمونے ظہور پذیر ہوئے جو درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے جن کے بعد نہانے الہی کے لئے فیاضی کا کوئی نمونہ نہیں ہو سکتا۔

نسائی اور سہتی نے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایلان لایا اور کہنے لگا میں آپ کے ساتھ ہجرت کرتا ہوں اور اس نے اپنے بعض ساتھیوں کو بھی ہجرت کی وصیت کی، جب جنگ خیبر ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم کو تقسیم کیا تو اس اعرابی کو بھی حصہ دیا اور اس کے ساتھیوں کو بھی، وہ اعرابی ان اونٹوں کو چرایا کرتا تھا جو جنگ کے لئے تیار کئے جاتے تھے، جب اعرابی آیا تو اس کے ساتھیوں نے اُسے اس کا حصہ دیا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حصہ تجھے دیا ہے، وہ اُسے لے کر، آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تیرا حصہ ہے، اس نے جواب دیا میں نے حصہ لینے کے لئے آپ کا اتباع نہیں کیا میں نے تو حلق میں تیر کھا کر جنت میں داخل ہونے کے لئے آپ کا اتباع کیا ہے آپ نے فرمایا اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کی ہے تو وہ تیری تصدیق کو لے گا، پھر وہ اٹھ کر دشمن سے لڑنے کے لئے چلے گئے تو اُسے مقتول کی صورت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، حضور نے فرمایا یہ وہی شخص ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں یہ وہی شخص ہے فرمایا اس نے اللہ کی تصدیق کی، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کر دی پھر رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اپنے جُعبے میں لکھن دیا۔ پھر اُسے آگے رکھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھی آپ نے اس کے لئے دعائیں کیں ان میں یہ دعا بھی تھی کہ اے اللہ تیرا یہ بندہ تیرے رستے میں مہاجرین کو نکلا تھا اور شہید ہو کر مر گیا ہے اور میں اس کا گواہ ہوں۔

جنگ کے دوران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سیاہ فام آدمی تھا جو آپ کی سواری کو پکڑے ہوئے تھا جسے کر کرہ کہتے تھے وہ قتل ہو گیا لوگوں نے کہا کر کرہ شہید ہو گیا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک چادر چڑانے کی وجہ سے آگ میں جلا یا جائے گا ایک آدمی نے عرض کیا میں نے فلاں دن اس اس طرح دو تیسے لئے تھے آپ نے فرمایا آگ کے دو تیسے، اسی دن اشع کا ایک آدمی فوت ہو گیا اس کا ذکر آپ کی خدمت میں کیا گیا تو آپ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو تو لوگوں کے چہروں کا رنگ متغیر ہو گیا آپ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے راہِ خدا میں خیانت کی تھی انید بن خالد الجہنی بیان کرتا ہے کہ ہم نے اس کے سامان کی تلاش لی تو ہم نے اس میں یہودیوں کے موتی پائے جو در در ہم کی قیمت کے برابر بھی نہ ہوں گے مسلمانوں کی ایک جماعت کو یہودیوں کے موتی ملے اور وہ سب آپس میں ساتھی تھے اس حدیث کو بیان کرنے والا کہتا ہے کہ اگر آج تمہارے پاس موتی ہوئے تو وہ در در ہم کے برابر بھی نہ ہوں گے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم سے فارغ ہوئے تو یہ موتی آپ کے پاس لائے گئے اور وہ جماعت کہنے لگی یا رسول اللہ! ہم ان موتیوں کو بھول گئے تھے آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک آدمی قسم کھائے کہ وہ ان موتیوں کو بھول گیا تھا تو سب نے قسم کھائی کہ وہ بھول گئے تھے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں والی چار پالی منگوائی اور آپ نے پڑاؤ کی جگہ پر ان لوگوں پر چادر ڈالی اور پھر ان پر نماز جنازہ پڑھی، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی آدمی کے کجاوے میں مللِ غنیمت میں سے چوری کیا ہوا مال پاتے تو اُسے سزا دیتے اور نہ ہی یہ یہ بات سننے میں آئی ہے کہ جس آدمی کے کجاوے میں کوئی چیز پائی جائے آپ نے اس کے کجاوے کو جلا یا ہواں آپ اُسے زبرد تو بیخ کر تے تھے اور لوگوں کو بھی اس کے متعلق بتاتے تھے۔

غیر موجود لوگوں کو  
**غنیمت میں شامل کرنا**  
 ان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا یہ دستور تھا کہ آپ ان لوگوں  
 کو غنیمت میں شامل نہیں کیا کرتے

تھے جو جنگ سے غیر حاضر رہتے تھے لیکن آپ نے جنگ بدر کی غنیمت ان اٹھ آدمیوں  
 کو شامل کیا جو جنگ میں موجود نہ تھے اور خیبر میں بھی آپ نے کچھ مسلمانوں کو غنیمت  
 میں شریک کیا جو جنگ میں موجود نہ تھے۔ واقعہ یہ بیان کرتا ہے کہ جنگ خیبر، اہل حدیبیہ  
 کی تھی خواہ وہ اس میں موجود تھے یا نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وعدکم اللہ مغناظم كثيرة تاخذونها فاجلي لكم هذه  
 اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جو تم حاصل کرو گے  
 پس اس نے خیبر کی غنائم کو تمہیں جلد عطا کر دیا۔

جنگ خیبر سے کئی آدمی پیچھے رہ گئے تھے (مڑی بن سنان، ایمن بن عبید ،  
 سباع بن عرفطہ الغضاری اور جابر بن عبداللہ وغیرہ) ان میں سے دو آدمی فوت بھی  
 ہو گئے تھے پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے رہ جانے والوں اور فوت ہو جانے  
 والوں کا حصہ لگایا اور ان اہل پیچھے رہنے والوں کا بھی حصہ لگایا جو اہل فدک کی طرف آتے جاتے  
 تھے (محبذ بن مسعود الخارثی وغیرہ) اور تین بیادوں کا بھی حصہ لگایا جو جنگ میں موجود  
 نہ تھے (سہید بن النعمان، عبداللہ بن سعد بن خلیفہ اور بنی خطامہ کے ایک آدمی کا۔)  
 اور مسلمانوں کے جو آدمی مارے گئے تھے ان کا بھی حصہ لگایا۔

غنیمت میں دس بیویوں کو شامل کرنا  
 موزعین نے بیان کیا ہے کہ رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے دس بیویوں کے ساتھ جو آپ کی فوج میں شامل تھے  
 مل کر خیبر کی جنگ کی، اور غنیمت کی تقسیم کے وقت ان کا حصہ مسلمانوں کی طرح لگایا  
 ان کے ساتھ فلام بھی تھے جن میں عمر ابو اللحم بھی تھا، عمر کہتا ہے کہ آپ نے میرا حصہ نہ

لگایا اور مجھے تڑی سا مل گیا۔

**غطفانی یہودی کی مدد کرتے..... لیکن**

جیسا کہ ہم اس کتاب کے فصل سوم میں بیان کر

آئے ہیں کہ غطفان کے لیڈر عین بن حصن الغزالی نے حارث بن عوف اور ابی کے حضور کو مدد کرتے ہوئے کہا کہ ذہرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہودی کی مدد کرے گا اور غطفان کی کثیر فوجوں کے ساتھ جلد ان کے پاس آئے گا، اب اس نے تقریباً چار ہزار جانا بازوں کے ساتھ از سر نو خیبر کی طرف مارچ کیا یہ جانا باز وہی لوگ تھے جو مہر کو خیبر کے پناہ ہونے سے تھوڑا عرصہ قبل یہ آواز سن کر چلے آئے تھے کہ ان کے گھروں پر مسلمانوں نے حملہ کر دیا ہے، مگر غطفانی فوجیں وقت گذر جانے کے بعد خیبر پہنچیں اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام خیبر پر قابض ہو چکے تھے اور یہودیوں کوئی ہتھیار اٹھانے والا باقی نہ رہا تھا کیونکہ ان سب نے مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لی تھی،

مگر غطفان کے لیڈر عین بن حصن الغزالی نے حیا کو خیبر بلا کہتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فنا تم خیبر کا حصہ طلب کیا اس نے آپ سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس

**غطفان کا  
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے غنیمت کا حصہ طلب کرنا**

نے میرے حلیفوں سے جو فیئیت حاصل کی ہے وہ مجھے بھی دیجئے، کیونکہ میں نے آپ سے جنگ نہیں کی اور اپنے حلیفوں کو بھی چھوڑ دیا ہے اور آپ پر حملہ بھی نہیں کیا اور چار ہزار جانا بازوں کو لے کر قابض چلا گیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جھوٹ بولا ہے، تو نے ایک آواز سنی تھی جس میں یہ تھا کہ اپنے گھر کی طرف چلا جا، اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بلو دیجئے آپ نے فرمایا تیرے لئے ذوالرقبہ ہے، عین نے بڑھچا ذوالرقبہ کیا ہے آپ نے فرمایا وہ پہاڑ ہے تو نے غلاب میں دیکھا تھا کہ تو نے اسے پکڑا ہے عین اپنی فوج کیساتھ ابھی خیبر نہیں پہنچا تھا کہ اس نے غلاب میں دیکھا کہ اس نے ذوالرقبہ کو دے دیا ہے (ذوالرقبہ خیبر کا ایک پہاڑ ہے) اس وقت اس نے یہ شگون لیا کہ خدا کی قسم میں تمہارے اللہ

یہ وسلم کی گردن کو پکڑوں گا۔

عینیہ کا یہ پورے حسرت کرنا،  
واقعی بیان کرتا ہے کہ عینیہ واپس لوٹ  
گیا اور یہود سے وسیع کاری کر کے کہنے

میں نے آج کی طسرج کبھی کوئی بات نہیں دیکھی، خدا کی قسم! میں تو سمجھ بھی نہیں سکتا  
کہ تمہارے سوا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی ٹھکانے لگانے گا، عینیہ نے انہیں کہا، قلعہ  
لوگ، سامان اور دولت و ثروت، تم نے اپنے ہاتھوں سے ہی (یعنی تم نے اطاعت  
تیار کر لی) تم نے ان مضبوط قلعوں میں رہتے ہوئے اور اس کثیر طعام کی موجودگی میں، جس کا  
لے والا کوئی نہیں، اور سسل پہنے ولے پانی کی موجودگی میں اطاعت قبول کر لی، انہوں نے جواب  
میں نے قلعہ الزبیر میں محفوظ ہونا چاہا لیکن ہمارے پانی کی نہر کاٹ دی گئی اور گرمی بھی تھی ہم  
سے زندہ نہ رہ سکتے تھے، اس نے کہا، تم قلعہ ناعم سے شکست کھا کر بھاگے اور قلعہ الزبیر  
آگئے پھر وہ ان سے پوچھنے لگا کہ ان میں سے کون کون آدمی مارا گیا ہے اور وہ کسے بتانے  
اور اس نے کہا خدا کی قسم، صاحب نصیب اور خاندانی آدمی ماسے گئے ہیں اب ہمیشہ کے  
مجاز میں یہود کا کوئی نظام قائم نہ ہوگا۔

اس کی یہ باتیں ثعلبہ بن سلام بن ابی العقیق بھی سن رہا تھا جس کے متعلق لوگ کہتے  
کہ وہ فاجر و عقل ہے اس نے کہا مے عینیہ تو نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور ان کی مدد نہ کی  
تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لٹنے کے لئے چھوڑ دیا اس سے پہلے تو نے بنی قریظہ کے ساتھ  
یا، عینیہ نے جواب دیا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے ساتھ ایک چال چلی تھی، ہم  
سن کر اپنے اہل کی طرف چلے گئے ہم نے خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف چلے  
یوں جب ہم نے کسی کو نہ دیکھا تو ہم تمہاری مدد کے لئے واپس آگئے۔ ثعلبہ نے کہا، کون  
کیا ہے جس کی تو مدد کرے گا؟ جو قتل ہو گئے سو قتل ہو گئے اور جو باقی رہ گئے، وہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے قلام بن گئے انہوں نے ہم کو تیری بنا لیا اور ہمارے مال پر قبضہ کر لیا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک آدمی عینیہ سے کہنے لگا کہ تو نے اپنے حلیفوں کی مدد کی اور نہ  
میں نے تجھ پر اپنی مدد کے متعلق اعتبار کیا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر کے ایک سال کی  
میں نے لی میں خدا کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات غالب ہو کر ہے

گی وہ اپنے دشمنوں پر فرزندِ غالب آگے کے توہینہ اپنے اہل کی طرف ہاتھ ملتا ہوا چلا گیا، جب وہ اپنے گھر پہنچا تو عداوت میں تیزی نے اس کے پاس آکر کہا، کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو بے پندہ ہے، خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مشرق و مغرب کے مابین غالب آگے گئے یہودی میں خود یہ بات بتایا کرتے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابورافع سلام بن ابی اصفیہ کو کہتے سنا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اس لئے حد کرتے ہیں کہ وہ بارون سے نکل گیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور مرسل ہیں، یہودی میری اس بات کو نہیں مانیں گے ہاں سے ان کے ساتھ دو فرزندِ معر کے ہوں گے ایک شہرب میں اور دوسرا شہر عارث کہتا ہے کہ میں نے سلام سے پوچھا کہ کیا وہ سب دشمن پر چھا جائے گا اس نے جواب دیا اس تواریق کی قسم جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی ایسا ہی ہوگا لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ یہود کو پتہ چلے کہ میں نے ان کے ہاں سے یہ بات کہی ہے۔

خیبر کے نصف ثانیے کے

یہودیوں نے کیسے اطاعت اختیار کی

تمام مورخین کا کہنا ہے  
خیبر کے نصف اولیٰ  
جو یہودی جاننا نہ تھے  
تھے وہ شکست کھاتے

کے بعد نصف ثانی کے بھائیوں کے ساتھ آکر مل گئے اور ان کے قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے اور ان پر کئی قلعے تھے جن میں سے مندرجہ ذیل تین قلعے بڑی اہمیت کے حامل تھے۔

۱۔ القمص۔ ۲۔ السلام۔ ۳۔ الوطیح۔

اگرچہ مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ان تین قلعوں میں قلعہ بند ہونے والے یہودیوں نے شدید جنگ اور سخت مقاومت کے بعد اسلامی فوجوں کی اطاعت قبول کر لی اور ان کا محاصرہ چودہ دن سے بھی زیادہ عرصہ تک رہا مگر (جیسا کہ ہم نے فصل اول میں کہا ہے) ان میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا مسلمانوں نے ان قلعوں میں سے کسی سے بزرگ قوت فتح کیا تھا (جیسا کہ النبطاء اور الشقیق کے قلعوں کو فتح کیا تھا) یا ان تینوں کے رہنے والوں نے اطاعت قبول کر لی تھی، اور انہیں مذکورہ قلعوں کے ذریعہ مسلمانوں کو سہرو کر دیا تھا؟



## ابن اسحاق کی رائے

امام المغازی ابن اسحاق کی رائے پر سے کہ قلعہ  
القموص کو مسلمانوں نے الشق اور النظاۃ کی طرح

بزرگ قوت فتح کیا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ القموص کو فتح کیا تو آپ صفیہ بنت حبیبی بن اخطب کے ساتھ تشریف لائے حضرت صفیہ کے ساتھ ایک عورت بھی تھی حضرت بلالؓ نے آپ دونوں کو یہود کے مقتولوں کے پاس سے گذارا، جب صفیہ کی ساتھی عورت نے مقتولوں کو دیکھا تو اس نے وا دیا کرنا، منہ پر ٹھاپنے مارنا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنا شروع کر دیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا اس شیطان عورت کو مجھ سے دُور سے جاؤ، پھر حضرت بلالؓ سے فرمایا اے بلال! جب تو وہ عورتوں کو ان کے مقتول مردوں کے پاس سے گذر رہا تھا تو کیا اس وقت تجھ سے رحمت سلب کر لی گئی تھی۔ ابن اسحاق کے اس بیان سے پتہ چلتا ہے

کہ مسلمان قلعہ القموص پر یہود کی شدید مقاومت کے بعد قابض ہوئے تھے اور اس مقاومت کے دوران، ان کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے، سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۱۶۶ پر ہے کہ قلعہ القموص کی فتح کا کام حضرت علی بن ابوطالب کے سپرد کیا گیا تھا، مؤلف سیرۃ حلبیہ کا بیان ہے کہ اسی قلعہ سے صفیہ بنت حبیبی بن اخطب قیدی بنائی گئی تھی جیسا کہ ابن حجر نے بھی بیان کیا ہے اس کی تحقیق پہلے بیان ہو چکی ہے، مؤلف سیرۃ حلبیہ کا قول، ابن اسحاق کے بیان کا مؤید ہے کہ مسلمانوں نے قلعہ القموص کو بزرگ قوت فتح کیا تھا بقیہ دو قلعوں (الوطح اور السلام) کے متعلق ابن اسحاق باقی مؤرخین کے ساتھ متفق ہے کہ ان قلعوں میں پناہ لینے والے یہودیوں نے شدید محاصرے اور ہلاکت کے یقین کے بعد اطاعت اختیار کر لی تھی، ان اس موقع پر ایک بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ خیبر کے قلعوں کی فتح کے واقعات کے بیان میں نقص پایا جاتا ہے اس نے فتح خیبر کے بیان کے آغاز میں کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیگرے قلعوں کو فتح کرتے جاتے تھے اور سوال لیتے جاتے تھے آپ نے سب سے پہلے قلعہ ناعم کو اور اس کے بعد قلعہ القموص کو فتح کیا اس نے قلعہ ناعم کے سوا، النظاۃ اور الشق کے دیگر پانچ قلعوں کا ذکر نہیں کیا، اس کے بیان سے یہ دیم پیدا ہوتا ہے کہ قلعہ القموص، النظاۃ یا الشق کے قلعوں میں سے ایک قلعہ ہے جو خیبر کے نصف اول میں واقع

ہے، جبکہ جمہور مؤرخین کے نزدیک وہ خیر کے نصف ثانی میں الکتیبہ میں واقع ہے۔

## واقعی کا قول

واقعی (جو مغازی میں ابن اسحاق کا مخالف ہے) اپنی کتاب المغازی میں بیان کرتا ہے کہ جب یہودیوں نے خیر کا نصف اول کھودیا تو وہ شکست کھا کر نصف ثانی میں منتقل ہو گئے اور اس حصے کے یہودیوں کے ساتھ ان کے تین قلعوں (الوطیح، السلام اور القومص) میں قلعہ بند ہو گئے اور قادیان کے لئے تیار ہو گئے اور قلعوں میں محفوظ ہو کر مقاومت کرنے لگے یہاں تک کہ محاصرے نے ان کو تنگ کر دیا اور انہوں نے اطاعت اختیار کر لی، اس جبکہ واقعی، ابن اسحاق کے ساتھ اختلاف کرتا ہے، ابن اسحاق کہتا ہے کہ قلعہ القومص کو مسلمانوں نے بزور قوت فتح کیا اور دوسرے درقلعے (الوطیح اور السلام) مذاکرات کے ذریعہ فتح ہوئے اور واقعی بیان کرتا ہے کہ یہودیوں نے یہ تینوں قلعے مذاکرات کے ذریعے، مسلمانوں کے سپرد کر دیئے تھے اور ان میں کسی قلعے میں بھی مسلمان بزور قوت داخل نہیں ہوئے بلکہ یہ اس رعب کے ذریعے فسخ ہوئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے چودہ روز محاصرہ کے بعد، یہودیوں کے دل میں ڈال دیا تھا، واقعی بیان کرتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم الکتیبہ، الوطیح اور السلام کی طرف آئے (ابن ابی الحقیق کا قلعہ جس میں وہ رنالش پذیر تھا) جس میں النظاۃ اور الشق کے تمام شکست خوردہ لوگ آکر قلعہ بند ہو گئے تھے، یہ ایک مضبوط قلعہ تھا اسی طرح وہ الوطیح اور السلام میں بھی آکر قلعہ بند ہو گئے، وہ قلعوں سے باہر نہ نکلتے اور ان کو بند کئے رکھتے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر متعین نصب کرنے کا ارادہ فرمایا، ان میں سے کوئی مبارزت طلب کرنے والا بھی نہ نکلتا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ روز بکسان کا محاصرہ کئے رکھا جب ان کو طلاق ہونے کا یقین ہو گیا تو انہوں نے آپ سے صلح کی درخواست کی، ابو عبد اللہ کہتے ہیں، میں نے ابراہیم بن جعفر سے کہا کہ الکتیبہ میں پانچ سو عربی ماں موجود تھی۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے میرے باپ نے اس شخص کے حوالہ سے بتایا جس نے کمانہ بن ابی الحقیق کو تین سو میں تین تیر چلاتے دیکھا۔ اور اس نے نشانہ میں تیروں کو بالشتہ دربا لٹا، داخل کر دیا، ابھی وہ اسی حالت میں تھا کہ شور مچ گیا، کہ رسول کریم محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ کے ساتھ اشد اشتق میں آگئے ہیں۔ اہل قموں تیار ہو کر قلعے کے دروازے پر تیرے کہ کھڑے ہو گئے، کنانہ بھی اٹھ کر اپنی کمان کی طرف گیا مگر لرزے کے باعث وہ اس کا چلڈ نہ چڑھا سکا اور اس نے اہل قلعہ کی طرف اشارہ کیا کہ تیر اندازی نہ کرو، اور الگ ہو کر بیٹھ گیا، یہاں تک کہ محاصرے نے ان کو تنگ کر دیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

واقعی اور دیگر مورخین کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ خیبر کے نصف ثانی پر بنی ابی الحقیق کو سیادت حاصل تھی اور بنی ابی الحقیق خیبر کے نصف ثانی کے یہودیوں کے درمیان بادشاہوں کی سی حیثیت رکھتے تھے،

سب مورخین نے بیان کیا ہے کہ خیبر کے نصف ثانی کے قلعوں (القموں) (الوطیح اور السلام) میں قلعہ بند ہونے والوں کو جب محاصرے نے تنگ کر لیا

## یہودیوں کا اطاعت کے لئے مذاکرات کی درخواست کرنا

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعوں پر منجیقوں کے نصب کرنے اور ان پر گورے پھینکنے کا فیصلہ کر لیا تو انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور ان کے دلوں میں خوف جاگزیں ہو گیا تو ان کے بادشاہ کنانہ بن ابی الحقیق نے اطاعت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا، اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد بھیجا جس نے اس کا نام لیکر درخواست کی کہ وہ آپ سے مذاکرات کے لئے ملاقات کا خواہشمند ہے اور ان مذاکرات کی اساس یہ ہوگی کہ یہودی مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لیں گے اور آپ جنگ کا خاتمہ کر دیں گے، کنانہ نے جو وفد بھیجا اس کے سربراہ کا نام شامخ تھا، جو منہی شامخ قلعہ القموں سے باہر نکلا اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حفاظتی دستے نے پکڑ لیا پھر وہ اسے آپ کے ہیڈ کوارٹر میں لے آئے، وہاں یہودی نمائندے شامخ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ یہودیوں کے سردار کنانہ بن ابی الحقیق کا نمائندہ ہے اس نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کو اطلاع دوں کہ خیبر کے نصف ثانی کے یہودی مذاکرات کے لئے تیار ہیں اور یہود کا بادشاہ (کنانہ بن ابی الحقیق) آپ سے ملاقات کا خواہش مند ہے اور وہ ملاقات کی اجازت طلب کرتا ہے، رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے مذاکرات کے لئے کنانہ بن ابی العقیق سے ملاقات کرنے پر اتفاق کیا۔

شاخ نے واپس آکر کنانہ کو بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ملاقات کرنے پر رضامند

## آخری اطاعت

میں تو کنانہ نے اپنے ساتھیوں کو جنگ سے رُک جانے کا حکم دیا اور پھر یہودی لیڈروں کی ایک جماعت کے ساتھ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے چل پڑا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوتے ہی آپ کے بیڈ کو اڑھریں آپ کے اردکنانہ کے درمیان اس طریق کے متعلق مذاکرات شروع ہو گئے جس کے ذریعہ خیبر کے بقیہ علاقہ کو مسلمانوں کے سپرد کرنے کا کام مکمل ہو جائے، یہ علاقہ خیبر کے دوسرے حصے میں تھا، یہودی وفد نے ان شروط اور ضمانتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کی جو شروط اور ضمانتیں وہ اہل ذمہ حاصل کرتے ہیں جو اعلانِ جنگ سے قبل، حبشہ اسلامی کے سالار کے ساتھ مذاکرات کرنا قبول کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرتے ہیں جس کے مطابق انہیں اپنے علاقے میں رہنے کا حق حاصل ہوتا ہے اور ان کے احوال اور محلوں کو محفوظ رکھتا ہے اور ان کی عزتوں اور بچوں کو قیدی نہیں بنایا جا سکتا اور سب کی جانوں کی حفاظت کی جاتی ہے، اس کے بالقابل وہ معین جزیرہ ادا کرتے ہیں اور اسلامی حکمران کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے قانون کے احکام کی پابندی کرتے ہیں۔

لیکن کنانہ اور خیبر کے دوسرے حصے کے لیڈر صلح کی طرف، بعد میں آئے، اس لئے کہ انہوں نے قلعہ بند ہو کر شدید مقاومت کرنے اور مسلمانوں سے اس حد تک، جنگ

## صرف خون کی حفاظت

اور

## قیدی بنانے سے معافی

کرنے کے بعد صلح کی اسس پر علاقہ سپرد کرنے پر آمادگی ظاہر کی کہ اسلامی فوج ان کے تین قلعوں میں (الوطیح، السلام اور القوم) داخل ہونے سے عاجز آگئی، باوجودیکہ حملہ کی کوشش مسلسل نصف ماہ کے قریب جاری رہیں..... اس بات نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو متحینق کے نصب کرنے پر آمادہ کیا تاکہ قلعوں کے بوجوں اور فصیلوں پر گونے برسائے جائیں اور مسلمان سہولت کے ساتھ ان میں داخل ہو جائیں، اس اقدام نے کنانہ بن ابی العقیق اور ان قلعوں کے مدافین کو ہلاکت کا یقین دلایا تو وہ مذاکرات کرنے اور علاقے کو مسلمانوں کے سپرد کرنے کے متعلق

سورج بچا کر کرنے لگے مگر یہ سب کچھ انہوں نے اس وقت کیا جب تک نہیں یہ یقین ہو گیا کہ جن قلعوں میں پناہ لے کر یہودیوں نے مسلمانوں سے آخر دم تک لڑنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے ان کے برجوں اور فصیلوں کو اسلامی فوج کی منجھتی تباہ کر دیں گی۔ اور ان کی مقادمت انہیں کچھ فائدہ نہ دے گی۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رواداری

اباوجودیکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ نہ اندر اس کا وفد اپنے قلعوں سے آپ کے ساتھ مذاکرات کے لئے اس وقت تک نہیں آیا جب تک ان کی مقادمت ختم نہیں ہوگی اور انہیں یقین نہیں ہو گیا کہ وہ بزور قوت قابو میں آنے والے ہیں اور ان کا حکم ان لوگوں کے حکم کی طرح ہوگا جن کے قلعے اور زمینیں زبردستی لے لی جاتی ہیں اور ان کے جاننازوں، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جاتا ہے اور ان کے تمام اموال کو بیڑی کسی استثناء کے، ان دشمنوں کی طرح جو محاصرے اور جنگ کے بعد اموال کو سپرد کرتے ہیں، مسلمانوں کے لئے قیمت کے طور پر لے لیا جاتا ہے..... پھر بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کے ساتھ رواداری برتی اور ان کے ساتھ معاہدہ طے کر کے ان کے خون محفوظ کر دیئے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے سے معافی دے دی، اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے روادار نہ سلوک نہ فرماتے تو وہ کبھی بھی ان باتوں کے حصول میں کامیاب نہ ہو سکتے۔

## معاہدہ حواگی کی شروط

- ① یہود پر لازم ہوگا کہ وہ تمام قلعوں کو خالی کر دیں اور ان کا تمام جنگی سامان اور اسلحہ وہیں چھوڑ دیں تاکہ اسلامی فوج اس پر قبضہ کرے اور وہ مسلمان غازیوں کی اٹلاک کا ایک حصہ بن جائے۔
- ② یہود پر لازم ہوگا کہ ان کے قبضہ میں جو بھی اسلحہ ہے اُسے مسلمانوں کے سپرد کر دیں اور جب تک وہ غیر میں ہیں اسلحہ لے کر نہ چلیں۔
- ③ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، مذاکرات کے مطابق، یہودیوں کے خون کی حفاظت

- ادراں کی عہدوں اور بچوں کو فلام بنانے سے معافی دینے کا عہد کریں۔
- ④ یہودیوں پر لازم ہوگا کہ وہ خیبر سے جلا وطن ہو کر شام کی طرف چلے جائیں۔
- ⑤ خیبر سے یہودیوں کی جلا وطنی کے وقت مسلمان انہیں اجازت دیں گے کہ جس قدر مال ان کی سواریاں اٹھا سکتی ہیں، اٹھا کر لے جائیں۔
- ⑥ یہود اس بات کا عہد کریں کہ وہ مخفی خزانوں کے تمام اموال کے متعلق مسلمانوں کو آگاہ کریں گے اور انہیں فاختین کے سپرد کریں گے۔
- ⑦ یہودی اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ جب وہ اس معاہدہ کی شرط کی خلاف ورزی کریں یا کسی ایسی چیز کو چھپائیں جس کا ظاہر کرنا ضروری ہو تو مسلمانوں پر ان کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی اور مسلمان اس معاہدہ کی تمام شرط سے آزاد ہوں گے اور یہودیوں کے اموال اور اولاد مسلمانوں کے لئے حلال ہوں گے۔

یہ معاہدہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیڈ کوارٹر میں طے پایا اور اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور کس یہودیوں نے گواہی ڈالی، اس معاہدہ کے طے پانے کے بعد، یہودیوں نے تعلقوں کو مسلمانوں

طے الہود اور وہی یہ رعایت حماد بن سلمہ سے ہے دیکھئے نصب الرایۃ جلد ۱ ص ۳۹۹، بعض متون میں نے بیان کیا ہے کہ جلا وطنی کا معاہدہ اس اساس پر مکمل ہوا تھا کہ یہودی جلا وطنی کے وقت خنزیر کے کپڑے بے جا سکیں گے لیکن پہلی روایت زیادہ پابدار ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طریق کے بھی بہت قریب ہے جو آپ ان شکست خوردہ لوگوں سے کرتے تھے جن کا جلا وطن کرنا مطلوب ہوتا تھا۔ یہ ایک متعبد لہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم — ان کے خون معاف کریں اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بھی نہ بنائیں — اور وہ خیبر کو اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ اس حال میں چھوڑیں کہ ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہو حتیٰ کہ وہ شام پہنچ جائیں..... بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، خیبر میں یہودیوں کے رہنے کو قبول کر لیا اور ان کو جلا وطن کرنے سے اعراضی کیا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا عہد خلافت آیا جنہوں نے ان کو جلا وطن کیا لیکن پھر بھی معاہدہ کی پابندی کرتے ہوئے نعت کہہتی پڑا انہیں زراعت کے کام کیلئے رہنے کی اجازت دیجی۔

کے سپرد کر دیا، اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو، اموال، اسلحہ، زمینیں اور باغات وصول کرنے کے لئے مقرر کیا۔ یوں یہ جنگ ختم ہو گئی۔ اور مسلمان تباہ کن معرکوں کے بعد غیر پر مکمل طور پر قابض ہو گئے۔ یہ جنگیں تقریباً دو ماہ تک جاری رہیں، معرکہ خیبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے طویل مدت معرکہ ہے اتنی مدت آپ کی کسی اور معرکہ میں صرف نہیں ہوئی۔

مسلماؤں کے ہاتھوں خیبر کے فتح ہو جانے سے، جزیرہ عرب میں کینے اور دخیل سے

## یہودی استعمار کا خاتمہ

یہودیوں کی حکومت کا آخری اور مضبوط قلعہ پیومہ خاک ہو گیا..... یہ استعماری حکومت یثرب اور خیبر میں (خاص طور پر) تقریباً دو ہزار سال تک رہی اور ان طویل صدیوں میں ان کا وجود شر و فساد، فتنہ و اضطراب اور عربوں کے درمیان تباہ کن مقامی جنگوں کا مصدر و منبع بنا رہا، ان جنگوں کو میہود اپنے روایتی شہر اور اہل بیتوں کے مطابق بھرا کاتے تھے اور ان کے اسباب کو فدا بہم پہنچاتے تھے تاکہ عرب علاقے میں ذلیل اقلیت کی طرح اپنے وجود کو طاقوت بنا سکیں جس کا دوسرے علاقے اور دوسری قوم کے درمیان جس میں وہ اجنبی ہو رہنا ممکن نہیں ہوتا سوائے اس کے وہ اس واحد قوم میں مسلسل لڑائی جھگڑے، قتل و غوریزی اور انتشار و عدالت کو ہوا دیتی ہے اور اس واحد قوم کے مختلف قبائل میں خونریز اختلاف کے اسباب کو فروغ دینے میں لگی ہے، اگر وہ قوم متحد ہو جائے اور اس کے افراد جاہلی جھگڑوں اور قبائلی تخاصر کی برائیوں سے پاک ہو جائیں تو یہ ذلیل یہودی، جزیرہ عرب میں پاؤں رکھنے کی جگہ بھی نہ پائیں اور جہاں سے آتے ہیں وہیں واپس جانے کے لئے مجبور ہو جائیں، اور جب عرب قوم توحید کے پرچم تلے متحد ہو گئی تو بادل پسینہ خوارانہ کے ساتھ عملاً یہی کچھ ہوا..... اگر یہ بات وہ دنوں سال قبل رونما ہو جاتی تو ذلیل یہودی اتنی طویل مدت جو بے حد طویل ہے، کبھی جزیرہ عرب میں نہ رہ سکتے،

کیا وہ عرب (یا عرب کی طرف منسوب ہونے والے) اللہ سے ڈریں گے جو عربوں کے اتحاد کو پارا پارا کرنے اور اوران کی

آج کی رات کل کی رات سے کس قدر مشابہ ہے

دو قسمیں بنانے کا سبب ہیں ایک قسم کے لئے ہر چیز کا ہونا ضروری ہے اور دوسری قسم کسی چیز کا بھی حق نہیں رکھتی..... کیا یہ لوگ اللہ سے ڈریں گے جو وہ رت کے شمار کے تحت، عربوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے بنیادیں رکھ رہے ہیں..... کیا یہ لوگ اللہ سے ڈر کر صحیح راہ کی طرف پلٹ آئیں گے اور دکھوہ حالات کا دوا کر لیں گے اور ان حالات کو بد کرنے کے لئے صدق و اخلاص سے کام کریں گے؛ حقیقت یہ ہے کہ کینے، سامراجی اور فلسطین میں دخیل یہودی کی بقاء، ذاتی قوت یا میراج اور فینٹم طیاروں یا ٹینا لوجی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی بقاء، عربوں کی وحدت کے پارہ پارہ کرنے اور ان کے باہمی اختلاف اور ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کرنے کی وجہ سے ہے، عربوں کی وحدت کا قیام صرف اسلام کے جھنڈے تلے ہو سکتا ہے اس کے سوا کسی دوسری صورت میں اس کا قیام محال ہے۔

**خیبر کی غنائم**  
 خیبر کے نصف ثانی کے سقوط اور اسلامی فوج کے آگے قلعوں کے مطیع ہو جانے کے بعد مسلمانوں نے غنائم کو شمار کرنا شروع کر دیا، عہد نبوی میں، مسلمان جن جگہوں میں کامیاب ہوئے ان میں سے کسی جگہ، میں بھی اسلامی فوج کو اتنی غنائم نہیں ملیں جس قدر غزوة خیبر میں ملیں مگر اس کے علاوہ اسلام اور جنگی سامان بھی ملا (جیسے ٹینک اور بمبھینقیں) جس پر مسلمانوں نے خیبر کے نصف اول کی فتح کے وقت قبضہ کر لیا تھا نصف ثانی کے قلعوں پر قبضہ کئے انہیں کثیر اسلحہ ملا جس میں سے کچھ کا ذکر ہم کرتے ہیں۔

۱۔ ایک ہزار نیزہ ، ۲۔ چار سو تلوار ، ۳۔ پانچ سو گولہ ، ترکشوں سمیت ،

اس دور کی فوجی پوزیشن کے لحاظ سے یہ بہت بڑی چیز ہے ۔

**غیر جنگی غنائم**  
 اس کے علاوہ سونے اور چاندی کی بہت بڑی مقدار بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگی، جس کے جمع کرنے میں یہودی قدیم ترین زمانوں سے مشہور ہیں نیز مسلمانوں نے اس سے اہم اور بڑی چیزیں بھی غنیمت میں حاصل کیں جیسے کہیت، باغات اور کھجوروں کے جھنڈے، جو خیبر کے مضافات میں سینکڑوں مربع میل کے علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔

جب ہیں یہ ستر چلتا ہے کہ صرف الکتیبہ سے مسلمانوں نے غنیمت میں کیا کچھ حاصل کیا محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



تو ہمیں خیبر کے ٹکست خوردہ یہودیوں کی مزروہ اور منومہ اراضی کی مقدار کا اندازہ ہو جاتا ہے  
انہیں خیبر کے ایک کھیت سے چالیس ہزار کھجوروں کے درخت ملے تھے اور اس قسم کے  
وہاں دسیوں کھیت تھے۔

اس میں کچھ تعجب کی بات نہیں کہ اس دور  
میں خیبر کا علاقہ حجازاً بلکہ علی الاطلاق تمام  
جزیرہ عرب میں زرعی لحاظ سے سب سے  
زیادہ زرخیز تھا اور ان صحرائوں کی یہی

## خیبر، حجاز کا سب سے

## زرخیز زرعی علاقہ ہے

کیفیت ہے وہاں سیکڑوں پٹھے بہتے ہیں جس کی علاقہ حجاز میں کوئی شال نہیں پائی جاتی، اس  
کے ساتھ ساتھ وہاں کی زمین بہت عمدہ ہے اور مختلف اشجار اور پھولوں اور غلے جیسے مکئی،  
گندم اور جو کی کاشت کے لئے وسیع اراضی موجود ہیں۔ اس دور میں عرب خیبر کے میدانوں  
کو، حجاز کے سینہ زار کہتے تھے جب یہ زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں تو ان کی آمدنی میں  
بہت اضافہ ہو گیا، خصوصاً اس موقع کے بعد، جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
خیبر کی غنائم کا خمس بیت المال کے لئے چھوڑ دیا تاکہ حالات اور ضروریات کے مطابق اسے  
عام مسلمانوں کے مفاد کے لئے خرچ کیا جائے۔

جب مسلمانوں نے غنائم کو  
شراکیا تو انہیں تورات کے کئی  
اجزاء ملے، یہودیوں نے رسول  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

## یہودیوں کو تورات واپس کرنا،

درخواست کی کہ ان کی کتاب کے یہ صحائف انہیں واپس کئے جائیں حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے ان کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے انہیں واپس کر لینے کا حکم دیا اور وہ  
صحائف انہیں واپس کر دیئے گئے، شاید یہود کو تورات کے صحائف کو واپس کرنے میں  
وہ دلیل پائی جاتی ہے جو سلام پر تعصب کے ساتھ اتمام لگانے والوں اور غیر مسلموں کا  
منہ بند کر دیتی ہے کہ جن کا خیال ہے انہیں سختی کے ساتھ اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا  
تھا، پس تورات کے صحائف کو یہودیوں کو واپس کرنا (خصوصاً اس دور میں) اسلام کی

رداداری اور مخالفت عقیدہ شخص کو پوری آزادی دینے کی سب سے بڑی دلیل ہے، اس زمانے میں دوسری اقوام میں (رومیوں کی طرح) دین کے متعلق اس قدر اندھا تعصب تھا کہ انہوں نے ایک ہی دین کے پیروکاروں کا جو ان سے مسلکی اختلاف رکھتے تھے، خون بہانا مباح قرار دے دیا تھا جیسے رومیوں کی بازنطینی حکومت کے حکام نے، مصر میں نصاریٰ کے ساتھ کیا پس وہ ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہوں گے جو ہر دین میں ان سے مخالفت رکھتے ہوں گے؟

اس کے مقابلہ میں مسلمان فاتحین کے ردادارانہ سلوک کو دیکھئے کہ وہ

اپنے مخالفین کو اسلامی حکومت کے زیر سایہ پوری آزادی دیتے ہیں کہ وہ اپنی دینی شعائر کو جس طرح چاہیں، بجالائیں، صلیبوں کے تصرفات کو ان سے کیا نسبت ہے جنہیں کینہ اور تعصب نے اندھا کر رکھا ہے انہوں نے مسلمانوں کو اپنے دینی شعائر کی اولادگی کی آزادی دینے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انہیں دہا توں کے درمیان اختیار دیا کہ یا تو انہیں قتل کریں گے یا آگ میں جلا دیں گے اور یا انہیں اسلام کو چھوڑ کر، نصرانیت قبول کرنی پڑے گی جیسا کہ اندلس میں شاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ایزابل کی حکومت میں ہوا جب وہ مسلمانوں پر غالب آئے تو انہوں نے ان کے لئے تفتیش کی، وحشیانہ عدالتیں قائم کیں جنہوں نے سینکڑوں مسلمانوں کے متعلق تلوار سے قتل کرنے اور آگ سے جلانے کا حکم نافذ کیا اور یہ قتلِ ظالم اس وقت تک بند نہ ہوا جب تک تمام مسلمانوں نے اپنی جانوں کو بچانے کے لئے نصرانیت کو قبول کر لیا.....

اسی طرح کا واقعہ صلیبوں کے بادشاہ (شیردل) کے زمانے میں ہوا جب وہ قدس پر قابض ہوا تو اس نے مسلمانوں کو امان دینے کے باوجود ان کے تین ہزار قیدیوں کو قتل کر دیا صلاح الدین ایوبی نے بزور قوت اس سے قدس کو واپس لیا اور صلیبوں نے شیردل کے ہاتھوں جس قتلِ ظالم کا ارتکاب کیا تھا اس کے بالمقابل اس نے ایک مسیحی قیدی کو بھی قتل نہ کیا..... صلاح الدین کی اسلامی رواداری اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ اس نے شیردل کی بیماری میں اس کی عیادت کی اور اپنے طبیب کو اس کے علاج کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ مرض سے شفا یاب ہو گیا اس کی شہادت مشرقی ممالک میں اسلام کی آمد سے قبل کے یورپ کے مغربی تاریخی مصادر میں ملتی ہے۔

غیبر کے نصف ثانی  
کے اطاعت گزار

بننے سے، جزیرہ عرب  
کے اس عظیم علاقہ

اَنْحَضَكْتَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

غَيْبِ مِثْلِ يَهُودِيَّوْنَ كُوَيْبِ كِي اَجَا كِي سِي

میں جنگ ختم ہو گئی اور مسلمانوں کے ہاتھوں، غیبر کے فتح ہونے سے، جزیرہ عرب میں ذیل یہودیوں کے وجود کا آخری تلفہ سار ہو گیا، غیبر کے نصف ثانی کے معاہدہ حوالگی میں بھی تحریر ہے، کہ جب غیبر سے یہود جلا وطن ہوں گے اس وقت مسلمان ان کے خون کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی ہونے سے اس شرط پر بچائیں گے کہ وہ اپنے اموال میں سے کسی چیز کو چھپا کر نہیں رکھیں گے کیونکہ اس دور کے جنگی قوانین کے مطابق وہ مسلمان فاتحین کی املاک ہیں اور اگر یہودیوں نے کچھ چیزوں کو پھستیا رکھا تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ذمہ داری سے بری ہوں گے اور مسلمانوں کے لئے ان کے خون حلال ہوں گے اور مسلمانوں کے لئے ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانا جائز ہوگا، یہودیوں نے اس عہد کو توڑا اور خیانت کی اور چیزوں کو چھپا لیا اس بات نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کے اموال اور خون مباح کر دیئے جیسا کہ معاہدہ جلا وطنی میں اس کی صراحت موجود ہے مگر یاد ہو کہ یہودیوں نے عہد کو توڑا اور معاہدہ کی نصوص کی خلاف ورزی کی پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، ان کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی دو آدمیوں کے سوا (کنانہ بن ابی العقیق اور اس کے بھائی ربیع کے) عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا، انہوں نے یہود کی نیابت کرتے ہوئے معاہدہ پر دستخط کئے تھے.....

بقیہ ہزارا یہودیوں کو، آپ نے کوئی اذیت نہیں دی اور ان کی عہد شکنی کا جرم بھی معاف فرمادیا اس لئے کہ اس خیانت اور عہد شکنی کا پہلا ذمہ دار کنانہ بن ابی العقیق اور اس کا بھائی ربیع تھا۔

ان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ  
حوالگی کی تنفیذ کرتے ہوئے، یہودیوں کو غیبر سے  
جلا وطن کرنے کا فیصلہ کیا، یہود نے اس بارے  
میں کوئی معاہدہ نہیں کیا، صرف انہوں نے آپ

یَهُودِيَّوْنَ كُوَيْبِ كِي اَجَا كِي سِي

مُطَهَّرِنِي كِي اَجَا كِي سِي

کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ انہیں اسلامی حکومت کے تحت خیر میں رہنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ خیر میں زمینوں اور ایفادات میں کام کریں اور اس کے عوض انہیں وہ معاوضہ دیا جائے جس پر فریقین متفق ہو جائیں، جب انہیں پتہ چلا کہ آپ انہیں خیر سے نکالنے والے ہیں تو انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ سے خیر کو ہتر جانتے ہیں آپ ہمیں چھوڑ دیجیے ہم اسے آپ کے لئے آباد کریں گے، آپ اس کے بدلے ہمیں نصف امدق دے دیا کریں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال پسند آیا تو آپ نے یہودیوں کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے انہیں خیر میں رہنے کی اجازت دے دی اور ان کے ساتھ ایک معاہدے کی جاسی کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ زمین کی آبادی کے لئے کام کریں اس کے مقابل میں انہیں خیر کی زمینوں کے نصف پھل پیئے جائیں گے لیکن مسلمانوں کو یہ حق ہو گا کہ وہ جب چاہیں یہودیوں کو خیر سے نکال دیں۔

نہیلی، انصاف الرایۃ جلد ۳ ص ۱۳۳ پر لکھتا ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم خیر کی زمینوں کو تم سے ہتر جانتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف امدق پر ان سے مصالحت کر لی لیکن جب ہم تم کو نکانا چاہیں گے نکال دیں گے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو یہ عہد دیا کہ وہ خیر کی زمینوں پر کام اور مزارعت کریں انہیں نصف امدق ملے گی۔

ابن حزم جوامع السیرۃ میں کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اس شرط پر خیر میں ان کے مال جان سمیت ٹھہرایا کہ وہ کھیتی اور پھل کے نصف حصے پر کام کریں اور وہ جب تک مناسب سمجھیں گے انہیں ٹھہرائیں گے پس وہ اس عہد پر خیر میں مقیم رہے یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے اور حضرت ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں بھی وہیں رہے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے تمام زمانے میں بھی یہی رہا مگر آپ کو اپنی خلافت کے آخری عہد میں یہ اطلاع ملی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین نریں پس آپ نے انہیں خیر سے جلا وطن کرنے کا حکم دے دیا اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے معاہدہ مسلمانوں کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جب چاہیں یہود کو جلا وطن کریں۔

ابن اسحاق بیان کرتا ہے کہ یہودیوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خیبر کو آپ سے زیادہ جانتے ہیں اور اسے زیادہ آباد کرنے والے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفع آمدنی پر ان سے صلحت کر لی اور انہیں فرمایا ہم جب تمہیں نکالنا چاہیں گے نکال دیں گے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی درخواست قبول کر لی

**یہودی مسلمانوں کی پناہ میں**

اور انہیں خیبر کی زمینوں کی آبادی کے لئے نفع آمدنی کے عوض واپس رہنے کی اجازت دے دی تو یہ یہودی مال و جان اور عزت کے باسے میں مطمئن ہو کر مسلمانوں کی پناہ میں رہنے لگے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کے بعد یہودیوں نے پوری آزادی ۱۶ھ اہلیمان کے ساتھ علاقہ میں اپنی تجارتی سرگرمیاں شروع کر دیں (جیسا کہ ان کے متعلق مشہور ہے) کہ وہ تجارتی کاروبار میں سب سے زیادہ سرگرم ہیں۔

اکثر یہودیوں نے جب دیکھا کہ وہ جنگ مار رہے ہیں تو انہوں نے اپنے سونے اور چاندی کو چھپانا شروع کر دیا، واقعات کی ترتیب سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود ظلم ہونے کے اور باوجود اس بات کے کہ معاہدہ کی انہیں پاس نہ کرتی تھیں کہ وہ اپنے تمام منقولہ اور غیر منقولہ اموال، جنگ کی غنیمت کے طور پر اسلامی فوج کے سپرد کر دیں پھر بھی ان سے عداوت نہ سلوک کیا، ان یہودیوں کے ساتھ آپ کی رواداری کا اس امر سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے اموال سے خیبر کی بہت سی غنائم کو خرید لیا جنہیں اسلامی فوج نے خیبر سے حاصل کیا تھا اور ان سے بہت نفع کمایا۔ اس بات پر عداوت ہی کا بیان بھی دلالت کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو امان دے دی تو وہ آتے جاتے اور خرید و فروخت کرتے تھے، انہوں نے عام مال غنیمت سے کپڑے اور سامان خریدا اور انہوں نے اپنی نقدی اور سونا وغیرہ چھپایا تھا۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ زمین کی دیکھ بھال اور مزارعت کا معاہدہ کر لیا اور انہیں امان دے دی تو مسلمان

**یہودیوں کے مال پر و درازی**  
**کرنے کے بارے میں**  
**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتباہ**

ان کی فصلوں اور سبزیوں پر دست درازی کرنے لگے، یہودیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس امر کی شکایت کی تو آپ نے تمام مسلمانوں اور فوج کو جو ابھی خیبر میں ہی تھے اکٹھا ہونے کا حکم دیا جب وہ اکٹھے ہوئے تو آپ نے انہیں انتباہ کیا کہ وہ یہود سے متعرض نہ ہوں اور کوئی چیز ان کے کھیتوں سے نہ لیں آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ یہودیوں نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تم لوگ ایسے کھیتوں میں دست درازی کرتے ہو تم نے انہیں مال و جان اور ان الاضیٰ کی جو ان کے ہاتھوں میں ہیں، امان دی ہے اور تم نے ان سے معاملہ کیا ہے معاہدین کے اموال سے اپنے حق کے سوا کچھ لینا جائز نہیں، مسلمانوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور ان سے قیمتاً چیزیں لینے لگے، مسلمانوں کا یہ اجتنب اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ ایک یہودی مسلمان سے کہتا کہ میں تجھے یہ پھل بغیر قیمت کے دیتا ہوں تو وہ قیمت ادا کئے بغیر اُسے نہ لیتا۔

جب جنگ ختم ہوگئی اور اس اہم  
علاقے پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا  
اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی  
خیبر کے یہودیوں کو جلا وطن کرنے

## آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں قتل کرنے کی سازش

سے اعراض کر لیا اور ان کے ساتھ کھیتوں اور باغات کے آباد کرنے کا معاہدہ کر لیا اور انہیں امان اور پناہ دے دی تو خیبر میں آپ کے قتل کی شریارہ سازش تیار ہوئی۔

اس کی تعمیل یہ ہے کہ ایک یہودی عورت حیل کا نام زینب بنت الحارث تھا، نے کھانے میں زہر ملا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا (یہ عورت سلام بن مشکم کی بیوی تھی جو قلعہ انطاہ میں قتل ہوا تھا اور مر جب کے بھائی حارث کی بیٹی تھی) اس نے ایک بھری گود بچ گیا اور یہ کام اس نے بعض یہودیوں کے مشورے سے کیا۔ اس نے ایک خطرناک تم کا زہر لیا جسے لاطلی (بچھانے والا) کہا جاتا ہے جو کھاتے ہی انسان کو ہلاک کر دیتا ہے پھر اس نے اسے بکری کے ہر جوڑ میں رکھا اور خاص طور پر زیادہ زہر دونوں دستوں میں رکھا کیونکہ اس نے منصوبہ بناتے وقت پوچھا تھا کہ کون سا گوشت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لہند ہے تو اسے بتایا گیا کہ آپ کو دستی اور کندھے کا گوشت زیادہ پسند ہے اس محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کا بڑا مقصد یہ تھا کہ بکری کے کسی حصے کا تھوڑا سا گوشت کھاتے ہی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام تمام کرنے وہ اُسے بخون کر، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیڈ کو اڑھائی میں ہریس کے طور پر لائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہریس کا گوشت کھایا کرتے تھے صدقہ کا گوشت نہیں کھاتے تھے، جب حضور مغرب کی نماز پڑھے کہ اپنے ہیڈ کو اڑھائی میں دابیں آئے تو آپ نے زینب بیہودہ کو اپنے مکان کے پاس بیٹھے پایا آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا ابو القاسم آپ کے لئے ہدیہ لائی ہوں اسے قبول فرمائیے آپ نے اُسے لینے کا حکم دیا اُسے لے کر زہر آلود بکری کو آپ کے سامنا رکھا گیا آپ کے بعض اصحاب آپ کے ساتھ تھے، آپ نے انہیں فرمایا، کھاؤ انہوں نے قریب ہو کر ہاتھ بڑھائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستی کو پکڑ کر اس سے گوشت کھانا شروع کر دیا اور لقمہ چھایا، بشر بن البراء نے ایک ہڈی لی اور اس سے ایک لقمہ لیا، اچانک حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ وہ کھانے سے رُک جائیں آپ نے فرمایا اس دستی کے کھانے سے اپنے ہاتھ روک لو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زہر آلود ہے، بشر نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے مجھے بھی اپنے لقمہ میں جو میں نے کھا یا ہے یہی بات معلوم ہوئی مگر میں نے اس خیال کے پیش نظر اس کو نہیں اُگلا کہ میں آپ کے کھانے کو بے نطفہ نہ کر دوں جب آپ نے اپنے ہاتھ کے کھانے کو اچھا سمجھا تو میں نے اپنے آپ کو آپ پر ترجیح نہیں دی، ابھی پشراہنی جگہ سے اُٹھے بھی نہ تھے کہ زہر کی تاثیر کی قدرت سے ان کا رنگ سیاہ سیڑھ گیا اور وہ ایک سال تک شل ہو کر اس کی تکلیف کو برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ اسی زہر کے اثر سے فوت ہو گئے، چونکہ بعض صحابہ نے اس بکری کا گوشت کھایا تھا اس لئے ایسے تمام لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے گولانے کا حکم دیا اور آپ نے خود بھی زہر کے اثر کو کم کرنے کے لئے اپنے کندھے پر پچھنے گولانے، ابن قیم بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار سال تک اس زہر کی تکلیف کو برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ خیر کے روز میں نے بکری کے گوشت کا جو لقمہ کھایا تھا میں ہمیشہ ہی اس سے تکلیف اٹھاتا رہا ہوں، پس یہ میری موت کا وقت ہے، زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شہید ہو کر فوت ہوئے تھے۔

اس واقعہ کے بعد، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب طلبی کے لئے زینب یہودیر کو حاضر کرنے کا حکم دیا، تحقیق کے دوران اس نے تسلیم کیا کہ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لمحوں سے بگری کوزہر آلود کیا تھا، جب آپ نے اس سے پوچھا کہ اس کام پر تجھے کس نے آمادہ کیا تھا تو اس نے پوری وضاحت سے جواب دیا کہ میری قوم کو آپ سے جو تکلیف پہنچی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں، آپ نے میرے خاوند، باپ اور چچا کو قتل کیا ہے، میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے تو وہ اس کو تباہے گا اور اگر بادشاہ ہے تو ہم اسے راحت حاصل کریں گے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا۔ حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اپنا خاص حق معاف فرما دیا تھا، مگر بعد میں آپ نے اُسے، بشر بن ابراہیم کے قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیا جو اس زہر کے اثر سے فوت ہو گئے تھے جس سے اس نے بگری کو مسموم کیا تھا ان دونوں ردا تیل کے درمیان حاد نے یوں تطبیق دی ہے کہ آپ نے اُسے معاف فرما دیا اور قتل نہیں کیا مگر جب بشر فوت ہو گئے تو آپ نے اُسے قصاص میں قتل کر دیا، قصاص کی تنفیذ ہر شخص پر ہوتی ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔

معمر بن خثیر، عہد نبوی کا درباری اور  
**معمر بن خثیر میں عورت کا کردار**  
 ہے جس میں مسلمان عورت نے شرکت

کی، امام احمد، حشرج بن زیاد سے اور وہ اپنی دادی یا باپ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہے کہ ہم غزوہ خیبر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلیں میں آپ کے ساتھ نکلنے والی عورتوں میں سے چھٹی عورت تھی، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ آپ کے ساتھ عورتیں بھی ہیں تو آپ نے ہماری طرف آدمی بھیج کر ہمیں بولا ہم نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر نالاہنگی کے آثار ہیں آپ نے فرمایا تمہیں کس نے نکالا ہے؟ اور تم کس کے حکم سے نکلی ہو؟ ہم نے جواب دیا ہم تیرے پکڑنے، استوپلانے کے لئے نکلی ہیں ہمارے پاس زخمیوں کے لئے دوا بھی ہے اور ہم اشعلہ پڑھ کر اللہ کی راہ میں مدد کریں گی، راوی کہتا ہے کہ انہیں واپس چلے جانے کا حکم دیا گیا اور وہ واپس چلی گئیں، وہ عورت بیان کرتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیبر پر فتح عطا فرمائی تو آپ نے مردوں کی طہوع، ہمارا حلقہ نکالا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ



رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیمِ غنیمت میں عورتوں کو مردوں کے برابر قرار دیا ہے ابن اسحاق نے بھی ایک ایسی ہی روایت بیان کی ہے جو غزوةِ خیبر میں عورتوں کے بچکنے کے باعثے میں امام احمد کی روایت سے ملتی جاتی ہے مگر اس نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کو غنیمت کا حصہ بغیر کسی قاعدہ کے دیا تھا اور مردوں کی طرح ان کا حصہ نہیں لگایا تھا، ابن اسحاق کہتا ہے کہ مجھ سے سیمان بن یحیم نے امیر بنت ابی الصلت سے بیان کیا۔ یہ غفلتِ قبیلہ کی ایک عورت تھی اور اس نے میرے پاس اس کا نام بھی لیا۔ وہ کہتی ہے کہ میں غفلتِ قبیلہ کی عورتوں کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کے ساتھ خیبر جانے کا ارادہ کیا ہے ہم تمہیں کا علاج کریں گی اور مقدمہ بھر مسلمانوں کی مدد کریں گی آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ برکت دے وہ کہتی ہے کہ ہم آپ کے ساتھ نکلیں اور میں اس وقت نو عمر تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے کجاوے کے گوشہ دان پر بٹھایا وہ کہتی ہے خدا کی قسم، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اترے تو میں گوشہ دان سے نیچے اتری تو مجھے پہلی بار عورتوں کی طرح حیض آیا تو میں اچھل کر اونٹنی کی طرف گئی اور شرم محسوس کرنے لگی، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کیفیت دیکھی تو فرمایا تجھے کیا تکلیف ہے؟ شاید تجھے خون آیا ہے میں نے جواب دیا ہاں، آپ نے فرمایا اپنے خون کو صاف کرنے پھر پانی کا ایک برتن لے کر اس میں نمک ڈال دے، پھر گوشہ دان جو خون لگا ہے اُسے دھو دے پھر اپنی سواری کی طرف واپس آجا، وہ کہتی ہے جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کو فتح کیا تو آپ نے غنیمت سے میں بھی حصہ دیا اور میرے گلے میں توڑ جو ہار دیکھ رہی ہے آپ نے اسے پکڑ کر مجھے عطا فرمایا اور میرے گلے میں ڈال دیا خدا کی قسم میں اسے کبھی بھی اپنے سے جدا نہیں کروں گی اور ہر مرتبہ ہم ہمسائیں کی گردن میں رٹا۔ پھر اس نے وصیت کی کہ اس ہار کو اس کیساتھ ہی دفن کر دیا جائے، محققا بیہقی نے مشہور صحابی عبداللہ بن امینؓ کی حدیث بیان کی ہے آپ کہتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف گیا میرے ساتھ میری حاضرہ بوی بھی تھی اُسے راستے میں خون آگیا تو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ نے فرمایا اس کے لئے کھجوریں بھگو دو جب وہ پانی میں ڈوب جائیں تو اُسے اس پانی کے پینے کا حکم دو، اس نے اسی طرح کیا تو کوئی ناگوار بات نہ ہوئی، جب ہم نے خیبر کو فتح کیا تو عورتوں نے بھی عطیات حاصل

کئے مگر آپ نے ان کا حقد نہ لگایا پس یہی بیوی نے بھی عطیہ پایا اور اس بچے نے بھی جو پیدا ہوا تھا۔

یہ تمام روایات جو ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں اس بات میں کچھ شبہ نہیں رہنے دیتیں کہ جہاد فی سبیل اللہ میں جتھہ لینے کے لئے عورتوں کا نکلنا اصل میں جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ ان کا نکلنا اسلامی آداب اور تعلیمات کے خلاف نہ ہو..... جیسا کہ اس فصل میں اسودگی حاصل کرنے کے واسطے فوجوں لڑکیوں کو قتل و سرور و فریو کے لئے بھرتی کیا جاتا ہے جسے اسلامی تعلیمات کے خلاف قرار دیا جاتا ہے اور جو فوجیوں پر غضبِ الہی کے نزول کا باعث بنتا ہے اور انہیں مردِ الٰہی سے محروم کر دیتا ہے اور ان کا شکست کا سبب بنتا ہے۔

## جہاد کے لئے، عورتوں کے خروج کا جواز

معاذِ خیر میں، سولہ مسلمان شہید ہوئے جن میں سے چار قریشی تھے اور ایک کھجی

## فریقین کے مقتولین

اور ایک اسمی اور ایک شخصِ خیر کا تھا اور باقی انصاری تھے۔

۱:۔ بنی امیہ بن عبدمنان میں سے رضیہ بن اکثم بن سحبرہ شہید ہوئے جن میں

## مہاجرین کے شہداء کی تعداد

المنظاة میں حارث یہودی نے قتل کیا تھا۔

۲:۔ ثقیف بن عمرو، انہیں المنظاة میں اسیر یہودی نے قتل کیا تھا۔

۳:۔ رفاعہ بن مسروح، انہیں المنظاة میں حارث یہودی نے قتل کیا تھا۔

بنی اسد بن عبدالغزی میں سے، عبداللہ بن ابی امیہ بن وہب شہید ہوئے جو ان کے بھائی تھے، المنظاة میں قتل ہوئے تھے۔

قبیلہ فزار میں سے عمار بن عقبہ شہید ہوئے یہ ایک تیر گنے سے فوت ہوئے تھے۔

قبیلہ سلم سے عامر بن سنان بن الاکوع شہید ایک یہودی سے مبارزت کے دوران،

اپنی تلوار کے گنے سے فوت ہوئے تھے۔

اہلِ خیر میں سے الاسود الراعی شہید ہوئے، ان کے نام کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا جس

روزِ یاسلام لائے اسی روز قتل ہو گئے، اس کتاب میں ان کا واقعہ مفصل طور پر بیان ہوا ہے۔  
اشجع قبیلے سے ایک آدمی شہید ہوا جس کا نام مؤرخین نے بیان نہیں کیا۔

خزرج قبیلے سے :

## انصار کے شہداء

۱: بشر بن البراء بن معرور ،

۲: فضیل بن النعمان ، ۳: مسعود بن سعد بن قیس ،

اوس قبیلے سے :

۱: محمود بن سلمہ ، انہیں مرحب یہودی نے قلعہ ناعم کی چوٹی سے تیر مار کر قتل کیا تھا۔

۲: ابویاح بن ثابت بن النعمان ، ۳: الحارث بن حاطب ،

۴: عروہ بن مرثد بن سراقہ ، ۵: اوس بن القامد ،

۶: اشعث بن حبیب ، ۷: ثابت بن اُمہ ،

۸: طلحہ بن یحییٰ بن ملیل ،

بنی زہرہ سے ، ۱: مسعود بن ربیع ،

خزرج کے معرکوں میں یہودیوں کے ۹۳  
آدمی قتل ہوئے، ان میں سے اکثر آدمی

## یہود کے مقتولوں کی تعداد

النظاہ اور الشق کے معرکوں میں قتل ہوئے جو خزرج کے نعت اہل میں واقع ہیں، یہودیوں کے  
ان مقتولوں کے سر کردہ گیارہ لیڈر اور سردار تھے۔

۱: مرحب ، جسے حضرت علیؑ نے مبارزت میں قتل کیا ، بعض کہتے ہیں کہ اسے محمد بن

مسلمہ نے قلعہ ناعم کے سامنے قتل کیا تھا۔

۲: الحارث الوزیب ، یہ مرحب کا بھائی تھا جسے حضرت علیؑ نے مبارزت میں قتل کیا تھا۔

۳: یاسر ، اسے قلعہ ناعم کے سامنے مبارزت میں حضرت زبیر بن العوامؓ نے قتل کیا۔

۴: امیر ، اسے بھی حضرت زبیر بن العوامؓ نے قلعہ ناعم کے سامنے مبارزت میں قتل کیا۔

۵: عامر ، اسے حضرت علیؑ نے مبارزت میں قلعہ ناعم کے سامنے قتل کیا۔

۶: یوشع ، اسے جباب بن منذر نے مبارزت میں قلعہ الصعب کے سامنے قتل کیا۔

۷: الدیال ، اسے عامر بن عقبہؓ غفاری نے قتل کیا۔

- ۸: سلام بن مشکم، یہ معرکہ الشطاة میں قتل ہوا۔  
 ۹: عزول، اسے جناب بن منذر نے قلعہ ابی کے سامنے الشق میں مبارزت میں قتل کیا۔  
 ۱۰: کناد بن ابی الحقیق نضری کو، غدار اور عہد شکنی کے باعث خیبر کے نصف ثانی میں قتل کیا گیا۔

۱۱: ربیع بن ابی الحقیق نضری کو بھی غدار اور عہد شکنی کی وجہ سے خیبر کے نصف ثانی میں قتل کیا گیا۔

یہ لوگ، یہودیوں کے نمایاں لیڈر تھے جو خیبر کے معرکوں میں ملے گئے..... ان معرکوں میں یہودیوں کے جو مزید آدمی ملے گئے ان کی تعداد اکہائی ہے مگر مؤرخین نے ان میں سے کسی کا نام نہیں لکھا۔

## مہاجرین حبشہ کا خیبر میں آنا

خیبر کی فتح کے بعد، مشرکین مکہ کے مظالم سے تنگ آکر جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے وہ خیبر میں آئے، انہوں نے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق ہجرت کی تھی ان مہاجرین کے سربراہ حضرت جعفر بن ابی طالب تھے یہ لوگ حبشہ سے اس وجہ سے آئے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاہ حبشہ کی طرف ان کو بلانے کے لئے ایک آدمی بھیجا تھا جس کا نام عمرو بن امیہ ضمری تھا، یہ مہاجرین حبشہ سے عرب علاقے تک دو کشتیوں پر سوار ہو کر آئے تھے۔

## حضرت جعفر کی آمد سے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ مسرت

حضرت جعفر کی آمد سے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوشی ہوئی۔ آپ کے متعلق یہاں ہم بیان

ہوا ہے کہ حضرت جعفر کی آمد کے وقت آپ کھڑے ہو گئے اور جعفر کو اپنے جسم کے ساتھ لگایا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا پھر فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ مجھے خیبر کی فتح سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کی آمد سے۔

## فدک، تیماء اور وادی القریٰ کی فتح

سقوط خیبر کے بعد، خیبر کے اردگرد کے متفرق علاقوں میں

یہود کے کئی مورچے باقی رہ گئے تھے جہاں پر فرجیوں، مسلمانوں کی مقاومت کا عزم لئے بیٹھی تھیں، لیکن وہ معرکہ خیبر کے نتائج کی منتظر تھیں، یہودی، ان متفرق مورچوں جو فدک، وادی القریٰ اور تیماء کے نواح میں تھے، یہ توقع ہی نہ رکھتے تھے کہ خیبر کے یہودیوں پر مسلمانوں کو ہلبہ حاصل ہوگا کیونکہ وہ بڑے صاحب قوت اور بڑے ساز و سامان والے اور کثیر التعداد تھے لیکن مورچوں میں بیٹھے ہوئے ان یہودیوں کے لئے جو کچھ عوارہ ایک اچھا واقعہ تھا اس لئے ان میں سے بعض نے اطاعت اختیار کرنے میں جلدی کی، اور بعض نے جزیہ دیا اور بعض نے مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور وادی القریٰ کے یہودیوں کی طرح جنگ کے بعد اطاعت اختیار کی۔

خیبر آنے سے قبل، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی حبیب بن مسعود کو، فدک کے یہودیوں کی طرف بھیجا کہ وہ ان کے سامنے اسلام کو پیش کرے اور انہیں اسلام میں

## فدک کے یہودیوں کا اطاعت اختیار کرنا

داخل ہونے کی دعوت دے تاکہ وہ سلامتی میں شامل ہو جائیں لیکن فدک کے یہودیوں کو یقین تھا کہ مسلمان، خیبر کے حملے میں ناکام ہو جائیں گے اس لئے انہوں نے، دعوت اسلام کے مقابلہ میں بہت خباثت اور مالِ رسول سے کام لیا، اور آپ کے اہل بیت کو کوئی قطعی جواب نہ دیا گو یا وہ مسلمانوں پر یہودیوں کے غالب آنے کی خبر کے منتظر تھے تاکہ اسلام کے قبول کرنے سے انکار کا اعلان کریں لیکن انہیں اچانک معلوم ہوا کہ قلعہ ناعم کے یہودیوں نے اطاعت اختیار کر لی ہے (جو خیبر کے طاقتور ترین یہودی تھے) تو ان کا سوال گر گیا اور انہوں نے نصرت زمین پر مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔

واقعی بیان کرتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر آئے تو آپ نے اس کے قریب اگر حبیب بن مسعود کو فدک کی طرف بھیجا کہ اہل فدک کو دعوت اسلام دو اور انہیں ڈراؤ کہ آپ اہل خیبر کی طرح ان سے جنگ کر کے ان کے صحن میں اتر جائیں گے، حبیب بن مسعود بیان کرتا ہے کہ میں ان کے پاس گیا اور ان کے ہاں دو دن ٹھہرا وہ انتظار کر رہے تھے وہ کہتے کہ اللہ انہیں



وہ تمہیں ہانک کر آپ کے پاس لے جائیں گے، اس وقت انہوں نے صلح کرنی چاہی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نصف زمین پر صلح کی، واقدی بیان کرتا ہے کہ یہ قول زیادہ پائدار ہے۔

www.KitaboSunnat.com

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان، بغیر اس کے کہ آپ ان کے پاس اپنی فوج لے کر جائیں، صلح، مکمل ہو گئی اور وہ سسل اسی پوزیشن میں رہے یہاں تک کہ حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے دو خلافات میں خیبر کے یہودیوں کے ساتھ فدک کے یہودیوں کو بھی جلاوطن کرنے کا فیصلہ کیا، آپ نے مال اور اقتصادیات کے ماہر صحابہ کو فدک کے کھیتوں اور اس کی تمام اراضی کی قیمت لگانے کے لئے بھیجا جب ان کی قیمت کا اندازہ مکمل ہو گیا تو خلیفہ وقت نے فدک کے یہودیوں کو نصف قیمت ادا کر دی جو پچاس ہزار یا اس سے کچھ زیادہ تھی، پھر انہیں خیبر کے یہودیوں کے ساتھ شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ جیسا کہ اس کتاب کی فصل اول میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

دادی القرئی، خیبر اور مدینہ کے درمیان واقع ہے  
یہ ایک سرسبز وادی ہے جہاں بڑے بڑے

## دادی القرئی کی فتح

کھیت اور بے شمار چٹے پلے، فتح خیبر کے وقت یہاں پر یہودیوں کی ایک جماعت رہتی تھی جو بہت طاقتور تھی اور یہی وجہ ہے کہ سقوط خیبر کے بعد اس وادی کے یہودیوں نے ہی مسرف مسلمانوں کی اطاعت اختیار کرنے سے انکار کیا اور بنوک شمشیر ان کی مقادمت کرنے کا فیصلہ کیا..... خیبر کے یہودیوں کی طرح، دادی القرئی کے یہودی بھی گڑبھیدوں اور جنگی قلعوں میں بناہ لیتے تھے، نیز انہوں نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اُن بُت پرست عربوں سے بھی مدد طلب کی جو خیبر سے دادی القرئی کے رستے میں پڑتے تھے، اور علاء بہت سے بُت پرست عرب، دادی القرئی کے یہودیوں سے مل گئے اور محض مسلمانوں کے دادی تک پہنچنے پہری وہ ان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ  
دستور تھا کہ آپ اکتباہ کرنے اور

## یہودیوں کا جنگ کی ابتداء کرنا

حجت کرنے اور اسلام پیش کئے بغیر کسی سے جنگ نہیں کرتے تھے اگر وہ اسلام قبول کر لیتے، تو

ان سے جنگ کرنے سے ٹک جاتے اور انہیں اسلامی سوسائٹی کا ایک حصہ سمجھتے، مگر وادی القرظی کے یہودیوں نے آپ کو اسلام پیش کرنے کا موقع ہی نہ دیا تاکہ آپ ان کی غوزیزی سے ٹک جاتے، جو نہی اسلامی فوج، وادی القرظی پہنچی (ابھی اس نے کھامے بھی نہیں آتا سے تھے اور جنگ کے لئے تیار بھی نہیں ہوئی تھی) تو یہودیوں نے اس پر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام مدغم تھا، اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ اتارتے ہوئے کسی یہودی کا تیرا لگا۔

اسی وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو جنگ

کے لئے تیار کیا اور ان کی صف بندی کی، اور دستے بنائے اور معرکہ میں حصہ لینے کے لئے اپنے چینیہ صحابہ میں جھنڈے تقسیم کئے، آپ نے اپنا جھنڈا، خنزرج کے سردار حضرت سعد بن عبدہ کو دیا اور ایک جھنڈا حضرت حباب بن منذر کو دیا اور ایک جھنڈا حضرت عبد بن بشر کو دیا اور ایک جھنڈا حضرت ہبل بن حنیف کو دیا تاکہ وہ جانا بڑوں کی قیادت کا کام سنبھالیں۔

یہودیوں کو دعوتِ اسلام

بادجو دیکھ وادی القرظی کے یہودیوں نے جارحیت میں ابتداء کی تھی پھر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنگ کرنے میں جلد بازی سے کام نہیں لیا بلکہ آپ کی آرزو تھی کہ ان کی غوزیزی نہ ہو اور ان یہودیوں کو ہدایت نصیب ہو، آپ نے انہیں دغلی العلم کی دعوت دی اور انہیں یقین دلایا کہ اگر انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اپنے اموال کو محفوظ کر لیں گے اور ان کی غوزیزی بھی نہیں ہوگی اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

یہودیوں کا دعوتِ اسلام

مصلحانہ دعوت کا جواب، وادی القرظی کے یہودیوں نے جنگ کو بجز کانے کی ضرورت میں دیا، انہوں نے آپ کی دعوت کو رد کر کے جنگ کے لئے جلدی

جنگ کے لئے جلدی کرنا

کی اور ان کا ایک شہسوار قلعوں سے باہر آکر مبارزت طلب کرنے لگا، اس کے مقابلہ میں حضرت محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



دوسرے دن مسلمانوں نے یہودیوں کو قتل کر دیا پھر ایک اور شہسوار نکلا، اسے بھی حضرت زین نے مقابلہ میں نکل کر قتل کر دیا پھر ایک اور یہودی نکلا، اس کے مقابلے میں حضرت علی بن ابی طالب نکلے اس کا کام تمام کر دیا پھر اور دو شہسوار نکلے، ان دونوں کے مقابلے میں حضرت ابو جہاد نکلے آپ نے یکے بعد دیگرے دونوں کو ڈھیر کر دیا یہ مبارزت مسلسل جاری رہی یہاں تک کہ یہودیوں کے گیرہ آدمی مانے گئے، جب کبھی ان کا آدمی مارا جاتا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لقمہ گوشت کو اسلام کی دعوت دیتے، مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان شام تک مسلسل جگ جاری رہی اور جب نماز کا وقت آجانا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے اور ہر نماز کے بعد یہودیوں کو دعوت اسلام دیتے لیکن وہ انکار کرتے رہے اور سسل لڑتے رہے۔

## یہودیوں کا اطاعت کرنا

دوسرے دن مسلمانوں نے یہودیوں کو قتل کر دیا پھر ایک اور شہسوار نکلا، اس کے مقابلے میں حضرت علی بن ابی طالب نکلے اس کا کام تمام کر دیا پھر اور دو شہسوار نکلے، ان دونوں کے مقابلے میں حضرت ابو جہاد نکلے آپ نے یکے بعد دیگرے دونوں کو ڈھیر کر دیا یہ مبارزت مسلسل جاری رہی یہاں تک کہ یہودیوں کے گیرہ آدمی مانے گئے، جب کبھی ان کا آدمی مارا جاتا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لقمہ گوشت کو اسلام کی دعوت دیتے، مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان شام تک مسلسل جگ جاری رہی اور جب نماز کا وقت آجانا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے اور ہر نماز کے بعد یہودیوں کو دعوت اسلام دیتے لیکن وہ انکار کرتے رہے اور سسل لڑتے رہے۔

## واہی القرئی میں یہودیوں سے کوئی اجازت دینا

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واہی القرئی کے یہودیوں سے بھی خیبر کے مغلوب یہودیوں کی طرح سلوک کیا، مگر اطاعت اختیار کرنے کے بعد آپ نے واہی القرئی کے کسی یہودی کو قتل نہیں کیا، آپ نے واہی القرئی کے یہودیوں کو، واہی میں رہنے کی اجازت فرمائی اور کھجوروں اور نشہین کو ان کے پاس سنبھال دیا کہ وہ اس کی دیکھ بھال کریں اور اس میں کاشت کاری کریں اور اس کے معاوضہ میں اس کی نصف آمدنی لیں۔ جیسا کہ آپ نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ کیا تھا، آپ نے واہی القرئی میں فقط چار روز قیام کیا، مجھے معلوم نہیں کہ کسی موضع نے یہ ذکر کیا ہو کہ مسلمانوں نے واہی القرئی کے یہودیوں کی عورتوں اور بچوں میں سے کسی ایک فرد کو بھی قیدی بنایا ہو، معلوم ہوتا ہے کہ

وہ معافی لینے میں کامیاب ہو گئے تھے جیسا کہ خیبر کے نصیب ثانی کے یہودی کا عیاب ہو گئے تھے، وادی القرئی کے یہودیوں کے اطاعت اختیار کرنے سے جزیرہ عرب میں یہودیوں کے سب سے طاقتور مورچے کا خاتمہ ہو گیا جس نے سقوط خیبر کے بعد مسلمانوں کا مقابلہ کیا تھا۔

وادی تھامہ جزیرہ کے شمال  
منقرئی جتنے میں واقع ہے وہاں

## تیماء کے یہودیوں کا جزیرہ ادا کرنا

کچھ یہودی رہتے تھے جو بڑے صاحب قوت تھے اور ان کے قلعے پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے ان کے متعلق توقع تھی کہ وہ کچھ مقاومت کریں گے مگر جب انہیں یہ خبر ملی کہ خیبر فداک اور وادی القرئی نے مسلمانوں کی اطاعت اختیار کر لی ہے تو انہوں نے اپنی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صلح کی درخواست کی اور مسلمانوں کو جزیرہ دینے کی بھی پیش کش کی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جزیرہ کو قبول کر لیا اور ان کے احوال ان کے پاس ہی رہنے دیتے اور مسلمانوں نے ان کی کسی چیز پر قبضہ نہ کیا کیونکہ وہ جزیرہ دینے سے اہل ذمہ (مومنین) میں جزیرہ دے کر رہنے والے غیر مسلم ہونگے تھے ان کی پوزیشن اس جگہ بازوؤں کی نہ تھی جو جنگ کے بعد اطاعت اختیار کرتا ہے..... اس لئے جب حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن کیا، تو تیماء کے یہودیوں کو جلاوطن نہ کیا بلکہ ان کو ان کے گھروں میں آزاد چھوڑ دیا کیونکہ وہ اہل ذمہ تھے اور ان سے کوئی ایسی بات بھی سرزد نہ ہوئی جو اس عہد کو توڑنے کا باعث بنتی، جس کے مطابق مسلمانوں نے ان کے خون کی حفاظت کی اور ان کے احوال کے ذمہ دار بنے رہے۔

غطفان کا نزارہ قبیلہ، نجدی قبائل  
میں سے سب سے زیادہ سرکش اور

## قبیلہ نزارہ کی سازش

مسلمانوں پر سب سے بڑھ کر سخت تھا، اس نے اپنے سردار عبید بن حصن کی قیادت میں سازش کی کہ وہ خیبر کے یہودیوں کی چار نزارہ جانا زوں سے مدد کریں تاکہ وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ان کے ساتھ ہوں جیسا کہ اس کتاب میں اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے نیز غطفان کے قبائل (خاص کر نزارہ) اپنے آپ کو خیبر کے یہودیوں کا حلیف دل سمجھتے تھے، منیہ نے دوبارہ یہودیوں کی مدد کرنے کی کوشش کی لیکن وہ وقت گذر جانے کے بعد خیبر پہنچا

اس نے دیکھا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوج کے ساتھ خیبر کے تمام نواح پر قابض ہو چکے ہیں تو وہ ناکامی و ناظری کا دامن گھسیتا ہوا اپنے ساتھیوں کے ساتھ غطفان کی طرف واپس آگیا۔

باوجودیکہ فزارہ کے خیبر میں طیلوں پر تباہ کن شکست نازل ہو چکی تھی اور اس شکست کی وجہ سے اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا تھا، پھر بھی اس قبیلہ کے جوانوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے اور ان پر غالب آنے

فزارہ کا  
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم،  
کا راستہ روکنے کی کوشش کرنا  
اور آپ کا اُسے چیلنج دینا

کی امید بہاقتی رہی، لہذا فزارہ نے، عینہ بن حصن کی قیادت میں فیصلہ کیا کہ خیبر سے واپسی پر مسلمانوں پر حملہ کیا جائے اس غرض کے لئے، انہوں نے ان علاقوں سے جو مدینہ کی طرقت واپس آتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں پڑتے تھے، بہت سی فوجوں کو اکٹھا کیا، جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ فزارہ آپ سے جنگ کرنے کا خواہاں ہے تو آپ نے اُسے چیلنج دیا اور ایک جگہ مقرر فرمائی کہ وہ وہاں پر اس کے جوانوں سے جنگ کریں گے، اس نوبتی چیلنج کے پہنچنے ہی فزارہ کے لیڈروں کے قوی جواب دے گئے اور وہ سخت خوفزدہ ہو گئے اور اپنے فیصلے سے روگردان ہو گئے اور بھاگ گئے اور جب انہیں پتہ چلا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب اپنی فوج کے ساتھ مراجعہ کر دیا ہے تو وہ خوفزدہ ہو کر آپ کے رستے سے ہٹ گئے، معلوم ہوتا ہے کہ فزارہ کے لیڈروں نے مسلمانوں کو ڈرنے کے لئے ان سے جنگ کرنے کا اعلان کیا تھا کہ وہ ان کا راستہ کاٹ دیں گے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیڈروں سے گفتگو کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور ان کا راستہ چھوڑ دینے پر انہیں کچھ مال دیں کیونکہ وہ ہمیشہ اس بات کا تکرار کرتے تھے کہ معرکہ خیبر سے قبل، کیسے آپ نے ان کے سامنے یہ پیش کش کی تھی کہ اگر وہ ان کے اور یہودیوں کے درمیان راستہ چھوڑیں اور ان کی مدد نہ کریں بلکہ غیر جانبدار رہیں تو آپ انہیں اس کے عوض میں خیبر کے چھل دیں گے لیکن اب وہ بات نہ رہی تھی کیونکہ خیبر پر حملہ

کے وقت آپ کی جو پوزیشن تھی وہ اور تھی اور خیبر سے واپسی کے وقت آپ کی پوزیشن اور تھی، خیبر پر حملہ کے وقت آپ بڑی تنگ حالت میں تھے اس تنگی میں آپ کو، غطفان کے اس اصرار نے ڈالا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف چار ہزار جانبازوں سے یہودیوں کی مدد کرے گا، اس بات نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی فوج کو دو آگوں کے درمیان ڈال دیا تھا..... یہود کے جانبازوں کی تعداد دس ہزار تھی اور غطفانی بھی ہزارہ کے سردار کی قیادت میں چار ہزار جانبازوں پر مشتمل تھے اور ان دونوں کے درمیان، مسلمانوں کی تعداد چودہ سو جانبازوں سے زیادہ نہ تھی اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور ہو کر غطفان کے لیڈر اور ہزارہ کے سردار، حینیبہ بن حصن کو، یہود اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والی جنگ میں غیر جانبداری اختیار کرنے کے مقابل، خیبر کے پھلوں کی پیشکش کی، لیکن غطفان نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا، اس کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معرکہ جیت لیا اور پورے خیبر اور تمام شمال میں ذخیل یہودیوں کے وجود کو بے حیثیت بنا دیا اور اب آپ اپنی فوج کے ساتھ خیبر پر شاندار اور تباہ کن فتح حاصل کر کے واپس آ رہے تھے اب آپ کی شان ہی اور تھی، دس ہزار یہودی جانبازوں کی حد سے بڑھی ہوئی فوج کو کھینے کے بعد اب آپ کو نہ ہزارہ کا خوف تھا نہ غطفان کا، آپ نے ساز و سامان والوں کثیرہ تعداد اور بلند اور مضبوط قلعوں والوں کو شکست دے دی تھی..... اس لئے جب ہزارہ نے آپ کی واپسی پر آپ کے رستے میں فوجوں کو اکٹھا کر دیا تو آپ بالکل خوفزدہ نہ ہوئے بلکہ آپ نے چیلنج دے کر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جگہ بھی مقرر کر دی مگر وہ بھاگ گیا اور وہ راستہ بھی چھوڑ گیا جس میں اس نے آپ کو روکنے کا فیصلہ کیا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پر سلسلے چلتے ہوئے مدینہ پہنچ گئے اور علاقے کے اہل عرب میں سے کوئی ایک بھی آپ کی راہ میں حائل ہونے کی جرأت نہ کر سکا۔

**مکہ میں دلچسپ شرط کا واقعہ** قریش مکہ (جن میں مسلمانوں کے دوست اور دشمن دونوں شامل تھے)

معرکہ خیبر کے نتائج پر غور کیے ہوئے تھے کہ یہ معرکہ کفر و ایمان کی جنگ کا قطعی فیصلہ کرنے والا ہوگا اور عہد نبوی کے اس عظیم اور خطرناک معرکہ کے نتائج کی روشنی میں یہ بات طے ہوگی، کہ محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دونوں دھڑوں کا آخری انجام نہ صرف خیبر میں بلکہ تمام جزیرہ عرب میں کیا ہوگا، کیوں کہ اس وقت جزیرہ عرب میں یہودی خیبر اور ان کے فطفاقی حلیوں سے بڑھ کر، تعداد، تیاہی اور قلعوں کی مضبوطی کے لحاظ سے جن میں خیبر کے یہودی پناہ لے لیتے تھے، مسلمانوں کا اور کوئی دشمن نہ تھا نیز شجاعت اور سخت جنگ کرنے میں بھی خیبر کے یہودی جزیرہ عرب کے تمام یہودیوں سے ممتاز تھے اس لئے اہل مکہ خیبر کے معرکوں کی خبروں کا بڑے اہتمام سے جائزہ لے رہے تھے،

معرکہ خیبر کی اہمیت کے پیش نظر قریش کی محفلوں میں، اس معرکہ اور اس کے نتائج کے متعلق ہی باتیں ہوتی ہیں اور اکثر ان کی محافل میں یہ جھگڑا ہو جاتا کہ اس فیصلہ

## معرکہ کے نتائج کے متعلق جھگڑا اور شرط

کن معرکہ میں فتح کس کو حاصل ہوگی، مسلمانوں کو، یا یہود کو، مشرکین مکہ کے ایک فریق کا سردار حویطب بن عبد العزی تھا، یہ فریق اس بات پر اصرار کرتا کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو، یہودیوں اور ان کے حلیوں پر فتح حاصل ہوگی، اور دوسرے فریق کا سردار صفوان بن امیہ تھا یہ فریق اس کے برعکس مسلمانوں پر یہودیوں اور ان کے حلیوں کو فاتح قرار دیتا تھا۔

مکہ میں فریقین کے درمیان یہ جھگڑا اس حد تک پہنچ گیا کہ انہوں نے ایک سوائٹھیل

## ایک سوائٹھیل کی شرط

کی شرط لگادی کہ جس فریق کا قول سچا ثابت ہو وہ سوائٹھیل لے لے، معرکہ خیبر کی خبروں کے حصول کے لئے سادات مکہ نے یہ اہتمام کیا کہ وہ سواروں سے ان معرکوں کی خبریں حاصل کرنے کے لئے مکہ سے کئی میل باہر چلے جاتے، اب ہم اس جھگڑے اور اس دلچسپ شرط کا قصہ امام داقدی سے سنتے ہیں وہ بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عبدالرحمن بن عبد العزیز نے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے بیان کیا کہ اس نے اس شرط کے متعلق پوچھا جو قریش کے درمیان اس وقت لگی تھی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف گئے تھے وہ کہتا ہے کہ حویطب بن عبد العزی کہا تھا کہ جب میں صلح حدیبیہ سے واپس آیا تو مجھے یقین تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق پر

غالب آجائیں گے اور شیطان کی قیامت میرے دین کے ساتھ ہے گی، ہاے ہاے پاس عباس بن موحاس سلی نے اگر بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہود و نصیر کی طرف گئے ہیں اور انہوں نے بڑی جمعیت اکٹھی کر لی ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کامیاب نہیں ہوں گے، عباس نے یہاں تک کہا کہ جو چاہے میں اس کی بیعت کرتا ہوں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کامیاب نہیں ہوں گے، میں نے کہا، میں تجھ سے مشورہ لگاتا ہوں، صفوان بن امیہ نے کہا، عباس میں تیرے ساتھ ہوں اور نوفل بن معاذ نے بھی کہا، عباس میں تیرے ساتھ ہوں، قریش کی ایک پارٹی میری طرف مائل ہو گئی تو ہم نے پانچ اونٹوں سے لے کر ایک سو اونٹ تک شرط لگائی، میں اور میری پارٹی اکتی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غالب آئیں گے اور عباس اور اس کی پارٹی کہتی کہ فطخان اور یہود غالب آئیں گے شدید جھگڑے کی وجہ سے آواز بلند ہوئی تو ابو سفیان بن حرب نے کہا، اہل بیت کی قسم مجھے عباس بن موحاس اور اس کی پارٹی کے متعلق فہم نہ ہے تو صفوان نے ناراض ہو کر کہا میں نے تجھے مخالفت پایا ہے تو ابو سفیان نے اس کو خاموش کروا دیا یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غالب آنے کی اطلاع آگئی تو حلیط اور اس کی پارٹی نے شرط جیت لی، محدثین کہتے ہیں کہ نصیر کے متعلق قسمیں کھائی جاتی تھیں، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نصیر کی طرف گئے تو اہل مکہ میں سے بعض کہتے کہ نصیر میں دونوں حلیط اسد، فطخان اور یہودی غالب آئیں گے کیونکہ یہودیوں نے اپنے حلیطوں سے مدد مانگی تھی اور انہیں نصیر کے ایک سال کی گھوڑی دینے کا وعدہ کیا تھا اس بارے میں ان کے وہاں بڑے بڑے مہدویان ہوتے تھے۔

حجاج بن علاط سلمی ثم الغنوی اپنی  
دوست مار کے سٹے میں نکلا ہوا تھا کہ اُسے

پتہ چلا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نصیر میں ہیں تو وہ مسلمان ہو کر نصیر میں رسول کریم صلی اللہ

سے حجاج بن علاط بن سلمی ثم الغنوی یہ پہلا شخص ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی سیم کے کان کا صدقہ بھیجا، شام کے معرکوں میں شامل ہوا اور اہل شام کی طرف سے حضرت عمرؓ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہو کر آیا جب آپ نے انہیں کھاکا اپنے (باقی اگلے صفحہ پر)

علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو گیا، ام شیبہ بنت عمیر بن ہاشم، مصعب عبدالہی کی بہن اس کی بیوی تھی، حجاج بڑا سراپا دار آدمی تھا۔ اس کی مرضی بھی سلیم میں سونے کا کانٹا نہیں۔ اس نے مرض کیا، یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر اپنی بیوی سے اپنا مال لے لوں، اگر اُسے میرے اسلام لانے کا علم ہو گیا تو میں اس سے کچھ نہیں لے سکوں گا، آپ نے اُسے اجازت دے دی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ باتیں کہنے بغیر چارہ نہیں آپ نے اُسے اجازت دی کہ جو چاہو کہو، حجاج بیان کرتا ہے کہ جب میں حرم میں پہنچا تو میں نیچے اُترا تو میں نے ثنیتہ البیضاء میں قریش کے آدمیوں کو خبروں کی ٹوہ لگاتے دیکھا، انہیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف چلے گئے ہیں اور انہیں پتہ تھا کہ خیبر، حجاز کا سبزہ زلا اور محفوظ علاقہ ہے دال پر آدمی اور اسلحہ بھی موجود ہے۔ وہ خبروں کی ٹوہ لگتا ہے تھے حالانکہ ان کے درمیان کوئی شرط نہ لگی تھی جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے خدا کی قسم حجاج بن علاط کے پاس کوئی خبر ہوگی رکھنے لگے، اے حجاج ہیں پتہ چلا ہے کہ رشتوں کو قطع کرنے والا یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، میہود کے علاقے اور حجاز کے سبزہ زار کی طرف چلا گیا ہے، میں نے جواب دیا کہ مجھے بھی پتہ چلا ہے کہ وہ خیبر کی طرف گئے ہیں، میرے پاس تمہارے لئے ایک خوشگن خبر ہے تو وہ میری سواری کے ارد گرد اکٹھے ہو کر کہنے لگے، حجاج! میں وہ خبر بتاؤ، میں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ساتھیوں کو، آج تک اہل خیبر کی طرح اچھی طرح جنگ کرنے والی قوم سے پالائیں پٹلا، انہوں نے عربوں میں گھوم پھر کر آپ کے مقابلہ کے لئے دس ہزار آدمیوں کو جمع کیا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایسی شکست ہوئی ہے کہ اس قسم کی شکست کی بابت کبھی سنا بھی نہیں گیا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قید کر لیا گیا ہے اور میہودی کہتے ہیں کہ ہم اسے اسے دست ہمس قتل نہیں کریں گے جب ہم اسے مکر نہ لے جائیں پھر ہم اسے ان لوگوں کے بدلہ میں قتل کریں گے جو اس نے ان میں سے اور ہم میں سے قتل کئے ہیں اور سلطان تمہاری طرف اپنے اپنے قبیلوں میں امان طلب کرتے ہوئے واپس آئے ہیں اور اپنے پہلے دین کو

بقیہ حاشیہ: اشراف میں سے کوئی آدمی میری طرف بھیجو، حجاج، حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں فوت ہوا۔

ہی اپنا رہے ہیں پس تم ان کی بات نہ ماننا جو کچھ انہوں نے تمہارے ساتھ کرنا تھا وہ کچھ ہے۔ حجاج کہتا ہے کہ انہوں نے مکہ میں شہر ڈال دیا اسکا کہہ ہمارے پاس خبر آئی ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی تمہارے سامنے لایا جاتا ہے میں نے کہا کہ میرے قرضداروں سے میرا مال جمع کرنے میں، میری مدد کرو، میں چاہتا ہوں کہ میں ان لوگوں کے پاس جنہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اہان کے اصحاب نے شکست دی ہے اور دوسرے تاجروں سے پہلے پہنچ جاؤں، تو انہوں نے مجھے نہایت احسن طریق پر میرا مال اکٹھا کر دیا، پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا، اس کے پاس بھی میرا مال تھا میں نے اُسے کہا مجھے میرا مال دے دو تاکہ میں خیر چلا جاؤں اور جن لوگوں نے مسلمانوں سے شکست کھائی ہے ان کے پاس دوسرے تاجروں سے پہلے پہنچ جاؤں تاکہ مجھے تجارت میں نقصان نہ ہو، عباس بن عبدالمطلب یہ بات سُن کر کھڑے ہو گئے تو لوگوں کو دیکھ کر دے نہ ہو سکے اور ڈر گئے کہ کہیں انہیں گھر میں داخل کر کے ایذا نہ دی جائے اور انہیں پتہ چل گیا کہ انہیں تکلیف پہنچائی جائے گی تو آپ لیٹ گئے اور اپنے گھر کے دروازے کو کھول دیتے کا حکم دے دیا اور اپنے بیٹے فتم کو بلا یا وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم شکل تھا اور آپ خود بلند آواز سے شعر پڑھنے لگے تاکہ دشمن خوش نہ ہوں، عباس کے روٹنے پر عمرین اور غوش اور مسلم مرد اور عورتیں جو کفر کے فحشے سے مقہور ہو گئے تھے، اُسے، جب مسلمانوں نے حضرت عباس کو غوش باش دیکھا تو وہ بھی غوش ہو گئے اہان کی طاقت میں اضافہ ہو گیا، عباس نے اپنے ایک غلام ابوزبینہ کو بلا کر کہا کہ حجاج کے پاس جاؤ اور اُسے جا کر کہو، عباس کہتا ہے کہ تو نے جو خبر دی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی شان بہت بلند ہے، کیا وہ خبر سچی ہے وہ اس کے پاس آیا تو حجاج نے کہا، ابو الفضل سے کہنا کہ آپ نے مجھے اپنے بعض گھرانوں میں بڑی عزت دی ہے آپ جو بات پسند کرتے ہیں، میں آپ کے پاس ظہر کے وقت اس کی خبر لے کر آؤں گا پس آپ میری بات کو پوسٹیہ رکھیں، ابوزبینہ، عباس کو غوش خبری دیتے ہوئے آیا اور کہنے لگا میں آپ کو ایسی خوشخبری دیتا ہوں جو آپ کو غمش کرنے کی تو عباس ایسے ہو گئے گویا انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی ابوزبینہ آپ کے پاس آیا تو عباس نے اُسے گلے لگا لیا اور آزاد کر دیا، اس نے عباس کو، حجاج کی بات بتائی عباس نے کہا مجھ پر اللہ وس غلاموں کا آزاد کرنا فرض



ہے، جب ظہر کا وقت ہوا حجاج نے آکر عباس کو خدا کا واسطہ دے کر کہا کہ نین دن تک میرے پاس ہیں یہ خبر پوشیدہ رکھنا، عباس نے اُسے یقین دلایا تو اس نے کہا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں میرا مال، میری بیوی کے پاس تھا اور لوگوں کے ذمہ کچھ قرض بھی تھا، اگر ان لوگوں کو میرے اسلام لانے کے متعلق علم ہو جانا تو وہ مجھے میرا مال نہ دیتے، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ آپ خیر کو فتح کر چکے ہیں خیر میں خدا اور اس کے رسول کے پیروں میں ہیں اور جو کچھ خیر میں تھا آپ نے اُسے نکال کر فیضہ میں کر لیا ہے، آپ نے جی بن اخطب کی بیٹی سے شادی کر لی ہے اور ابن ابی الحقیق کو قتل کر دیا ہے، واقعی بیان کرتا ہے جس شام کو حجاج چلا گیا تو عباس پر وہ تین طویل ہو گئیں اور وہ کہنے لگے اے حجاج تو جو کہتا ہے میں اُسے دیکھ رہا ہوں، میں خیر کو جانتا ہوں وہ حجاز کا سبزہ زار ہے اس نے ساز و سامان والے لوگوں کو اکٹھا کر لیا ہے اور وہ لوگ بڑے محفوظ ہیں، تو نے جو بات کہی ہے کیا وہ سچ ہے؟ اس نے کہا تھا، خدا کی قسم ایک دن رات میرے پاس میں یہ بات پوشیدہ رکھنا۔

واقعی بیان کرتا ہے، جب مدت گزر گئی اور لوگ شرط کے متعلق مضطرب تھے تو عباس نے ایک عمدہ زیب تن کیا اور خوشبو لگائی اور ساتھ میں چھڑی لی اور چل کر حجاج کے دروازے پر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بیوی نے کہا ابو الفضل اندر نہ آنا، عباس نے دریافت کیا حجاج کہاں ہے اس نے جواب دیا وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غنائم کو خریدنے گیا ہے جو انہیں یہودیوں سے ملی ہیں تلکہ دوسرے تاجر اس سے پہلے وہاں نہ پہنچ جائیں۔

عباس نے اُسے کہا جب تک تو اس کے دین کی پیروی نہ بنے وہ تیرا خاوند نہیں ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے اور وہ فتح خیر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھا وہ تجھ سے اور اپنے رشتہ داروں سے اپنا مال لے کر اس لئے بھاگ گیا ہے کہ کہیں وہ اُس سے چھین نہ لیں، اس نے کہا ابو الفضل کیا یہ بات سچ ہے، عباس نے کہا خدا کی قسم سچ ہے، اس نے کہا ارشاد تاروں کی قسم آپ سچ کہتے ہیں پھر وہ اپنے اہل کو خبر دینے کے لئے چلی گئی، عباس، مسجد کی طرف واپس آگئے اور قریش، حجاج کی باتوں پر واپس میں گفتگو کرنے لگے،

جب انہوں نے عباس کی حالت کو دیکھا تو آپس میں آنکھوں سے اشاعے کرنے لگے اور ان کے صبر پر متعجب ہونے لگے، پھر آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا تو قریش نے کہا اے ابراہیم بن عبدالمطلب! تم اس شدید معصیت میں یہ صبر، تین دن سے آپ کہاں تھے کہیں نظری نہیں آئے، عباس نے جواب دیا خدا کی قسم وہ بات نہیں ہے جس کی تم نے قسم کھائی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کو فتح کر لیا ہے اور ان کے بلاشاہ جیہی بن اخطب کی بیٹی سے شادی کر لی ہے اور بنی ابی الحقیق جو نیشرب میں نصیر کے سردار تھے اس نے ان کو تلواریں سے قتل کر دیا ہے اور حجاج کی بیوی آپس میں کا جمال تھا وہ اُسے لے کر بھاگ گیا ہے انہوں نے پوچھا آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے، عباس نے کہا میرا دل اس کو سچ کہتا ہے اور مجھے اس پر اعتماد ہے انہوں نے اس کے گھر تو می بھیجا تو پتہ چلا کہ حجاج اپنا مال لے کر چلا گیا ہے اور وہ صبح تک اپنے گھر والوں سے پوشیدہ رہا ہے، دریافت کرنے پر انہوں نے تمام باتوں کو درست پایا تو مشرکین بہت ذلیل ہوئے اور مسلمان بہت غرض ہوئے، ابھی پانچ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ قریش کے پاس یہ خبر پہنچ گئی۔

## تحلیل و تجزیہ

اسلام اور یہودی

فوجوں کے درمیان موازنہ

عہد نبوی میں مسلمانوں نے

جن معرکوں میں حصہ لیا، ان

میں انجام کے نقطہ نظر سے معرکہ احزاب سب سے اہم اور خطرناک معرکہ ہے..... کیونکہ اس جنگ کا مقصد مسلمانوں کی ہستی کو نیست و نابود کر دینا تھا..... پس احزاب کی جارحیت کے خلاف مسلمانوں کی کامیابی کو، سب سے بڑی فتح خیال کیا جاتا ہے اس لئے کہ اسلام کی ہستی تیز ہواؤں کے تھپیڑوں سے تباہی کی طرف مائل ہونے کے بعد مضبوطی کے ساتھ قائم ہوئی تھی..... معرکہ احزاب میں مسلمانوں کی کامیابی کا یہ مقام ہے..... محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور مکرکے خیبر میں یہودیوں پر فتح حاصل کرنا (جنگی اندازوں کے مطابق) عہد نبوی کی سب سے بڑی فتح ہے، مکرکے احزاب میں مسلمان، جارحیت کے بعد غالب ہوئے تھے یہ کامیابی انہیں اس لئے حاصل ہوئی کہ وہ مکرکے خیبر میں مندرجہ ذیل امتیازات رکھتے تھے:

۱: وہ ایک طویل اور وسیع خندق کے پیچھے محفوظ تھے، یہ خندق احزاب کی فوجوں کو روکنے کے لئے کھودی گئی تھی اسے جنگی دفاعی منصوبوں کے درمیان رکاوٹ کا ایک بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور کثیر حملہ آور فوج جو قبیل فوج پر دفعۃً حملہ کر کے اس کا کام تام کرنا چاہتی ہے اس کے مقابلہ میں یہ ایک خطرناک روک بن جاتی ہے جیسا کہ تینوں احزاب کے لیڈروں نے جارحیت کا ناکام منصوبہ بنایا تھا..... احزاب کی فوجوں کے سالاروں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مدینہ میں قبضہ کے منصوبے کی ناکامی کا سب سے بڑا مادی سبب خندق ہے جس سے انہیں اچانک واسطہ پڑا، یہاں تک کہ انہوں نے خندق کے کناروں پر کھڑے ہو کر حیرانی کے عالم میں کہا —

خندق کی قسم یہ ایک چال ہے، عرب تو اس چال کو جانتے بھی نہ تھے۔

۲: احزاب کی فوجیں حملہ آور تھیں... اور مسلمان ممانعت کرنے والے تھے اور یہ قاعدے کی بات ہے کہ حملہ آور کو زیادہ مصیبت اٹھانی پڑتی ہے..... اور قلعہ بند ہو کر ممانعت کرنے والے کو، حملہ آور سے بہت کم تکلیف اٹھانی پڑتی ہے خواہ اس کی فوج، حملہ آور کی فوج سے بہت کم ہو، ہر دور اور ہر زمانے میں جنگی اندازوں کے مطابق یہ ایک مشہور و معروف بات ہے۔

۳: باوجودیکہ احزاب، حملہ آور تھے ان کی اور ممانعت کرنے والی مسلمان فوج کی نسبت ایک مددگار کی تھی..... اور خیبر کے یہودیوں کی نسبت ایک دلہن پرہ کی تھی۔

۴: جنگ بڑا احزاب کی فوج میں اعلیٰ بھی شامل تھے جن کی اکثریت کو رسد ملتی تھی، وہ، جان، اہل و عیال اور بچوں کے دفاع کے مقام میں نہ تھے اور نہ ہی وہ عقائد کی جنگ لڑ رہے تھے کہ وہ جنگ میں جان کی بازی لگا دیتے وہ تو صرف غنیمت حاصل کرنے کے لئے جنگ میں شریک ہوئے تھے حالانکہ انہیں کوئی قابل ذکر غنیمت نہیں ملی اس لئے انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر وہ خندق میں گھس کر مدینہ پر قبضہ بھی کر لیں تب بھی انہیں ہرگز اتنی

غیبت نہیں ملے گی جتنے وہ خندق کے کناروں پر، خندق میں داخل ہونے سے قبل ، مسلمانوں کی تلواروں سے اپنے آدمی مروادیں گے ، لہذا وہ مدینہ پر حملہ کرنے سے باز آگئے اور انہوں نے واپس چلے جانے ہی کو کافی غیبت خیال کیا۔

۵ : جو مسلمان خندق کے پیچھے پڑاؤ کئے ہوئے تھے وہ عقائد کی جنگ لڑ رہے تھے جس کو آج کل کی زبان میں آئیڈیالوجی کہتے ہیں ، پس وہ حرمت ، اور جان و مال اور عزت کے دفاع کے علاوہ ایک نئی ہستی کا بھی دفاع کر رہے تھے جس کی بقا انہیں اپنی جانوں ، مالوں سے بھی زیادہ عزیز تھی اور وہ تھی اسلام کی ہستی ، ..... یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خندق کی پناہ لینے کے باوجود ، نہایت سخت جنگ لڑی اور احزاب کی فوجیں ان پر جو عدوی تفوق کا امتیاز رکھتی تھیں انہوں نے اس امتیاز کو خاک میں ملا دیا۔

مگر معرکہ خیبر میں صورت حال اس کے برعکس تھی وہاں (صرف فوجی نقطہ نگاہ سے) کوئی ایسا مادی سبب نہ تھا جس سے مسلمان یہودیوں پر فوقیت رکھتے ..... بلکہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خیبر میں جنگی لحاظ سے یہود کی پوزیشن مضبوط تھی اور اس کے ساتھ ساتھ عسکری مادی اندازوں کے مطابق یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ ان کے پاس مسلمانوں پر فتح حاصل کرنے کے تمام اسباب موجود تھے ان میں سے اہم اسباب یہ تھے :

## ۱۔ عددی تفوق ،

یہودی فوجوں کی تعداد کس ہزار تھی اور پانچ ہزار کے قریب ان کے عطفانی حلیف ان کی مدد کر رہے تھے ، یہ لوگ معرکہ خیبر کے اختتام پذیر ہونے تک ان کی ریزرو فوج تھے بلکہ انہوں نے یہودیوں کا حلیف ہونے کے لحاظ سے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرنے کی بھی کوشش کی تھی۔

## ۲۔ خوفناک تعداد ،

اس خوفناک تعداد کے مقابل مسلمانوں کی فوج چودہ سو جانبازوں سے زیادہ نہ تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کی نسبت ، یہودیوں اور ان کے حلیفوں محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے مقابلہ میں ایک درپندرہ کی تھی، یہ ایک خوفناک مددی تفریق ہے جس میں کوئی ماہر فوجی شک نہیں کر سکتا اور وہ عام اندازوں کے مطابق جنگ کے نتائج کی توقع رکھتا ہے۔ اور وہ یہ کہ یہودیوں کو مسلمانوں پر فیصلہ کن فتح حاصل ہوگی۔

### ۳۔ تیاری اور اسلحہ میں زبردست برتری،

مددی کثرت کے ساتھ ساتھ یہودی، مسلمانوں پر اسلحہ کی عمدگی اور حملہ اور دفاع کی جنگی تیاری میں بھی فوقیت رکھتے تھے..... اس لئے کہ بے پناہ دولت ان کے ہاتھوں میں تھی جس سے وہ ہر طرح کا اسلحہ حاصل کر سکتے تھے اور ہر طرح کی تیاری بھی کر سکتے تھے۔

### ۴۔ ممتاز جنگی حکمت عملی،

غیر میں یہودی جنگ باز جس ممتاز جنگی حکمت عملی سے بہرہ ور تھے..... وہ یہ تھی کہ وہ عمدی کثرت، تیاری اور اسلحہ برتری کے ساتھ ساتھ ان مضبوط قلعوں میں قلعہ بند تھے جو تجربہ شدہ حربی منصوبوں کے تحت پہاڑوں کی چوٹیوں پر بنائے گئے تھے، ان میں داخل ہونا تو کجا، ان پر حملہ کا اقدام کرنا ہی محال تھا کیونکہ یہ قلعے بلند چوٹیوں پر واقع تھے اور ان کے بروجوں سے اردگرد کی تمام فوجی چوکیاں نظر آتی ہیں اور وہ قریب آنے والے پر بڑی سہولت کے ساتھ تباہ کن تیر برس سکتے تھے۔

### ۵۔ غذائی مواد کی کثرت،

یہودیوں نے اپنے قلعوں میں مختلف غذائی مواد کی بڑی مقدار سٹو کر رکھی تھی۔ تاکہ وہ کئی سال ان کے گداسے کے لئے کافی ہو اس کا پتہ ان غنائم کے اعداد و شمار سے لگتا ہے جو ان قلعوں پر قبضہ کے وقت مسلمانوں کے ہاتھ آئے ان قلعوں میں پانی بھی وافر مقدار میں تھا اور ہمیشہ بہتا رہتا تھا جس کی موجودگی میں وہ کئی سال تک مسلسل جنگ لڑ سکتے تھے۔

## ۶۔ شجاعت

خیبر کے یہودی علی الاطلاق، جزیرہ عرب کے تمام یہودیوں سے شجاع تھے مسلمانوں سے لڑتے وقت بھی ان کی شجاعت میں کمی واقع نہیں ہوئی یہ بات ان معرکوں سے ثابت ہے جو انہوں نے اپنے قلعوں کے دفاع میں لڑے بلکہ یہ کہنا ممکن ہے کہ انہوں نے اس وقت تک اپنے قلعوں کو خالی نہیں کیا جب تک ان کے ایک ایک انچ کے لئے زبردست دفاع نہیں کیا... خصوصاً خیبر کے نصف اول کے قلعوں کے لئے، اور اس حقیقت پر سب سے زیادہ یہ بات روشنی ڈالتی ہے کہ ان کے تمام سالار مثلاً مرحب، یاسر، اسیر، حادث اور عامر میدان جنگ میں ہاتھ میں تلواریں پکڑے ہوئے قتل ہوئے،

www.KitaboSunnat.com

## ۷۔ دین کا دفاع

یہودیوں کا دین بہت پرانا ہے مگر اس میں بہت تعریف اور تبدیلی آچکی ہے پھر بھی وہ اسی دین سے مشابہت رکھتے ہوئے ہیں اور اس کے لئے اس حد تک تعصب رکھتے ہیں کہ وہ اس سے علیحدگی کی نسبت، ہر چیز کو قربان کر دینا بہتر سمجھتے ہیں، یہودیوں کو اپنے دین کے لئے بڑا تعصب ہے اس کا یقین ان واقعات سے ہوتا ہے جو ہر زمانے میں دیکھے جاسکتے ہیں... اور یہودیوں کو اس دین کے ساتھ اس لئے زیادہ تعصب ہے کہ یہ ایک قومی دین ہے اور بنی اسرائیل کیلئے ہی اپنے آپ کو خدا کا پسندیدہ گروہ سمجھتے ہیں اس وجہ سے وہ اپنے دین کے مقابل، کسی دین کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتے، خیبر کے یہودی، اپنے عقیدہ سے بڑا تعصب رکھتے ہیں اور اس راسخ عقیدہ کا جگ باز، جگ میں سخت عناد اور شوق رکھتا ہے، خاص کر جب اُسے یہ دم ہو کہ کوئی خطرہ اس کے دین اور عقیدہ کو ختم کر دے گا اور یہی کام خیبر کے جگ باز یہودیوں نے کیا۔

## ۸۔ بیوی، بچوں اور مال کی حفاظت کا سبب رپناہ اور حکومت

جب خیبر کے یہودی، جگ لڑے تھے تو ان کی عورتیں اور بچے بھی ان کے محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ساتھ ہی تھے جن عزیز چیزوں کی انسان حفاظت کرتا ہے یہ ان میں سب سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں ... نیز یہودی بڑے سرمایہ دار تھے اور منقولہ اور غیر منقولہ بڑی جائیداد رکھتے تھے اور وہ غیر میں بڑے صاحبِ عزت اور مطلق العنان بادشاہ تھے اور وہ ان تمام امور کی موجودگی میں اچھی طرح جانتے تھے کہ اس دور کے عالمی جنگی قانون کے مطابق مسلمانوں کے غلبہ کی صورت میں وہ ان تمام باتوں سے محروم ہو جائیں گے اس لئے یہ ایک بدیہی بات تھی کہ ان عوامل کے تحت یہودی جنگ نہایت سخت ہوگی اور اس میں کسی قسم کی معافیت اور تساہل نہیں ہوگا، اس بات نے مسلمانوں کے لئے عملاً بڑی مصیبت پیدا کر دی اور اسلامی فوج کو غیر کے یہودیوں کے مقابلہ میں ایک ایسی جنگ لڑنی پڑی جس میں کسی قسم کی جنگ سوائے معرکہ خین کے، انہوں نے عہدِ نبویؐ میں کبھی نہیں لڑی تھی۔

## ۹۔ اسلامی فوج حملہ آور تھی۔ اور یہودی فوج مدافعت کرتی تھی،

فوجی نقطہ نگاہ سے یہ بات معلوم ہی ہے کہ حملہ آور کو مدافعت کرنے والے کی نسبت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ جیسا کہ یہ بات بدیہی طور پر حملہ آور پر واجب ہے کہ ہر گزیر جنگ کے لئے اس کی فوج، دشمن کی فوج سے زیادہ ہونی چاہیے اور جب یہ معلوم ہوگا کہ یہودی اپنے قلعوں کی تفصیلات کے سچے قلعہ بند تھے اور ان کے جاننازوں کی تعداد دس ہزار تھی اور اس کے بالمقابل مسلمان چورہ سو سے زیادہ نہیں تھے تو یہیں اسلامی فوج کی اس صعوبت کا پتہ چل جاتا ہے جو اسے قلعہ بند یہودیوں کے مقابلہ میں برواشت کرنی پڑی، یہود کے اس ہر گزیر تفوق کے مقابل، جو انہیں تعداد، ساز و سامان، اسلحہ اور فوجی حکمت عملی اور محفوظ دفاعی پوزیشنوں اور مسلمانوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے تمام مادی وسائل کی موجودگی کی وجہ سے حاصل تھا، مسلمان ان سے ہر مادی چیز میں کم تر تھے۔

اسلامی فوج کے پاس تعداد کی قلت کے ساتھ ساتھ کبھی قسم سکھ بچاؤ کر لیا جائے بڑے بڑے ہتھیار بھی نہ تھے جیسے بڑی زبردیں اور ٹیک، کیونکہ فوج اس زمانے میں ان کی حفاظت میں ان کے پیچھے پیچھے چلتی تھی اور قلعوں پر حملہ کرتی تھی، اسلامی فوج کی اکثریت کے پاس

عام رہیں بھی نہ تھیں جنہیں جنگ کے موقع پر جنگ کر نیوالا پہناتا ہے ان میں سے اکثر جنگی سرہتھے اور اس کے باوجود وہ حملہ کے لئے تیار تھے اور یہود کے سامنے کھٹے میدان میں تھے، اسی طرح جیش نبوی کے پاس چھوڑنا تباہ کن اسلحہ بھی نہ تھا جس کا خیبر کے یہودیوں کے قلعوں پر حملہ کرنے والے کے پاس ہونا ضروری ہے جیسے آگ برسانے والی منجنیقیں اور قلعوں کو تباہ کرنے کے لئے ہتھیار پھینکنے والی منجنیقیں، یہ اس دور کے معروف ہتھیار تھے اور خاص طور پر رومیوں اور ایرانیوں کے پاس موجود تھے اور یہودیوں کے پاس ان کی نفیس ترین مقدار تھی جس پر جیش اسلامی نے قبضہ کیا، اور پھر اسے بعض قلعوں کو تباہ کرنے کے لئے استعمال کیا، یہاں تک کہ خیبر فتح ہو گیا۔

اسی طرح مادی اور عسکری اندازوں کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کے یہودیوں کے پاس، مسلمانوں کو بھگانے اور حملہ کے وقت ان پر غالب آنے کے لئے، بہر سہولت موجود تھی اس لئے کہ جنگ باز کو فتح حاصل کرنے کے لئے جن مادی اور غیر مادی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے وہ تمام وسائل یہود کو بیکسر تھے لیکن اس کے باوجود معاملہ بالکل برعکس ہوا کہ تھوڑے سے مسلمانوں کو جو یہودیوں سے تمام مادی وسائل سے کم تھے، یہودیوں پر فتح حاصل ہوئی، یہ فتح اچانک اور اس حیران کن انداز پر ہوئی جس نے فوجی سطح پر اندازوں کو باطل کر دیا اور اصل طور پر یہ ثابت کر دیا کہ جنگی قوت خواہ کس قدر زیادہ ہو معرکوں میں فتح حاصل کرنے کے لئے اکیلے اس کا جونا کافی نہیں۔

اسی طرح خیبر میں یہودیوں پر مسلمانوں کی فتح نے ثابت کر دیا کہ اسلحہ اور تیاری اور جوانوں کی کمی، ہر حالت میں ہمیشہ شکست اور مطلوبہ فتح حاصل نہ کر سکنے کا سبب نہیں ہوتی ان حقائق کی موجودگی میں شاید ہمیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ صحیح اور راسخ عقیدہ جس سے مسلمان جاننا باز تمک کئے ہوئے ہوتا ہے اور جس کے پرہیزگاری و صدق و وفائے لڑتا ہے، اسی نے معرکہ خیبر میں، طاقت کے توازن کو تلبیٹ کر دیا تھا اور یہی کثیر تعداد یہودیوں پر قلیل مسلمانوں کے غالب آنے کا پہلا قطعی سبب ہے، حالانکہ ہر مادی چیز میں جس کی ایک جاننا باز کو ضرورت ہوتی ہے یہودی کثرت فوقیت رکھتی تھی۔



## معرکہ خیبر میں اسباق

خیبر کے فیصلہ کن معرکہ کی تفصیل کی تہ  
ہیں، جہاد ہی، قربانی، عقیدے کی

مضبوطی، صدیقی جہاد اور قوت ایمانی کے ایسے نمونے پائے جاتے ہیں جنہیں سمجھنا اور یاد رکھنا  
چاہیے اور قضا و قدر نے جن لوگوں کو اُمت کی حفاظت کرنے اور اس عار کو دور کرنے کی  
ذمہ داری بخشی ہے جو اس کے شامل حال ہو گئی ہے اور جس نے اس کے ماتھے پر کلکے کا ٹیکہ  
لگا دیا ہے اور اس کے مقدس مقامات کو گندہ کر دیا ہے اور آج یہود کے ہاتھوں اس کی عزت  
کو برباد کر دیا ہے، وہ جہاد کے راستوں اور عزت کی حفاظت اور مطلوب حقوق کے واپس  
لینے میں، اس کی مددگاری سے نورا حاصل کریں، خیبر کے معرکوں میں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے چودہ صحابہؓ نے، دس ہزار یہودیوں سے جنگ کی، جو مضبوط اور بلند قلعوں میں قلعہ بند  
تھے اور اغلب نجد کی شجاع اور طاقت اور پانچ ہزار ریزو فوج ان کی مدد کر رہی تھی اور یہ  
سخت ترین معرکے پورے دو ماہ تک جاری رہے، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہودی مسلمانوں پر  
ہر ماہی چیز میں فوقیت رکھتے تھے ... بشری قوت، اسلحہ، قلعہ، فوجی حکمت عملی اور  
ٹیکنالوجی وغیرہ میں۔ یہودیوں کے اس تفوق کے باوجود، مسلمان، ان کے قلعوں اور مضبوط  
قوابلوں کے سامنے بالکل کلمے میدان میں تھے اس کے باوجود آخر کار مسلمانوں کو ان یہودیوں  
پر فتح حاصل ہوئی جنہوں نے قلعوں کے اندر اور باہر مسلمانوں سے ایسی شدید جنگ کی، جس  
کا غور عہد نبوی میں مسلمانوں نے جزیرہ عرب میں یہودیوں اور غیر یہودیوں کے ساتھ مسلح  
جنگوں میں نہ دیکھا تھا، یہ اس بات کی عملی دلیل ہے کہ کثرت قلعوں اور اسلحی برتری اور  
عسکی اور حربی ٹیکنالوجی ہیادہ واحد چیز نہیں جو جنگ میں فتح کی ضامن ہوتی ہے بلکہ اس  
فتح کا اصل ضامن جانناز کے دل میں سچے عقیدہ کا سرخ ہے جس کی ہدایت کی روشنی میں  
جنگ کے راستوں پر چلنا اور جوانوں کے اکٹھا کرنے اور اسلحہ چلانے سے قبل، اس سے  
مسلح ہونا ضروری ہے، اسلحہ کو جب تک وہ ہاتھ نہ اٹھائے جسے ایمان سے بھر پور دل  
حرکت دیتا ہو تو اس اسلحہ کی جنگی قیمت کچھ بھی نہیں ہوتی، یہ بات ہم لوگوں کی نسبت سے  
ہے جو اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان

ان تنصروا اللہ ینصرکم، ویشیت اعدائکم۔

وان تتولوا لیستبدل قوماً غیرکم ثم لا یدکونوا افتالکم۔  
 اور جو شخص اسلام کے بغیر عزت کا خواہاں ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا پس دس  
 ہزار یہودیوں پر چورہ سو مسلمانوں کے غالب آنے کا پہلا سبب مسلمان جانناز کے دل میں  
 عقیدہ اسلام اس حد تک راسخ اور مضبوط ہو گیا ہے کہ بعض مسلمان سپاہیوں نے فتح کے بعد  
 غنیمت کا حصہ لینے سے انکار کر دیا تاکہ ان کا جہاد مثالی اور فاعلتاً رضائے الہی کے لئے ہو جیسا کہ ہم  
 نے اس کتاب میں تفصیل سے بیان کیا ہے، اگر صحیح عقیدہ کا عامل موجود نہ ہوتا تو مسلمان  
 یہودیوں پر فتح نہ حاصل کر سکتے کیونکہ فتح کی تمام بنیادی ضروریات (عسکی نقطہ نگاہ سے)  
 یہود کے پاس وافر مقدار میں موجود تھیں اور وہ مسلمانوں پر ہر چیز میں تفوق رکھتے تھے۔

## ٹیکنا لوجی کی برتری کی حماقت

احتماد قول کے بطلان کی زندہ دلیل ہے کہ جون ۱۹۶۷ء میں ہم پر یہودیوں کے غالب  
 آنے کا سبب ٹیکنا لوجی کی برتری ہے یہ قول مددِ حجتہ ہے، خیر کے معرکوں میں  
 ہمارے مسلم اجداد کے بالمقابل یہودی ہرادی چیزیں برتری کے حامل تھے جسے آج کل  
 کی زبان میں ٹیکنا لوجی کہتے ہیں ان کے پاس دفاع اور حملہ کے لئے جنگی وسائل تھے جبکہ مسلمانوں  
 کے پاس کوئی چیز بھی نہ تھی، اس کے باوجود ان یہودیوں کو تباہ کن شکست ہوئی اور جون  
 ۱۹۶۷ء میں یہود ہم پر غالب آگئے اور انہوں نے ہمیں عدوی اور اسلحی برتری کے باوجود  
 رسوا کن شکست دی، اسی مصنف دانشور کے نزدیک یہ دعویٰ قابل قبول نہیں کہ یہودیوں کو  
 ہم پر ٹیکنا لوجی کی برتری حاصل تھی اور نہ اکادہ ہماری رسوا کن شکست کی تفسیر کا اسے جواز بنا  
 سکتا ہے، اس شکست کے صحیح اسباب کی تفسیر یہ ہے کہ اس جنگ میں اسلام (دین، حکومت،  
 اخلاق، سلوک کی طرح) کلیدیت غائب تھا اور مخصوص جہات اس کی آکاد کو مانڈ کرنے اور  
 جاننازل کے دلوں سے اس کے اثرات کو مٹانے کے لئے بیس سال سے حتیٰ کہ رسوا کن شکست  
 تک سرگرم عمل تھیں، دماغی اور ذہنی فراہم و اصول کے شعارات کے لئے میدان  
 وسیع کر دیا گیا تھا اور اسلام کو اس کی مخالفت ممت میں کھردرایا گیا تھا تاکہ وہ اصول، اس تمام  
 مدت میں جاننازل کے درمیان، معنوی راہنما کی اور تربیتی تیاری کے لئے اسلام کی جگہ کھردرے  
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جائیں، اس بات کی وجہ سے ہیں وہ رسوا کن شکست ہوئی ہے جس کی مثال عربی اور اسلامی تاریخ کے تمام زمانوں میں نہیں ملتی، بلاشبہ جو کچھ سہا سے ساتھ ہوا ہے وہ انتقام الہی اور یاد دہانی کے لئے ہے تاکہ ہم جانہ اسلام کی طرف واپس آجائیں۔ اسلام کے ساتھ دشمنی کرنے اور اس کی ہدایات کے ساتھ جنگ اور امتہ نراء کرنے سے ہمیں کبھی بھی یہود پر فتح حاصل نہ ہوگی خواہ ہم ان سے ہزار جھگھیں لڑیں،

اورٹ ایڈیٹرز نے جبل و مناسطہ اور انتراز میں یہ سب سے بُری بات ہے جسے ہم نے اشتراکی کارڈوں کو عرب علاقوں میں دہراتے سٹ نہا ہے کہ پانچ جنوں کی شکست کا سبب یہ ہے کہ عرب، ایران کی ٹیپی آئیڈیا لوجی سے متک کرتے ہیں اور انگریز، اسرائیل پر فیصلہ کن فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ان پر یہ بات لازم ہے کہ وہ دین سے اپنے تمام تعلقات کو قطع کر دیں اور سارکس اور لیٹن کی ترقی یافتہ تعلیمات پر اپنی بنیاد رکھیں کیونکہ ان کے خیال میں یہ تعلیمات یہود پر فیصلہ کن فتح کی عناصر ہیں،

مجھے معلوم نہیں کہ عربوں کو، یہودیوں پر ان تعلیمات کی پیروی سے کیسے فتح حاصل ہو گی جو خود یہودیوں نے وضع کی ہیں۔ انہوں نے بڑی عقل مندی اور خباثت سے ان تعلیمات کو معاشرہ کو بگاڑنے کے لئے پھیلا یا ہے اور خود اپنے آپ کو ان کی پیروی کی پھسلن سے بچایا ہے..... کیا مارکسیت جو عرب علاقوں میں مختلف نقابوں میں آئی ہے صیہونیت کی ایجاد نہیں؟ کیا کارل مارکس غبن، گورشت اور ماں باپ کے لحاظ سے یہودی نہ تھا اور انکار و عقائد کے لحاظ سے صیہونی نہ تھا؟ پس یہ کارڈ نے مفکرین ہم سے کس طرح یہ امید کرتے ہیں کہ ہم یہودی تعلیمات پر عمل کر، یہودیوں پر غالب آئیں گے یہ عرب اشتراکیوں کے کارڈ سے اگر انصاف سے کام لیں تو دیکھیں گے کہ اس کے اُلٹے بات درست اور صحیح ہے اور وہ یہ کہ پانچ جنوں کی شکست کا سبب صرف اور صرف یہ ہے کہ اسلام پر عمل کرنا روک دیا گیا تھا اور بیٹیس سال کی پورے بیٹیان اور اسلام کے درمیان، تعلق منقطع کر دیا گیا تھا تاکہ اس کی جگہ

مختلف فکری اور ترویجی، مائی کاڈس کام کریں اور تمام اقتصادی، اجتماعی، سیاسی اور عسکری اداروں میں مارکس کی تعلیمات پر عمل ہو جس کی فیض رسائیوں نے مختلف شعاروں کے تحت عالم اسلامی کے اکثر حصے کا اس حد تک بیٹرا فرق کیا ہے کہ جب جنوں کی جنگ ہوئی تو اکثر اسلامی

ممالک کے صکری، سیاسی اور تربیتی اداروں میں غیبی آئیڈیالوجی کا کوئی وجود نہ تھا بلکہ تمام اداروں میں مارکی آئیڈیالوجی کے مطابق حکومت، انفرادی سرخ، سیادت اور قیادت کا وجود پایا جاتا تھا، اس سے واضح ہوا تھا کہ پانچ جون کی شکست کا سبب اسلامی عقیدہ سے تمسک کی وجہ سے نہ تھا، جیسا کہ ہمارے ممالک کے اشتراکی دلائل کا خیال ہے، اس تمسک کا تو اس وقت کوئی وجود ہی نہ پایا جاتا تھا، اس شکست کا سبب یہ تھا کہ ہم اسلامی عقیدہ کو چھوڑ کر مارکی عقیدہ سے وابستہ ہو گئے تھے اور یہ وابستگی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اسلامی آئیڈیالوجی کے تعلق آواز بلند کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنے کی دعوت دینا بعض علاقوں میں ایسا جرم قرار دیا گیا جس کی سزا موت تھی، اور بعض آدمیوں کو صرف اس وجہ سے تختہ دار پر لٹکا دیا گیا کہ ان پر یہ اتہام تھا کہ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جو اپنے علاقوں میں اسلامی آئیڈیالوجی پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

کیا اس کے بعد بھی اشتراکیت کے یہ کاغذ سے یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ پانچ جون کی شکست کا سبب اسلامی آئیڈیالوجی سے تمسک تھا؟

کبرت کلمۃ تخرج من افواہم ان یقولون الٰہ کذابا۔

مہر عمر بوں نے، اسلامی آئیڈیالوجی سے جھگڑے کی وجہ سے اپنی تیا وقتوں میں سال ایک مارکی آئیڈیالوجی کے پیش من کے لئے چھوڑ دی تو نتیجہ کیا ہوا؟ اسلامی عقیدہ سے نہیں جھگڑتے کی وجہ سے، عربوں کی تاریخ میں انہیں نہایت بڑی شکست ہوئی ایسی شکست انہیں غیبی آئیڈیالوجی (عقیدہ اسلام) سے تمسک کے زیر سایہ کبھی نہیں ہوئی اس شکست کی ذمہ دار ہمہ مارکی عقیدہ پر پڑتی ہے۔

میرے خیال میں، کوئی عقلمند یہ بات نہیں کہہ سکا کہ پانچ جون کی شکست کی ذمہ دار ملٹی کائیں (جنگ، صلح، خاص و عام طرز عمل اور اپنے تربیتی اسالیب اور حکومتوں کی راہنمائی میں) اسلامی عقیدہ کے مفہوم کے مطابق چل رہی تھیں وہ ہمیشہ سے مارکس اور لینن کے عقیدہ کے مطابق چل رہی تھیں۔ بس یہ بات تیز طور پر صحیح ہے کہ شکست کا باعث صرف اور صرف یہ ہے کہ اس عمر کے سے آسم کیلئے غائب تھا..... اور بائیں بازو کا عقیدہ، جو مارکس کے فلسفہ سے پیدا ہوا ہے، یہی گمراہی اور سیادت اور اقتدار اور راہنمائی میں ان کا پیشرو تھا، پس بائیں بازو

کے مفکرین کی اس آواز کا کوئی مطبوعہ نہیں کر رہا پانچ جُن کی شکست کو اسلامی آئیڈیالوجی سے کرشید کریں وہ تو خود پانچ جُن کی جنگ سے قبل ہی اس آئیڈیالوجی کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ اسی طرح یہ بات بھی بے معنی ہے کہ اسلامی عقیدہ کو چھوڑ کر مارکی عقیدہ اپنانے سے آئندہ معرکہ میں مسلمانوں کو یہود پر بزدل دستِ فتح حاصل ہوگی..... اگر یہ بات صحیح ہوتی تو جُن کی جنگ میں ان بائیس بازو کے عربوں کو ضرور فتح حاصل ہوتی، جن کی فوجیں مشرق اوسط میں زبردست قوت کی مالک ہیں، کیونکہ ان بائیس بازو کے لوگوں کا بیس سال سے زندگی کی کسی میلن میں اسلامی عقیدہ سے کوئی ارتباط نہیں ہے اور اس طویل عرصہ میں آج تک ان کا تعلق (افکار و عقائد اور عمل کے لحاظ سے) مارکی عقیدہ سے رہے پس یہی بات کافی ہے،

اگر یہ مفکرین انصاف سے کام لیتے تو مارکسیت کے پیروگروں کی طرف لوگوں کو بلاتے اور اس کے شعالات کی خامیوں کو عالمِ عربی میں اجاگر کرتے کیونکہ عملی تجربے نے (معرکہ جُن کی کسوٹی پر) ان شعالات کے انفلکس کو ثابت کر دیا ہے پس ان شعالات کی پابندی کرنا امتِ عربیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور اس کے مختلف طبقات میں بٹھانے اور کینہ کے آتشِ فشاں پھوٹنے کا سببِ اول ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ یہود کے ہاتھوں امتِ عربیہ کی عزت، ہیبت اور شرف کے ضیاع کا سبب بھی ہے خدا کی قسم اگر عربِ مسلم سے حقیقی تسک رکھتے اور اُسے بلند قدر عقیدہ بناتے تو ہمیں یہ رسوا کن شکست نہ ہوتی۔

اسے اللہ ہمارے یثمدوں کو وہ جو بھی ہیں راستی اور رشد عطا فرمائے تاکہ وہ اس صاف چشمہ کی طرف آجائیں یعنی اسلام کے چشمہ کی طرف، اور وہ خود اور ان کی قوم اس سے اس طرح بہا رہیں جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ اس سے میرا رہے تھے اور انہیں باوجود قلیل ہونے کے اپنے کثیر التعداد دشمنوں پر ہر معرکہ میں عزت اور فتح حاصل ہوتی تھی۔

❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖

❖

اسلام کے فیصلہ کن معرکے

تالیف: محمد احمد باشمیل  
ترجمہ: اختر فتح پوری

# فتح مکہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب اس اعتبار سے  
بہت اہمیت رکھتی ہے کہ ڈاکٹر  
صاحب نے روایت اور درایت  
کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا

## حضرت عثمان بن عفان

تالیف: ڈاکٹر محمد حسین ہیکل

## پیغام اور پیغام بر

اس کتاب میں پیغمبر آخر الزماں کے سولہ حیات کے سلسلے میں اعلاء کلمۃ اللہ کی منزل تک پہنچنے کیلئے ان مراحل  
کو بیان کیا گیا ہے جن سے داعی اسلام اور آپ کے متبعین کو گزرنا پڑا۔

## حیات حافظ ابن القیم

معارف تصنیف: علامہ العظیم عبد السلام شرف الدین  
ترجمہ: حافظ رشید احمد راشد ایم اے  
اس زمانے کے سیاسی و اجتماعی حالات علمی و مذہبی تحریکات اور فقہ و عقائد و تصوف پر حافظ ابن القیم  
جیسے عالم باعمل اور عارف کامل کے انداز و خیالات

ناشر: نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ - کراچی نمبر ۱

مؤرخ